تصنیفِ لطیف

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ رحمۃ اللہ علیہ

شمس العارفین

(اُردو ترجمہ مع فارسی متن)

فیضانِ نظر

سلطان العاشقین حضرت سخی

سلطان محمد نجیب الرحمٰن

مدظلہ الاقدس

مترجم

پروفیسر سلطان حافظ حماد الرحمٰن

سروری قادری

ایم۔ایس۔سی (باٹنی)

تصنیفِ لطیف سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ رحمۃ اللہ علیہ

شمس العارفین (اردو ترجمہ مع فارسی متن)

سلطان الفقر

تصنیفِ لطیف

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

شمس العارفین

(اُردو ترجمہ مع فارسی متن)

فیضانِ نظر

سلطان العاشقین حضرت سخی

سلطان محمد نجیب الرحمٰن

مدظلہ الاقدس

مترجم

پروفیسر سلطان حافظ حماد الرحمٰن

سروری قادری

ایم۔ایس۔سی (باٹنی)

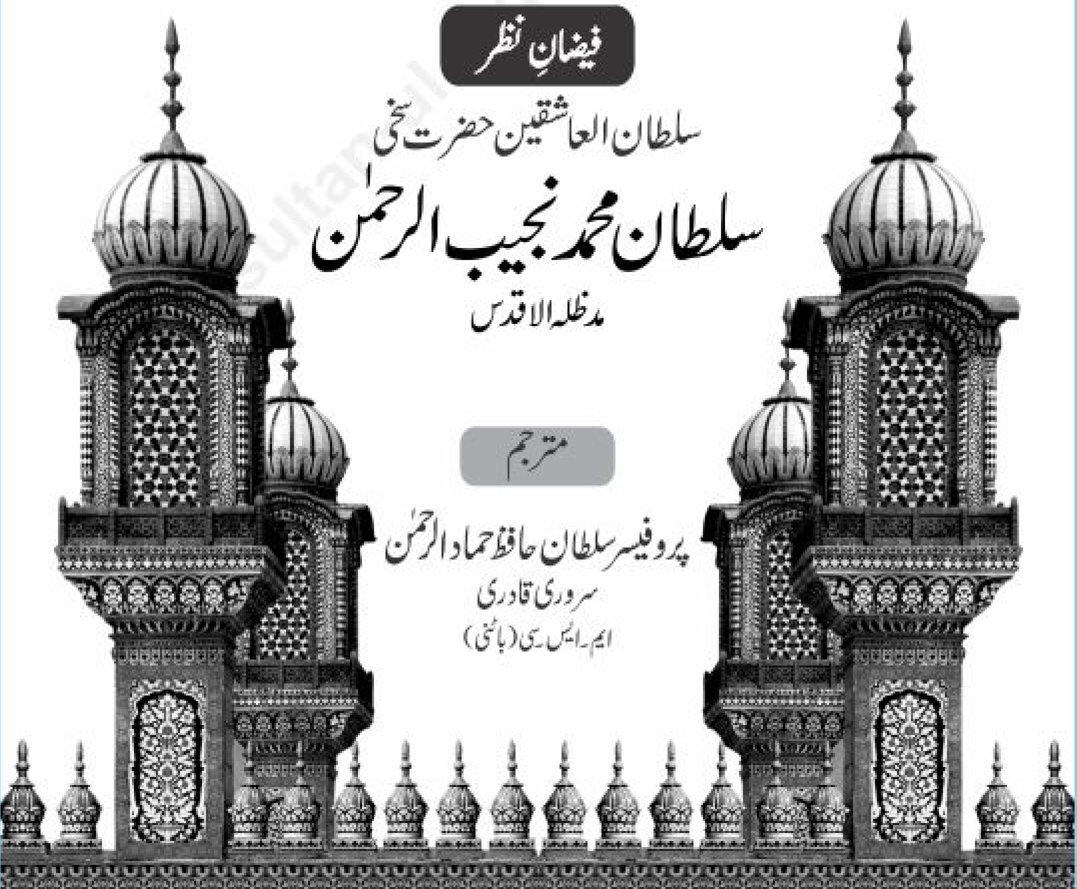

© All Copy Rights reserved with translator and
SULTAN-UL-FAQR PUBLICATIONS (Regd.)
Lahore-Pakistan

نام کتاب **شمس العارفین** (اُردو ترجمہ مع فارسی متن)

تصنیفِ لطیف سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوُ رحمتہ اللہ علیہ

مترجم پروفیسر سلطان حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری ایم۔ایس سی (باٹنی)

بارِ اوّل جولائی 2015ء

بارِ دوم اگست 2020ء

بارِ سوم نومبر 2023ء (ترامیم اور اضافہ کے ساتھ)

تعداد 500

ISBN: 978-969-2220-43-9

سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

سلطان الفقر ہاؤس

4-5/A ۔ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790

Ph: 042-35436600, 0322-4722766

www.sultan-ul-ashiqeen.com www.sultan-bahoo.com
www.sultan-ul-ashiqeen.pk www.sultan-bahoo.pk
www.sultan-ul-faqr-publications.com
Email:sultanulfaqrpublications@tehreekdawatefaqr.com

www.sultan-ul-faqr-publications.com

انتساب

اپنے مرشد پاک

سلطان العاشقین
حضرت سخی
سلطان محمد نجیب الرحمٰن
مدظلہ الاقدس

کے نام

آپ نگاہِ کامل سے زنگ آلودہ قلوب
کو نورِ ایمان سے منور فرما رہے ہیں

www.sultan-ul-faqr-publications.com

فہرس

نمبر شمار	باب نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
1		پیش لفظ (بارِ دوم)	05
2		تحسین (برائے بارِ دوم)	07
3		پیش لفظ	09
4		میرے تاثرات	14
5		پرتوِ جان	16
6		سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ	18
7		شمس العارفین (اردو ترجمہ)	26
8	باب اول	اس کتاب کو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کے بیان	28
9	باب دوم	ذکر شروع کرنے کے بیان میں	38
10	باب سوم	ذکرِ مراقبہ	72
11	باب چہارم	فنا فی الشیخ ،فنا فی اسمِ محمدؐ اور فنا فی اللہ کا بیان	85
12	باب پنجم	مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بیان	92
13	باب ششم	قبور پر دعوت پڑھنے کا بیان	101
14	باب ہفتم	متفرق مضامین کا بیان	116
15		شمس العارفین (فارسی متن)	128

www.sultan-ul-faqr-publications.com

پیش لفظ

(بارِ دوم)

اللہ عزّوجل کے لیے ہیں سب تعریفیں جو ربّ العالمین ہے اور درود ہو محبوبِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس پر جو رحمتہ اللعالمین اور زینتِ کائنات ہیں۔

شمس العارفین (اردو ترجمہ مع فارسی متن) بارِ اوّل جولائی 2015 میں شائع ہوا۔ بارِ اوّل کی تیاری کے وقت سلسلہ سروری قادری کے شیخِ کامل شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ اقدس سے تحریر کردہ نسخہ ہی دستیاب تھا جس سے شمس العارفین کا اردو ترجمہ کیا گیا۔

شمس العارفین (اردو ترجمہ مع فارسی متن) کے بارِ دوم کی تیاری کے وقت میرے مرشد کریم سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس نے چند مزید نسخہ جات اور مطبوعہ کتب عنایت فرمائیں جن سے استفادہ کرتے ہوئے شمس العارفین (اردو ترجمہ مع فارسی متن) کے بارِ دوم کے لیے ایک جامع فارسی متن دوبارہ سے تیار کیا گیا۔ ان نسخہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:

قلمی نسخہ جات

1۔ شمس العارفین از شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ سال کتابت 1330ھ۔

2۔ قلمی نسخہ از گل محمد سندھی پہاڑ پوری۔ کتابت 16 ربیع الثانی 1334ھ۔

3۔ قلمی نسخہ۔ کاتب نامعلوم۔ سالِ کتابت 1214ھ

4۔ شمس العارفین از امیر حیدر، محرم الحرام 1301ھ

www.sultan-ul-faqr-publications.com

مطبوعہ فارسی متن مع اردو ترجمہ

1۔سید امیر خان نیازی (اس کا ذکر پہلے ایڈیشن میں موجود ہے)

2۔ڈاکٹر سلطان الطاف علی۔(باھُو پبلیکیشنز کوئٹہ۔جنوری 2010)

میں مرشد کریم سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے شمس العارفین بارِ دوم کے ترجمہ کے لیے نہ صرف نسخہ جات اور کتب عنایت فرمائیں بلکہ ظاہری و باطنی طور پر میری کامل رہنمائی بھی فرمائی۔

میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی کتب کی انگلش مترجم محترمہ عنبرین مغیث سروری قادری کا نہایت مشکور ہوں جنہوں نے شمس العارفین اردو ترجمہ مع فارسی متن کے بارِ دوم کے لیے فارسی متن کی تیاری میں بہت مدد کی۔

میں اپنے پیر بھائی سلطان محمد احسن علی سروری قادری کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اُردو ترجمہ پر نظر ثانی کی اور مفید مشوروں سے نوازا۔

پروفیسر سلطان حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری

(ایم ایس سی باٹنی)

19 اپریل 2020ء

www.sultan-ul-faqr-publications.com

تحسین

(برائے بارِ دوم)

''شمس العارفین'' اس لحاظ سے حضرت سخی سلطان باھُوؒ کی اہم ترین تصنیف ہے کہ اس میں دیگر اہم کتب کے اہم موضوعات کو علیحدہ علیحدہ ابواب کے تحت یکجا کیا گیا ہے۔ یوں اس ایک کتاب کے مطالعہ سے ہی آپؒ کی اہم تعلیمات کا بنیادی علم حاصل ہو جاتا ہے۔

کسی بھی کتاب کے ترجمہ کے لیے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ اس کا اصل متن درست ہو۔ اگر متن میں ہی کمی بیشی ہوگی تو ترجمہ کیسے درست ہو سکتا ہے۔ جولائی 2015 میں حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری نے شمس العارفین کے ترجمہ کے لئے جو فارسی متن تیار کیا اس کے مقابلہ میں موجودہ متن میں کئی گنا بہتری نظر آ رہی ہے جس کی وجہ سے ترجمہ بھی بہت بہتر ہے۔ اس بار مرشد کامل اکمل سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس نے مہربانی فرماتے ہوئے انہیں شمس العارفین کے مزید نسخہ جات فراہم کئے اور انہوں نے انتہائی محنت سے تمام نسخوں کا موازنہ کر کے متن کو درست کیا۔ املا کی درستی اور نامکمل عبارات کو مکمل کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ بہت اہم پیرے بھی متن میں شامل کئے گئے ہیں۔

بلاشبہ ایک مترجم کے ترجمہ سے کئی گنا زیادہ اہمیت ولی کی تصنیف کے اصل متن کی ہوتی ہے کیونکہ ہر مترجم اپنے مقام اور فہم کے مطابق مختلف ترجمہ کرتا ہے لیکن اگر اصل متن درست ہوگا تو ہی آئندہ آنے والے مترجمین صحیح ترجمہ کر پائیں گے۔ حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری کی شمس العارفین کے فارسی متن پر اتنی محنت قابلِ تحسین ہے۔ یہ ہمارے مرشد کامل اکمل سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کا ہی کمال ہے کہ انہوں نے حضرت سخی سلطان

www.sultan-ul-faqr-publications.com

باھوؒ کی تصانیف کے اصل متن کی تیاری کے لئے زیادہ سے زیادہ نسخہ جات اکٹھے کر کے مترجمین کو فراہم کیے اور اس متن کو آنے والی تمام نسلوں کے فیض کے لیے کتابی صورت میں بھی محفوظ کیا اور آن لائن بھی مہیا کیا۔

زیرِ نظر کتاب کا نہ صرف فارسی متن بلکہ ترجمہ بھی شمس العارفین کے دیگر تمام تراجم سے بہتر اور اصل متن سے قریب ترین ہے۔ اللہ تعالیٰ حافظ حماد الرحمٰن کو اس قابلِ قدر کاوش پر جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو تمام سالکینِ حق کے لیے رہنمائی کا وسیلہ بنائے۔ آمین

مسز عنبرین مغیث سروری قادری
ایم اے ابلاغیات
پنجاب یونیورسٹی لاہور

جون 2020ء

www.sultan-ul-faqr-publications.com

پیش لفظ

تمام حمد وثنا اللہ تبارک تعالیٰ کے لیے ہے جس کی شان لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ۚ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ؕ ہے۔ جس نے مومنین کے قلوب کو اپنا عرش بنا رکھا ہے اور لامحدود درود وسلام ہو اسرارِ ربانی کے امین، صاحبِ مقام محمود، وجۂ تخلیقِ کائنات، وجۂ وجودِ کائنات، روح کائنات، رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو اللہ تعالیٰ کے مظہرِ اُتم ہیں جن کی بدولت امتِ محمدیہ کو لقائے الٰہی کی نعمت بخشی گئی۔ لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آلِ اطہار پر جو سفینۂ نوح کی مانند ہیں اور اصحابؓ کبار پر جو ہدایت کے لیے ستاروں کی مانند ہیں۔

شمس العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف کلید التوحید، قربِ دیدار، مجموع الفضل، عقلِ بیدار، جامع الاسرار، نور الہدیٰ عین نما، فضل اللقاء وغیرہ سے انتخاب کردہ ہے۔ شمس العارفین کو طالبانِ مولیٰ کی تربیت کے لیے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند حضرت سلطان ولی محمد رحمتہ اللہ علیہ نے ترتیب دیا۔ اس ترتیب کا مقصد سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کو فقر کی منازل یا موضوعات کے لحاظ سے ایک جگہ جمع کرنا تھا۔ انہوں نے اپنی طرف سے اس میں ایک لفظ کا بھی اضافہ نہیں کیا بلکہ عبارت کو اصل کتاب سے لے کر اسی طرح اس کتاب میں جمع کر دیا گویا یہ کتاب سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ اس لیے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف شمار ہوتی ہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

شمس العارفین سلسلہ سروری قادری اور طالبانِ مولیٰ میں بہت مقبول ہے کیونکہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ تمام تعلیمات ان کی ایک ہی کتاب میں مل جاتی ہیں۔

سلطان الوھم کے ترجمہ کے بعد اس عاجز کو مرشد پاک سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس نے شمس العارفین کے ترجمہ کا حکم فرمایا اور اس کے لیے شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک سے تحریر کردہ قلمی نسخہ عطا فرمایا۔ شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ سروری قادری کے شیخ کامل اکمل مکمل نور الہدیٰ ہیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ تک سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ سے سلسلہ اس طرح پہنچتا ہے:

1۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ

2۔ سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

3۔ سلطان الصابرین حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ

4۔ شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ[1]

آپ رحمتہ اللہ علیہ چالیس برس تک دربار سلطان التارکین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ پر معتکف رہے اور اس دوران آپ رحمتہ اللہ علیہ کے روزمرہ امور میں سلطان العارفینؒ کی کتب کو نقل کرنا بھی شامل تھا ان میں شمس العارفین بھی شامل ہے۔ اس لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا قلمی نسخہ سب سے مستند اور اعلیٰ ہے۔ یہی ایک نسخہ دستیاب ہوا جس کو بنیاد بنا کر اور استفادہ کر کے ترجمہ کیا گیا ہے۔

---

[1] آپ رحمتہ اللہ علیہ کی مفصل سوانح حیات کے لیے سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی تصنیف مبارکہ ''مجتبیٰ آخرزمانی'' اور اس کتاب کا انگلش ترجمہ The Spiritual Guides of Sarwari Qadri Order کا مطالعہ فرمائیں۔

مطبوعہ متن مع اردو ترجمہ

شمس العارفین فارسی متن مع اردو ترجمہ از سید امیر خان نیازی۔ یہ کتاب مختلف اوقات میں تین اداروں سے شائع ہو چکی ہے۔اس کا بارِ اوّل 2002ء میں انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھُو سلطان دربار سلطان باھُوؒ ضلع جھنگ نے شائع کیا۔ دوسری بار 2004ء میں مکتبہ العارفین 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور نے شائع کیا۔ تیسری بار العارفین پبلیکیشنز لاہور نے اسے 2012ء میں شائع کیا۔ان تمام ایڈیشنز میں فارسی متن بالکل ایک جیسا ہے۔ یہ شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ کا نسخہ ہے۔شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ قلمی نسخہ سلطان الاولیا حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کو دیا جنہوں نے یہی قلمی نسخہ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کو عطا کیا۔سید امیر خان نیازی نے یہ قلمی نسخہ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ سے لے کر اس کا ترجمہ کیا اور ترجمہ کرنے کے بعد سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کو واپس کر دیا۔ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ نے اس قلمی نسخہ کا عکس میرے آقا سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کو عطا کیا جنہوں نے اس بندۂ عاجز کو عطا کیا اور ترجمہ کا حکم وتوفیق عطا فرمائی۔

شمس العارفین کے مرتبین پر تحقیق کرتے ہوئے ڈاکٹر سلطان الطاف علی نے مراتِ سلطانی میں اس بات پر زور دیا ہے کہ شمس العارفین کو سلطان حافظ محمد سجادہ نشین کے دور میں حضرت سخی سلطان باھُو قدس سرّہٗ کے عقیدتمندان خلیفہ صاحبڈ نہ لنجار اور مولوی عبدالشکور شیخ نے مرتب کیا۔لیکن مشائخ سروری قادری کے توسط سے سینہ بہ سینہ جو روایت میرے مرشد سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس تک پہنچی اور انہوں نے اپنے مرشد سلطان الفقر ششم حضرت

سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی بارہا سماعت فرمائی اور اس عاجز نے بھی سلطان العاشقین مدظلہ الاقدس کی بارگاہ سے بارہا سنی اس کے مطابق شمس العارفین کو حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے اور پہلے سجادہ نشین سلطان ولی محمد رحمتہ اللہ علیہ نے ترتیب دیا۔

مطبوعہ اردو تراجم (فارسی متن کے بغیر)

شمس العارفین کے اب تک درج ذیل تراجم بغیر فارسی متن کے شائع ہو چکے ہیں اور یہ سب تقریباً حافظ عبداللہ کے قلمی نسخہ کے تراجم ہیں۔

شمار نمبر	نام	مترجم	سال اشاعت	ناشر
1	شمس العارفین	حافظ محمد رمضان	سال اشاعت درج نہیں اشاعت قدیم طرز کی ہے	حافظ محمد رمضان خطیب دربار حضرت سخی سلطان باھُو ضلع جھنگ
2	شمس العارفین	اللہ والے کی قومی دکان	ایضاً	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
3	شمس العارفین	حافظ محمد عبد الرشید	ایضاً	مکتبہ سلطانیہ باھُوؒ پبلیکیشنز گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ
4	شمس العارفین	محمد علی چراغ	1998ء	نذیر سنز لاہور

ان تمام مطبوعہ تراجم میں صرف سید امیر خان نیازی نے شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد

بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ کے نسخہ کو بنیاد بنایا ہے کیونکہ انہیں بھی یہی ایک نسخہ ملا تھا۔
اس عاجز نے بھی اسی نسخہ کو بنیاد بنایا ہے۔

یہ عاجز اپنے مرشد پاک سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کا انتہائی مشکور ہے کہ اس خاکسار کو اس قابل بنایا کہ عارفین کے سلطان کی کتاب شمس العارفین کا ترجمہ فارسی متن کی روح کو برقرار رکھتے ہوئے کر سکوں اس سلسلہ میں آپ نے تحقیق کی ذمہ داری مجھ پر چھوڑ دی۔

میں محترمہ عنبرین مغیث سروری قادری صاحبہ کا انتہائی مشکور ہوں جنہوں نے میری اس کاوش میں نکھار پیدا کیا اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔

میں ڈاکٹر سلطان الطاف علی کا مشکور ہوں جنہوں نے دیگر تصانیف کی طرح شمس العارفین کے ترجمہ پر نظرِ ثانی فرمائی اور کئی قیمتی قلمی مخطوطات سے نوازا۔ اللہ ان کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

میں ڈاکٹر اقبال شاہد صدر شعبہ فارسی گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کا انتہائی ممنون ہوں جنہوں نے شمس العارفین کے فارسی متن و ترجمہ پر نظرِ ثانی فرمائی اور قلمی نسخہ جات عطا کیے۔ اللہ ان کو صراطِ مستقیم پر گامزن رکھے۔

میں سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) کی تمام ٹیم کا مشکور ہوں جن کی ہمہ وقت محنت سے اس عظیم تصنیف کا ترجمہ قارئین کے ہاتھوں میں موجود ہے۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس عاجزانہ کوشش کو قبول فرمائے اور قیامت تک لوگوں کے لیے اس کتاب کو ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

خاکسار

پروفیسر سلطان حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری

ایم۔ایس۔سی (باٹنی)

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور

تاریخ: 17 مارچ 2015ء

میرے تاثرات

رسالہ ''شمس العارفین'' کو حضرت سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو قدس سرہٗ کے عقیدتمندان خلیفہ صاحبڈ نہ لنجار اور مولوی عبدالشکور شیخ نے آپؒ کے چند رسائل سے منتخب کر کے مرتب کیا تھا جسے انہوں نے پیر موسیٰ شاہ جیلانیؒ (المعروف موسن شاہ جیلانیؒ) گھوٹکی سندھ والے کے پوتے کو سلطان حافظ محمد سجادہ نشین کے دور میں پیش کیا تھا جو حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے بعد تیسرے سجادہ نشین تھے۔ اس کتاب میں سالک کے لیے ذکر و مراقبہ کے علاوہ فنافی الشیخ، فنافی اسمِ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) و فنافی اللہ کے درجات اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقامات و آداب سے آگہی دی جاتی ہے۔ دعوتِ قبور اور تصور کے مختلف منازل و مدارج کی تعلیم بھی دی گئی ہے۔

حافظ حماد الرحمٰن لاہوری سروری قادری نے حال ہی میں رسالہ کا اُردو میں ترجمہ کیا ہے جسے اشاعت سے پہلے انہوں نے میرے مطالعہ یا نظر ثانی کے لیے ارسال فرمایا۔ ان کی تمام تر کاوش پسندیدہ ہے اور ان کا ترجمہ اپنا ہی رنگ اور سٹائل رکھتا ہے۔ اس سے پہلے راقم الحروف نے بھی اس رسالہ کی تحقیق و تدوین و اُردو ترجمہ پر پوری محنت سے کام کر کے شائع کرا دیا جو وہ دیکھ چکے ہوں گے۔ سب سے پہلے مرحوم سید امیر خان نیازی نے ترجمہ کیا اور پھر سلطان فیاض الحسن سے منسوب بھی ایک ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ میرے خیال سے رسالہ شمس العارفین پر ان چار ترجموں کے آ جانے کے بعد کوئی مشکل نہیں رہ سکتی۔

عصرِ حاضر میں جس قدر انسان ذہنی اور روحانی کرب میں مبتلا ہو چکا ہے اس سے پہلے اس کی مثالیں عہدِ یزید، جنگِ عظیم اوّل اور جنگِ عظیم دوم کی ہی دی جا سکتی ہیں۔ آج کا انسان دینِ

اسلام کواور بالخصوص روحِ اسلام کو جوتصوف ہے، سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے۔اسلیئے صوفی اور تصوف کی ہر کتاب کو زیادہ سے زیادہ بہتر اور واضح انداز میں پیش کرنے کی ضرورت ہے۔علمِ صوفی کے بیان میں دقیق افکار اور غیر متفقہ گروہی توضیحات لانے سے اسلام میں رخنہ اندازی کے خدشات پیدا ہوتے ہیں۔

الطاف علی

دربار سلطان باھُو جھنگ

۲۰۱۵/۰۱/۸

www.sultan-ul-faqr-publications.com

پرتوِ جان

آگہی روشنی ہے، نور ہے جو دنیا سے، کائنات سے روشناس کرواتی ہے۔ خود سے، اپنے اندر سے آشنا کرے تو خود آگہی ہے اور وجود سے، اپنے آپ سے گزر کر جہانِ دیگر سے اور جانِ دیگر سے واصل کر دے تو عرفان؛ وجود کائنات سے عرفان ذات تک کا سفر نسبتوں کا اور سلسلوں کا متقاضی ہے۔ اس بات کا عرفان مجھے ''شمس العارفین'' کے وسیلے سے ہوا۔ شمس سے میرے ذہن میں جلال الدین رومی (مولوی) کے مرشد شمس تبریزی اور مولانا کا یہ شعر آئے:

شمس تبریزی کہ نور مطلق است
آفتاب است و ز انوار حق است

نور مطلق، آفتاب اور انوار حق نسبتوں کا سلسہ ہے اور ''شمس العارفین'' سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ کے آثار جلیلہ اور جمیلہ کا ماحصل و گزیدہ و انتخاب ہے جو حضرت سلطان باھوؒ کے بڑے صاحبزادے حضرت سلطان نور محمدؒ کی ترتیب اور سلطان بہادر شاہ قادری کی کتابت، نسبت اور وسیلے سے جویان عرفان کے لیے شمس ہے، روشنی ہے، نور مطلق ہے۔

نسبتوں کے سلسلے عقیدتوں اور خود سپردگیوں کے سلسلے ہوتے ہیں۔ اقبال ایسے ہی تو نہیں کہتے کہ رومی نے میری خاک کو اکسیر بنا دیا ہے، مجھ پر رازِ معانی کے دروازے کھول دیئے ہیں، میری فکر اس کے آستانے پر سجدہ کرتی ہے اور میں تو اس کی سانسوں سے جیتا ہوں:

من کہ مستی ھا ز صہبایش کنم
زندگانی از نفس ھایش کنم

خود سپردگی بہت بڑا انعام ہے، توفیق ہے، فیض ہے، عرفان ہے؛ جو نور کا ہو گیا، وہ نور ہو گیا۔ سورج کی کرنیں جہاں سورج کی روشنی کی پیغامبر ہیں، وہیں سورج کا شناس نامہ اور سببِ عرفانِ آفتاب

بھی ہیں۔نور کی کرنیں ،سوتے اور منابع ،نور ہی ہیں اور نور مطلق ،انوارحق سے وصل کا نام ہے۔ عرفاء کے لیے شمس کا درجہ والی تصنیف ''شمس العارفین''، ''سلطان العارفینؒ'' حضرت سلطان باھُوؒ تک اور سلطان العارفین ؛مطلوبِ عارفین کی مجالس (مجالس محمدیؐ) کے وسیلے اور فیض سے ذاتِ حق کے عرفان اور وصل کا وسیلہ ہیں۔حضرت باھُوؒ کے سبھی آثار طالبین اور عرفاء کے لیے نور اور چراغِ راہ ہیں بلکہ جلوۂ حق ہیں،قرب دیدار اور معرفت اسرار ہیں ـــ ''شمس العارفین'' روشن ترین نور، روشنیِ دل وجاں اور پرتوِ جانِ جہان ہے۔

حماد الرحمٰن سروری قادری نسبتوں ، وسیلوں اور نور کے سلسلوں سے وابستہ ہے۔نور کے چشموں سے سیراب ہوتا ہے اور نور کا پیغامبر ہے۔حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن کے فیضِ خاص اور اِذن سلطانی؛ میری مراد فیض باطنیِ حضرت سلطان العارفینؒ ہے، حضورؒ کے آثار کے تراجم کی سعادت سے مشرف ہے۔باٹنی کے اس طالب علم کا سائنسی علوم نے حقیقی اور روحانی علوم سے نسبت اور سلسلہ قائم کر دیا ہے۔نور ہی راہنمائے نور ہو سکتا ہے۔اس بات کی تفہیم کے لیے کسی اہلِ دل کی ،رازِ درونِ خانہ کے امین کی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے اور حماد الرحمٰن پر توجہ ہو گئی ہے اور ''شمس العارفین'' کا خوبصورت ترجمہ ،جس میں محبت کی ،عقیدت کی ،نسبت اور خود سپردگی کی چاشنی ہے؛ حماد الرحمٰن پر سلطان العارفین کی عنایت کی سند اور پروانہ ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال شاہد
صدر شعبۂ فارسی، جی سی یونیورسٹی لاہور

www.sultan-ul-faqr-publications.com

سلطان العارفین

حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اعوان قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اعوانوں کا شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے۔ اعوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی غیر فاطمی اولاد ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد وادی سون سکیسر (تحصیل نوشہرہ ضلع خوشاب) کے گاؤں انگہ میں رہائش پذیر رہے۔ انگہ کے قبرستان میں سلطان العارفینؒ کے دادا حضرت سلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ اسی انگہ گاؤں میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی دادی محترمہ اور نانا رحمۃ اللہ علیہم کی مبارک قبریں بھی موجود ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم کا اسمِ گرامی حضرت سلطان بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ سلطان بازید رحمۃ اللہ علیہ پیشہ ور سپاہی اور مغل بادشاہ شاہجہان کے لشکر میں ایک ممتاز عہدے پر فائز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام جوانی جہاد کی نذر کر دی۔ جب آپ کی عمر ڈھل چکی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے علاقے میں واپس آ گئے اور اپنی ایک رشتہ دار ہم کفو خاتون حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا سے نکاح فرمایا۔ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا ایک عارفہ کاملہ تھیں اور فنا فی ھُو کے مرتبہ پر فائز تھیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصانیف میں اپنی والدہ محترمہ سے عقیدت و محبت کا بارہا اظہار فرماتے ہیں:

''مائی راستی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی روح پر اللہ تعالیٰ کی صد بار رحمت ہو کہ انہوں نے میرا نام باھُو (رحمۃ اللہ علیہ)

رکھا ہے۔''

سلطان العارفین ؒ ایک بیت میں فرماتے ہیں:

راستی   از   راستی   آراستی

رحمت   و   غفران   بود   بر   راستی

ترجمہ: راستی ؒ راستی (حق) سے آراستہ ہیں۔ اللہ کی رحمت و مغفرت ہو راستی ؒ پر۔

آپؒ کے والدین کے مزارات شورکوٹ شہر میں مرجع خلائق ہیں اور مائی باپ حضرت سخی سلطان باھُو ؒ کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو ؒ یکم جمادی الثانی 1039ھ (17 جنوری 1630ء) بروز جمعرات بوقتِ فجر مغل بادشاہ شاہجہان کے عہدِ حکومت میں قصبہ شورکوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کی والدہ ماجدہ نے آپؒ کا نام حکمِ خداوندی سے باھُو رکھا۔ سلطان العارفین ؒ سے قبل تاریخ میں کسی کا نام باھُو نہیں ہے۔ سلطان العارفین اسم ھُو کے عین مظہر ہیں اسی لیے آپؒ کا اسم بھی باھُو ہے۔ سلطان العارفین ؒ مادرزاد ولی کامل تھے اسی لیے آپؒ کی آنکھوں میں ازلی نور چمکتا تھا اور آپؒ کی پیشانی نورِ حق سے منور تھی۔ آپ ؒ زمانہ شیر خواری میں سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی طرح ماہِ رمضان میں سحر تا افطار دودھ نہیں پیتے تھے۔ بچپن سے ہی آپؒ میں نورِ حق اس قدر جلوہ گر تھا کہ آپؒ جس پر بھی نظر ڈالتے اسے واصل باللہ کر دیتے۔ اگر کسی کافر پر نظر ڈالتے تو وہ فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا۔ اسی خوف سے کفار اور ہندو آپؒ کے سامنے نہیں آتے تھے۔ آپؒ کی یہ کرامت آخری عمر تک جاری رہی۔ ایک دفعہ آپ ؒ کی طبیعت بہت ناساز ہو گئی تو آپ ؒ کے حکم سے برہمن طبیب سے علاج کے لیے رابطہ کیا گیا۔ برہمن طبیب نے جواب دیا ''میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں ان کی نگاہ کے سامنے گیا تو مسلمان ہو جاؤں گا۔ ان کا کرتہ یہاں بھیج دو''۔ جب آپ ؒ کا کرتہ طبیب کے پاس پہنچا تو وہ اسے دیکھتے ہی مسلمان ہو گیا۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

سلطان العارفینؒ نے کسی قسم کا کتابی اور ظاہری علم حاصل نہیں کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''عین الفقر'' میں فرماتے ہیں:

''مجھے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ظاہری علم حاصل نہیں لیکن وارداتِ غیبی کے سبب علمِ باطن کی فتوحات اس قدر ہیں کہ ان کے بیان کے لیے کئی دفتر درکار ہیں''۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میں تیس (30) سال تک مرشد کی تلاش میں سرگردان رہا لیکن مجھے اپنے پائے کا مرشد نہیں مل سکا۔'' ایک دن دیدارِ الٰہی میں مستغرق آپ رحمتہ اللہ علیہ شورکوٹ کے نواح میں گھوم رہے تھے کہ اچانک ایک صاحبِ نور، صاحبِ حشمت اور بارعب سوار نمودار ہوا جس نے اپنائیت سے پکڑ کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کو قریب کیا اور بڑے دلنشین انداز میں فرمایا کہ میں علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہٗ) ہوں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مولا علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا تو قریب تھا کہ خود کو آپ رضی اللہ عنہٗ پر نثار کر دیتے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ پر توجہ مرکوز کی اور فرمایا ''فرزند! آج تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار میں طلب کیے گئے ہو۔''

پھر جیسے وقت تھم گیا، ہر شے ساکت ہوگئی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک لمحے میں خود کو آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں پایا۔ اس وقت اس بارگاہِ عالیہ میں حضرت صدیقِ اکبرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور تمام اہلِ بیت رضی اللہ عنہم حاضر تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجلس سے اٹھ کر آپ رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور توجہ فرما کر رخصت ہوئے۔ بعد ازاں حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ بھی توجہ فرمانے کے بعد مجلس سے رخصت ہوگئے تو مجلس میں صرف اہلِ بیتؓ اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی رہ گئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمائیں گے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دونوں دستِ مبارک میری طرف بڑھا کر فرمایا ''میرے ہاتھ پکڑو'' اور مجھے دونوں ہاتھوں سے بیعت فرمایا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مرتبہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

مجھے تلقین فرمایا تو درجات اور مقامات کا کوئی حجاب نہ رہا۔ چنانچہ اوّل و آخر یکساں ہو گیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تلقین سے مشرف ہوا تو خاتونِ جنت سیدۃ النسا حضرت فاطمۃ رضی اللہ عنہا نے مجھے فرمایا تو میرا فرزند ہے۔''

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ اور امام حسین رضی اللہ عنہٗ کے قدم چومے اور اپنے گلے میں ان کی غلامی کا حلقہ پہنا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا 'مخلوقِ خدا کو خالقِ کائنات کی جانب بلاؤ اور انہیں تلقین و ہدایت کرو۔ تمہارا درجہ دن بدن بلکہ گھڑی بہ گھڑی ترقی پر ہو گا اور ابدالآباد تک ایسا ہوتا رہے گا کیونکہ یہ حکمِ سروری و سرمدی ہے۔'' بعد ازاں آپ رحمتہ اللہ علیہ کو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غوث الاعظم محبوبِ سبحانی پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کے سپرد فرمایا۔ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہٗ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو باطنی فیض سے مالا مال کرنے کے بعد خلقت کو تلقین وارشاد کا حکم دیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''جب فقر کے شاہسوار نے مجھ پر کرم کی نگاہ ڈالی تو ازل سے ابد تک کا تمام راستہ میں نے طے کر لیا۔''

آپ رحمتہ اللہ علیہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں حاضری کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جو کچھ میں نے دیکھا ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا اور اس ظاہری بدن کے ساتھ دیکھا اور مشرف ہوا۔''

رسالہ روحی شریف میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دست بیعت کرد ما را مصطفیٰؐ خواندہ است فرزند ما را مجتبیٰؐ

شد اجازت باھوؒ را از مصطفیٰؐ خلق را تلقین بکن بہر از خدا

ترجمہ: مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دستِ بیعت فرمایا اور انہوں نے مجھے اپنا نوری حضوری فرزند قرار دیا۔ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت دی کہ میں خلقِ خدا کو اللہ کی راہ کی تلقین کروں۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فرزندِ خود خواندہ است مارا فاطمہؓ معرفتِ فقر است بر من خاتمہ

ترجمہ: حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے مجھے اپنا فرزند فرمایا ہے اس لیے معرفتِ فقر کی مجھ پر انتہا ہوگئی۔ (عقلِ بیدار)

سیّدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے باطنی تربیت کی تکمیل کے بعد آپؒ نے سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر بیعت فرمائی اور خلق کو تلقین اور رشد و ہدایت کا آغاز فرمایا۔ اس مقصد کے لیے آپؒ نے بہت سے سفر کیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ تر سفر وادی سون سکیسر، ملتان، ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسماعیل خان، سندھ اور بلوچستان کی طرف کیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی شہر شہر، قریہ قریہ گھوم پھر کر طالبانِ مولیٰ کو تلاش کرنے اور انہیں واصل باللہ کرنے میں گزری کیونکہ خلقِ خدا کو تلقین کرنے کی یہ ذمہ داری آپؒ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس سے حاصل ہوئی۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ ''سلطان الفقر'' کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ جس طرح محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی، غوثِ صمدانی حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا اعلان قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ ہے اسی طرح سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان فرمایا ''تا آنکہ از لطفِ ازلی سرفرازئ عینِ عنایت حق الحق حاصل شدہ و از حضور فائض النور اکرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حکم ارشادِ خلق شدہ، چہ مسلم، چہ کافر، چہ بانصیب، چہ بےنصیب، چہ زندہ و چہ مردہ۔ بزبانِ گوہر فشاں مصطفیٰ ثانی و مجتبیٰ آخر زمانی فرمودہ۔'' (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: جب سے لطفِ ازلی کے باعث حقیقتِ حق کی عین نوازش سے سربلندی حاصل ہوئی ہے اور حضور فائض النور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تمام خلقت کیا مسلم، کیا کافر، کیا بانصیب، کیا بےنصیب، کیا زندہ اور کیا مردہ سب کو ہدایت کا حکم ملا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی زبانِ گوہر فشاں سے مجھے مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخر زمانی فرمایا ہے۔

مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخر زمانی کے لقب سے مراد یہ ہے کہ آخری زمانہ میں جب جاہلیت اپنے پر پھیلانے لگے گی تو سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ کے سلسلہ کا کوئی امام آپؒ کی

تعلیمات کو عام کر کے آپؒ ہی کے سلسلہ فقر کے ذریعے ظلمت وجہالت کو نیست و نابود کر کے دینِ حق کا پھر سے بول بالا کرے گا۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ کی 140 تصانیف ہیں جن میں سے صرف ایک پنجابی ابیات کی صورت میں ہے اور دیگر تمام فارسی میں ہیں۔ آپؒ کی کتب علم لدنّی کا شاہکار ہیں۔ سلطان العارفینؒ کا یہ فرمان ہے کہ جس کو کوئی مرشد کامل اکمل نہ ملتا ہو وہ میری کتب کو وسیلہ بنائے۔ آپؒ رسالہ روحی شریف میں فرماتے ہیں:

''اگر کوئی ولیٔ واصل عالمِ روحانی یا عالمِ قدس شہود سے رجعت کھا کر اپنے مرتبے سے گر گیا ہو وہ اس رسالہ کو وسیلہ بنائے تو یہ رسالہ اس کے لیے مرشدِ کامل اکمل ثابت ہوگا۔ اگر وہ اسے وسیلہ نہ بنائے تو اسے قسم ہے اور اگر ہم اسے اس کے مرتبے پر بحال نہ کریں تو ہمیں قسم ہے۔''

سلطان العارفینؒ کا یہ اعلان آپؒ کی ہر کتاب میں الفاظ کی ردوبدل کے ساتھ موجود ہے۔ میرے مرشد کامل سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس اپنی تصنیف شمس الفقرا میں سلطان العارفینؒ کی تصانیف کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''حضرت سخی سلطان باھوؒ کی تصانیف کی عبارت بہت سادہ اور سلیس ہے جسے عام اور معمولی تعلیم یافتہ آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ آپؒ کی تصانیف کی عبارت میں ایسی روانی اور تاثیر ہے جو دورانِ مطالعہ قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ ان کتب کو اگر باادب اور باوضو پڑھا جائے تو فیض کا ایک سمندر کتب سے قاری کے اندر منتقل ہوتا ہے۔ اگر قاری صدقِ دل سے مطالعہ جاری رکھے تو آپؒ کے حقیقی وارث سروری قادری مرشد تک راہنمائی ہو جاتی ہے۔ آپؒ نے اپنی کتب میں آیاتِ قرآنی، احادیثِ مبارکہ اور احادیثِ قدسی کا استعمال فرمایا ہے۔ ان کتب میں جہاں کہیں بھی عبارت میں ان کا ذکر ہے، اگر ان کو وہاں سے نکال دیا جائے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس جگہ آیاتِ قرآنی یا احادیث کو درج نہ کیا جاتا تو مطلب مکمل نہ ہوتا۔ حضرت سلطان باھوؒ عبارت میں اشعار کا برمحل اور خوبصورت استعمال کرتے ہیں جس سے

عبارت کا اثر دو چند ہو جاتا ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جو کتب بازار میں تراجم کی صورت میں دستیاب ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں:
(۱)۔ابیاتِ باھُوؒ (پنجابی) (۲)۔دیوانِ باھُوؒ (فارسی)(۳)۔عین الفقر(۴)۔نورالہدیٰ (کلاں)
(۵)۔نورالہدیٰ (خورد)(۶)۔کلید التوحید (کلاں)(۷)۔کلید التوحید (خورد) (۸)۔محک الفقر
(کلاں)(۹)۔محک الفقر (خورد) (۱۰)۔امیر الکونین (۱۱)۔محکم الفقرا (۱۲)۔کشف الاسرار
(۱۳)۔گنج الاسرار (۱۴)۔رسالہ روحی شریف (۱۵)۔مجالسۃ النبیؐ (۱۶)۔شمس العارفین
(۱۷)۔جامع الاسرار (۱۸)۔اسرارِ قادری (۱۹)۔اورنگ شاہی (۲۰)۔مفتاح العارفین
(۲۱)۔عین العارفین (۲۲)۔کلیدِ جنت (۲۳)۔قربِ دیدار (۲۴)۔تیغِ برہنہ (۲۵)۔عقلِ بیدار
(۲۶)۔فضل اللقا (کلاں)(۲۷)۔فضل اللقا (خورد)(۲۸)۔توفیقِ ہدایت (۲۹)۔سلطان الوھم
(۳۰)۔دیدار بخش (کلاں) (۳۱)۔دیدار بخش (خورد) (۳۲)۔محبت الاسرار یا طرفتہ العین
(یہ کتاب دونوں ناموں سے مشہور ہے)۔(۳۳)تلمیذ الرحمٰن (۳۴)۔سیف الرحمٰن (۳۵) گنج دین

مناقبِ سلطانی اور شمس العارفین سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی چند ایسی تصانیف کے نام بھی ملتے ہیں جو اب تک ناپید ہیں اور ان کے نام یہ ہیں:(۱)۔مجموعۃ الفضل (۲)۔عین النجا (۳)۔مفتاح العاشقین (۴)۔قطب الاقطاب (۵)۔شمس العاشقین (۶)۔دیوانِ باھُو کبیر وصغیر۔ایک ہی دیوانِ باھُوؒ (فارسی) دستیاب ہے جو یا تو کبیر ہے یا صغیر۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں اپنی تعلیمات کو نہ تو تصوف اور نہ ہی طریقت بلکہ ''فقر'' کا نام دیا ہے اور ''راہِ فقر'' اختیار کرنے پر زور دیا ہے۔راہِ فقر میں مرشد کامل اکمل کی راہنمائی بہت ضروری اور اہم ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرشد بھی وہ ہونا چاہیے جو پہلے دن ہی طالبِ مولیٰ کو اسم اللہ ذات سنہری حروف سے لکھ کر دے اور اس کے ذکر اور تصور کا حکم دے۔مرشد کی مہربانی اور ذکر و تصور اسم اللہ ذات سے طالب پر دو انتہائی اہم مقام' دیدارِ حق تعالیٰ اور دائمی حضوریٔ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھلتے ہیں۔باطن میں ان سے اعلیٰ اور کوئی مقام نہیں۔یہ مقامات صرف ان کو

حاصل ہوتے ہیں جو اخلاص اور استقامت سے مرشد کی اتباع اور رضا کے مطابق راہِ حق میں اپنا سفر جاری رکھتے ہیں۔[1]

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ سروری قادری ہے بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہی سلسلہ سروری قادری کو برصغیر میں عروج عطا فرمایا۔ اس سلسلہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مرشد کامل طالبِ صادق کو ایک ہی نگاہ میں اور ایک ہی توجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر کر دیتا ہے اور ذاتِ حق تعالیٰ کے مشاہدے میں مستغرق کر دیتا ہے۔ اس پاک وطیب سلسلہ میں رنجِ ریاضت، چلہ کشی، حبسِ دم، ابتدائی سلوک اور ذکر و فکر کی الجھنیں ہرگز نہیں ہیں۔ یہ سلسلہ ظاہری درویشانہ لباس اور رنگ ڈھنگ سے پاک ہے اور ہر قسم کے مشائخانہ طور طریقوں مثلاً عصا و تسبیح و جبہ و دستار وغیرہ سے بیزار ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے امانتِ الٰہیہ سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل فرمائی جن کا مزار احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور میں ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے تریسٹھ (63) برس عمر پائی اور یکم جمادی الثانی 1102ھ (یکم مارچ 1691ء) بروز جمعرات بوقتِ عصر وصال فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک شہر گڑھ مہاراجہ (ضلع جھنگ پاکستان) کے قریب قصبہ سلطان باھُو میں مرجع خلائق ہے اور ہر ایک کے لیے مرکزِ تجلیات ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہر سال جمادی الثانی کی پہلی جمعرات کو منایا جاتا ہے۔ (استفادہ: شمس الفقرا، مجتبیٰ آخر زمانی، سلطان باھُوؒ۔ تصانیف سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس)

---

[1] سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور سلسلہ سروری قادری کے تفصیلی مطالعہ کے لیے سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی تصانیف ''شمس الفقرا''، ''مجتبیٰ آخر زمانی'' اور ''سلطان باھُوؒ'' کا مطالعہ فرمائیں۔

شمس العارفین

(اُردو ترجمہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو رحمٰن اور رحیم ہے۔

◆ رَبِّ یَسِّرۡ وَ لَا تُعَسِّرۡ وَ تَمِّمۡ بِالۡخَیۡرِ ٥ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ نَوَّرَ قُلُوۡبُ الۡعَارِفِیۡنَ بِالۡھِدَایَۃِ وَ الۡعِرۡفَانِ وَ شَرَحَ صُدُوۡرِ الصِّدِّیۡقِیۡنَ بِا لصِّدۡقِ وَالۡاِیۡقَانِ ٥ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلٰمُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ اٰخِرِ الزَّمَانِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصۡحٰبِہٖ کُلِّھِمۡ صَاحِبِ الۡمَغۡفِرَۃِ وَ الرِّضۡوَانِ ٥

ترجمہ: یا اللہ! میرا کام آسان کر اور اسے مشکل نہ بنا اور اسے خیر سے مکمل فرما۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہدایت اور اپنی معرفت سے عارفوں کے قلوب کو منور کیا اور صدیقین کے سینوں کو صدق اور یقین سے کشادہ فرمایا۔ صلوٰۃ وسلام ہو نبی آخر زماں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی آل پر اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے اصحاب رضی اللہ عنہم پر جو تمام اہلِ مغفرت ہیں اور اللہ ان سے راضی ہوا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس رسالہ کو شروع کرتا ہوں کہ جس کا انتخاب ہمارے شیخ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف ''کلید التوحید، قربِ دیدار، مجموع الفضل، عقلِ بیدار، جامع الاسرار، نور الہدیٰ عین نما اور فضل اللقا'' سے کیا گیا ہے۔ یہ کتاب علمِ تصوف پر مبنی ہے جو طریقہ قادریہ ، جس پر اللہ کی رحمت و مغفرت ہے، کے ذریعے مالک المنان[1] اللہ کے وصال

---

[1] اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام۔ بہت احسان کرنے والا

تک پہنچاتی ہے۔اس رسالہ کو شمس العارفین، مشکل کشا اور حضور نما کا خطاب دیا گیا ہے۔
باب اوّل میں اس کتاب کو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ باب دوم میں ذکر وفکر کے آغاز، تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ کی ترتیب، ان کے مقامات اور اسمِ اللہ ذات کی تاثیر قبول نہ کرنے والے سیاہ دل کا علاج بیان ہوا ہے۔ باب سوم میں مراقبہ، مکاشفہ اور ان کے احوالات کا بیان ہے۔ باب چہارم فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور فنا فی اللہ کے بیان میں ہے۔ باب پنجم میں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری و ملازمت اختیار کرنے اور اس کے فضائل کا بیان ہے۔ باب ششم میں دعوتِ قبور جو تمام دعوتوں سے افضل اور اعلیٰ ہے، پڑھنے کی ترتیب بیان کی گئی ہے۔ ساتویں باب میں متفرق مضامین کا بیان ہے۔
جان لے کہ ہر طالب قادری مرید پر فرضِ عین ہے کہ سب سے پہلے اس رسالہ کو ابتدا سے انتہا تک پڑھ کر اس طریق[1] کو سمجھے اور اس کے بعد باطن میں توفیقِ الٰہی سے حق کی رفاقت حاصل کرے۔
اے عزیز یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو اپنی عبادت، معرفت اور پہچان کے لیے پیدا کیا۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

◆ وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات۔56) ''اَیْ لِیَعْرِفُوْنِ''[2]

ترجمہ: اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا۔ ''یعنی اپنی معرفت کے لیے۔''

---

[1] طریقہ سروری قادری

[2] حضرت ابنِ عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ''لِیَعْبُدُوْنِ'' (عبادت کے لیے) کی وضاحت میں ''اَیْ لِیَعْرِفُوْنِ'' (یعنی اپنی معرفت کے لیے) کا اضافہ فرمایا۔

باب اوّل

اس کتاب کو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کے بیان میں

اگر کسی کا نفس سرکش ہو اور شیطان کی طرح ہوا[1] میں غرق ہو کر اللہ کا مخالف ہو، کسی بھی طرح سے علاج کرنے کے باوجود گناہوں سے باز نہ آتا ہو اور کسی صورت بھی اللہ کی طرف رجوع نہ کرتا ہو، بہت زیادہ غفلت کے باعث اس کا دل مردہ ہو چکا ہو اور شیطان کی قید میں پھنس کر زندہ نہ رہا ہو اور اس کے قلب میں اسمِ اللہ ذات کا ذکر بھی تاثیر نہ کرتا ہو، وہ غریب[2]، مظلوم، عاجز، محتاج اور پریشان ہو، دنیاوی روزگار کے غم میں نڈھال ہو کر ہلاک ہو چکا ہو، زیادہ اولاد کی وجہ سے مستحق ہو، اس کے حالات بہت ہی کمزور ہوں، اس کے پاس کوئی طاقت اور قوت باقی نہ رہی ہو اور وہ فقر و فاقہ سے گزر بسر کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ اس کتاب سے، جس میں دین اور دنیا کے تمام خزانے موجود ہیں، ظاہری اور باطنی خزانوں کو معلوم کرے تاکہ مخلوق اس کی خادم اور وہ ان پر مخدوم بن جائے۔ وہ اس کتاب سے اپنے تمام مطالب حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کے تمام خزانے اپنی دسترس میں لے آئے اور علمِ تصوف کے مشکل نکات کو طریقِ تحقیق سے کھول لے۔

جو شخص اس کتاب کو مطالعہ میں رکھے گا اور اس پر عمل بھی کرے گا وہ عارف باللہ اور صاحبِ توفیق ہو جائے گا، ہمیشہ پُرنور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے مشرف رہے گا، تمام انبیا اور اولیا کی

---

[1] نفسانی خواہشات۔

[2] یہاں غریب سے مراد وہ شخص ہے جس کے اعمالِ صالحہ نفس و شیطان کی پیروی کے باعث غارت ہو گئے ہوں اور مظلوم و عاجز وہ ہے جو نفس و شیطان کے خلاف قوتِ فیصلہ اور قوتِ نافعہ کی کمی کا شکار ہو۔

ارواح اس سے ملاقات کریں گی اور ظاہر و باطن کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ اور مخفی نہیں رہے گی۔

یہ کتاب طریقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (کے مطابق لکھی گئی) ہے جو اللہ تعالیٰ کی عطا، فضل اور فیض اور طریقِ تحقیق ہے۔

یہ کتاب مبتدی اور منتہی سالک دونوں کو معرفتِ خدا کے لیے کافی ہے۔ جو اس کتاب کو پڑھے گا عالم فاضل صاحبِ تفسیر بن جائے گا اور اس کتاب سے اسے چار علم حاصل ہوں گے: علمِ کیمیا اکسیر[1]، علمِ دعوت تکثیر[2]، علمِ ذکر اللہ جس کے ذریعے وہ روشن ضمیر ہو جائے گا اور علمِ استغراق جس کی تاثیر سے وہ صاحبِ نظر اور اپنے نفس پر حکمران ہو جائے گا۔

یہ کتاب مریدانِ صدیق، طالبانِ تصدیق، عارفانِ تحقیق، واصلانِ حق رفیق، باتوفیق علما اور فنا فی اللہ فقرا جو وحدانیت کے دریائے عمیق میں غرق ہوں، کے لیے کسوٹی ہے۔ جس نے اس کتاب سے اسمِ اعظم اور بے ریاضت و مشقت (قربِ الٰہی کا) خزانہ نہ پایا تو اس کے سوال کا وبال اس کی گردن پر ہوگا کیونکہ یہ تصرف[3] کا علم ہے۔ اگر کوئی ان مراتب کو پالے تو اس (کتاب) کی تاثیر سے عرش سے تحت الثریٰ تک کے ستر ہزار مراتب اُس پر روشن اور واضح ہو جاتے ہیں۔ لوحِ محفوظ دائمی طور پر اس کی چشمِ ظاہر کے مطالعہ میں رہتی ہے۔ اس کی نظر سے خاک' سونا اور چاندی بن جاتی ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل کشف و کرامت سے اس پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ مٹی کی دیوار یا

---

[1] کمتر دھاتوں مثلاً لوہے کو سونے میں ڈھالنے کا عمل، تصوف و فقر میں اس سے مراد ایک عام و خام انسان کو تزکیۂ نفس کے ذریعے کامل اکمل اور ولی اللہ بنانے کا عمل ہے۔

[2] راہِ فقر میں مرشد کامل کی مہربانی سے ابتدائی درجہ کا طالب علمِ دعوت کے ذریعے انبیا و اولیا سے ملاقات کرتا ہے۔ علمِ دعوت کے ذریعے وہ قربِ الٰہی میں ترقی کرتا ہے اور انتہائی درجہ پر ''ھُو'' سے ملاقات و دیدار کرتا ہے۔ لحہ بہ لحہ ترقی کرنے والے اس عمل کو علمِ دعوتِ تکثیر کہتے ہیں۔

[3] اس سے مراد یہ ہے کہ اس کتاب میں پایا جانے والا علم تصرف و قوت رکھتا ہے اور طالب کو دیدار و قربِ الٰہی کے خزانہ اور اسمِ اعظم تک پہنچانے کی طاقت رکھتا ہے۔ جو اس کو حاصل نہ کر سکے، کمی اور خامی اس میں ہے نہ کہ کتاب کے علمِ تصرف میں۔

پہاڑ یا درخت پر سوار ہو جائے تو وہ بہتے ہوئے پانی کی طرح چلنے لگتے ہیں۔ اگر وہ قبرستان میں چلا جائے تو ارواح حاضر ہو جاتی ہیں۔ اگر وہ خشک درخت کی طرف دیکھ لے تو وہ سرسبز ہو جاتا ہے، اس پر اسی لمحے پھول لگ جاتے ہیں اور پھل پک کر کھانے کے لائق ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ زمین سے پانی طلب کرے تو زمین فوراً اسے پانی لا دیتی ہے۔ اگر وہ آسمان کی طرف نظر ڈالے تو فوراً بادل چھا جاتے ہیں اور اتنی ہی بارش برستی ہے جس قدر لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ اگر وہ پانی کی طرف نگاہ کرے تو وہ گھی بن جاتا ہے اور اگر وہ ریت پر نظر ڈال دے تو وہ سفید چینی میں بدل جاتی ہے۔ اور اسی طرح کے دیگر کام (وہ بآسانی کر لیتا ہے)۔ لیکن یہ تمام مراتب فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بہت دور اور معرفتِ الٰہی سے محروم ہیں۔

مرشد کو ایسا صاحبِ نظر ہونا چاہیے کہ جیسے میرے پیر محیّ الدینؓ ہیں جو ایک ہی نظر میں ہزاروں ہزار مریدوں اور طالبوں میں سے بعض کو معرفتِ اِلَّا اللّٰہ[1] میں غرق کر دیتے ہیں اور بعض کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی (مجلس کی) حضوری سے مشرف کر دیتے ہیں۔ پیر ایسا ہونا چاہیے جو بغیر ریاضت کے اپنی نگاہ سے گنج بخش دے اور طالب کے دل کو ذکرِ اللہ کے ذریعے صاف کر دے، اس کے نفس کو چاک اور روح کو پاک کر دے جس کی بدولت طالب رحمٰن سے موافقت رکھنے والا اور شیطان کے مخالف بن جائے۔

اگر کسی کو کوئی مشکل پیش آجائے تو شیخ محیّ الدینؓ کی طرف تین بار یہ کہہ کر رجوع کرے:

✿ اُحْضُرُوْا بِمَلَكِ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ وَالْحَیُّ الْحَقِّ یا شیخ عبدالقادر جیلانی حاضر شو

ترجمہ: یا شیخ عبدالقادر جیلانیؓ! فرشتوں اور ارواحِ مقدسہ جو حق اور حیّ ہیں، کے ساتھ اپنی حاضری سے نوازیں۔

اور تین مرتبہ دل پر کلمہ طیب کی ضرب لگائے تو اسی وقت پیر صاحب (شیخ عبدالقادر جیلانیؓ) تشریف لا

---

[1] معرفتِ اِلَّا اللّٰہ سے مراد اس حقیقت کا عرفان حاصل کرنا ہے کہ سوائے اللہ کے کچھ موجود نہیں یعنی واحدانیتِ حق تعالیٰ کا ادراک حاصل کر لینا۔

کر اس کی مدد فرمائیں گے اور اس کی مشکل حل کریں گے۔

اگر کسی کو مکمل عقل، شعور اور دانشمندی حاصل ہے تو وہ جان لے گا کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے حکم، نظرِ رحمت، منظوری اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری اور اجازت سے لکھی گئی ہے۔ سالک کو چاہیے کہ سب سے پہلے سروری قادری مرشد کامل مکمل جو عالم، عامل، صاحبِ شریعت اور واقفِ طریقت ہوتا ہے، کے دستِ مبارک پر بیعت ہو اس کے بعد راہِ سلوک پر چلے کیونکہ کسی بھی (روحانی) طریقہ کی انتہا کامل قادری سلسلہ کی ابتدا کو بھی نہیں پہنچ سکتی اگرچہ (اُس طریقہ کا طالب مرید) تمام عمر ریاضت کی غرض سے پتھر سے سر ٹکراتا رہے۔ قادری مرشد (تمام مراتب کا) جامع اور مجمل ہوتا ہے۔ دوسرے ہر طریقہ میں طالب ظاہر اور باطن میں ہر وقت ذکر وفکر میں مشغول رہتا ہے جبکہ قادری طریقہ میں طالب ظاہر و باطن میں معرفتِ اِلَّا اللّٰہ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری میں قرب ووِصال سے مشرف رہتا ہے۔

مطلب یہ کہ حضرت پیر دستگیرؓ اپنی حیاتِ مبارکہ میں کثیر تعداد میں طالبوں کو قرب، معرفتِ اِلَّا اللّٰہ اور حضوری سے نوازتے رہے اور کفر و شرک سے نجات دلا کر انہیں عارف باللہ بنا دیتے۔ تبرکاتِ قدرتِ سبحانی کی بدولت محبوبِ ربانی پیر دستگیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ ہر روز اپنے پانچ ہزار طالبوں اور مریدوں میں سے تین ہزار کو نورِ معرفت میں غرق کر کے وحدانیتِ اِلَّا اللّٰہ کے مشاہدہ میں اس طرح مشغول کر دیتے کہ یہ تین ہزار اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ[1] کے مراتب پر پہنچ جاتے۔ اور دو ہزار کو مجلسِ محمدیؐ میں داخل کر کے حضوری سے مشرف کر دیتے۔ باطنی توجہ سے حاضراتِ اسمِ اللّٰہ ذات اور کلمہ طیب کے ذکر کی ضرب کے ذریعے حضوری عطا کرنے کا یہ سلوک صرف طریقہ قادری میں ہے جس میں مرشد طالب کے اندر ذوق و سخاوت پیدا کرتے ہوئے تصور اور تصرف عطا کرتا ہے اور یہ فیض ایک قادری مرشد سے دوسرے قادری مرشد تک تا قیامت جاری رہے گا۔ یہ طریقہ آفتاب کی طرح روشن ہے جس کی تب و تاب نے دونوں جہانوں کو اپنے

---

1. جہاں فقر مکمل ہوتا ہے وہی اللہ ہے۔

فیض سے روشن کر رکھا ہے۔

باھُوؒ این گنج کیمیا مفلس را نمود

ہر کرا عقل است حاصل کرد زود

ترجمہ: باھُوؒ نے علمِ کیمیا کا یہ خزانہ مفلس[1] لوگوں کو دکھا دیا ہے۔ جس میں بھی عقل ہوگی وہ اسے جلد ہی حاصل کر لے گا۔

اسمِ اعظم انتہا با ھُو بود

ورد باھُوؒ روز و شب یاھُو بود

ترجمہ: اسمِ اعظم ھُو کے ذکر کی انتہا فنا فی ھُو ہے اسی لیے باھُوؒ دن رات یاھُو کے ورد میں مشغول رہتا ہے۔

کور چشم کے بہ بیند آفتاب

کور را از آفتاب صد حجاب

ترجمہ: اندھا سورج کو کیسے دیکھ سکتا ہے کیونکہ اندھے کے لیے سورج سینکڑوں حجابات میں ہے۔

جان لے کہ سلسلہ قادری کو شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی بدولت فتح حاصل ہے۔ اگر قادری طالب کسی دوسرے طریقہ کی طرف رجوع کرے گا تو گنہگار، گمراہ اور بے برکت ہو جائے گا اور اس کے تمام مراتب سلب ہو جائیں گے۔ البتہ سالک کے لیے مرشد پکڑنا ضروری ہے۔ جو ریاضت اور وظیفہ مرشد (کی اجازت) کے بغیر کیا جاتا ہے اس سے طالب کو کوئی فائدہ اور نتیجہ حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ اسے کسی مقام اور منزل تک پہنچاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

✦ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (سورۃ المائدہ۔ 35)

ترجمہ: اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔

حدیثِ مبارکہ ہے:

---

[1] یہاں مفلس سے مراد معرفتِ الٰہی کی دولت سے محروم لوگ ہیں۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ

ترجمہ: پہلے رفیق تلاش کرو پھر راہ پر چلو۔

اگر کسی کو کامل قادری مرشد نہ مل رہا ہو تو اُس کے لیے لازم ہے کہ اِس کتاب کو دن رات اپنے مطالعہ میں رکھے، اسے خلوص کے ساتھ پڑھے اور اس پر صادق یقین رکھے تو یہ کتاب اسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچا دے گی، اس پر اسرارِ الٰہی کی سیر منکشف کر دے گی جسکی بدولت اس سے زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی مخفی اور پوشیدہ نہ رہے گی۔ اس کتاب کو پڑھنے والا حق تعالیٰ کا عارف اور مخلوق کا رہنما بن جائے گا۔ اگر کوئی محتاج اس تحریر کو پڑھے گا تو وہ لایحتاج ولی بن جائے گا۔ اگر کوئی مفلس پڑھے گا تو غنی ہو جائے گا اور اگر کوئی پریشان حال پڑھے گا تو وہ صاحبِ جمعیت[1] ہو جائے گا۔ جو شخص اس کتاب کو ابتدا سے انتہا تک پڑھے گا اسے کسی مرشد سے ظاہری بیعت کرنے کی حاجت نہیں رہے گی، اگر کسی کو (روحانی مقام سے) رجعت ہوگئی ہو تو اس کتاب کو پڑھنے سے اس کو رجعت سے نجات مل جائے گی، اگر کوئی مردہ دل اس کتاب کو پڑھ لے تو وہ زندہ دل ہو جائے گا اور اگر کوئی جاہل اس کتاب کو پڑھے گا تو وہ علومِ کشف کی بدولت حیّ و قیوم ذات کے احوال تک رسائی حاصل کرلے گا اور اسے ماضی، حال اور مستقبل کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

اصل یقین است یقین یار کن
محرم اسرار شوی از کنہ کن

ترجمہ: یقین سے دوستی کرلے کیونکہ اصل چیز یقین ہے۔ اسی یقین کی بدولت تو کُن کے اسرار کا محرم ہو جائے گا۔

اصل یقین است یقینِ مصطفیؐ
اصل یقین است یقینِ مرتضیٰؓ

ترجمہ: اصل یقین وہ ہے جو تجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تک

---

[1] جمعیت: تمام ظاہری و باطنی مراتب کا طالبِ حق کے باطن میں جمع ہو جانا۔

لے جائے اوران کی پہچان عطا کرے۔

اصل یقین است یقین گر شود
کار تو از ہفت فلک بگذرد

ترجمہ: اصل چیز یقین ہے اوراگر تجھے یہ یقین حاصل ہوجائے تو تُو سات آسمانوں سے بھی آگے بڑھ جائے گا۔

مطلب یہ کہ مرشد کامل کو چاہیے کہ طالبِ مولیٰ کوشروع میں ہی تصور اسمِ اللہ ذات کے ذریعے دیدارِ الٰہی اور حضوری سے مشرف کر کے مرتبۂ نور فی اللہ تک پہنچادے تاکہ طالبِ مولیٰ کو چلہ کشی، خلوت نشینی اور ریاضت کی حاجت نہ رہے۔ لایحتاج اہلِ حضور کو ورد و وظائف اور دعوت پڑھنے کی کیا حاجت؟ آدمی نفس اور شیطان کی قید سے ہرگز چھٹکارا نہیں پا سکتا اور نہ ہی اس کا دل دنیا سے اچاٹ ہوسکتا ہے جب تک کہ وہ مرشد کامل اکمل نہ پکڑ لے اور اسمِ اللہ ذات کے متبرکات میں مشغول نہ ہوجائے اور ذکر و تصور اسمِ اللہ ذات سے نورِ ربوبیت میں غرق نہ ہوجائے۔ طالبِ مولیٰ پر تمام حقائق اس نورِ حضور سے واضح ہوجاتے ہیں اور لوحِ محفوظ کا ظاہر و باطن اس کی لوحِ ضمیر میں سما جاتا ہے۔ تصورِ کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کے حاضرات سے طالب پر پاک غیبی ذکر کھل جاتا ہے جو طالبِ مولیٰ کو دونوں جہانوں میں نفع پہنچاتا اور ہر مطلب سے بہرہ ور کرتا ہے۔

مرشد کامل طالبِ صادق پر حاضرات کے سات قفل ان سات چابیوں سے کھول دیتا ہے اور ایک ہی دم اور ایک ہی قدم میں طالب کو دو جہانوں کے مطالب و مقصود کا مشاہدہ کرواتا ہے۔ وہ (سات چابیاں) یہ ہیں: ظاہری تصرف، باطنی تصرف، ازل پر تصرف، ابد پر تصرف، دنیا و عقبیٰ پر تصرف، غرق فنا فی اللہ کرنے کا تصرف اور معرفتِ توحید عطا کرنے کا تصرف، جو تمام مراتبِ قرب سے اعلیٰ اور اولیٰ ہے۔ سروری قادری کامل اکمل مرشد جو جامع مجموع الفضل ہوتا ہے، ان سات تصرفات کی چابیوں کے ذریعے بغیر کسی ریاضت اور مشقت کے یہ اسرار اور خزانے عطا کرتا ہے۔

جان لے! حاضراتِ اسمِ اللہ ذات پر اختیار رکھنے والے فقرا کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت و توفیق بخشی ہوتی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو مؤکلات سے علمِ کیمیا کی تفصیل یا سنگِ پارس کہ جسے لوہے سے رگڑا جائے تو لوہا سونا بن جائے، طلب کریں تو مؤکلات اسمِ اعظم اور کلامِ الٰہی کی برکت سے غیب الغیب سے لا کر فوراً حاضرِ خدمت کر دیں۔ لیکن اہلِ اللہ فقرا، جو دائمی طور پر ذاتِ حق تعالیٰ میں غرق اور باطن میں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر رہتے ہیں، ظاہر میں ان کا دل اس قدر غنی ہوتا ہے کہ وہ مرتبۂ مؤکل[1]، دنیا کے تمام مراتب، کیمیا گری اور سنگِ پارس کی طرف ٹیڑھی آنکھ سے بھی نہیں دیکھتے چاہے وہ فقر و فاقہ کی بدولت خونِ جگر ہی کیوں نہ پی رہے ہوں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

◆ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً (سورۃ القصص۔ 42)

ترجمہ: اور ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی ہے۔

جان لے کہ ایک دفعہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اصحاب نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! وہ بہترین چیز کونسی ہے جس سے دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے اور وہ کون سی کمتر چیز ہے جو دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب بنتی ہے اور ذلت کا باعث ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی زبانِ مبارک سے فرمایا ''اللہ کی معرفت اور فقر کو دوست رکھو کہ ان دونوں نعمتوں سے ہی دونوں جہان میں سرفرازی اور فخر نصیب ہوتا ہے اور دنیا کی طرف سوائے حقارت کی نظر کے علاوہ مت دیکھو کیونکہ دنیا شیطان کا ورثہ ہے۔''

اے عزیز! اعمالِ ظاہر سے آدمی کا دل ہرگز پاک نہیں ہوتا نہ ہی اس میں سے نفاق نکلتا ہے اور نہ ہی دل کی سیاہی اور زنگار دور ہوتا ہے جب تک دل کو آتشِ تصورِ اسمِ اللہ ذات کی مشق سے جلایا نہ

---

[1] راہِ فقر یا تصوف سے وابستہ طالبِ حق کے مطابق نبی یا ولی کی ایسی روحانی معاونت جو اس دنیا میں کارآمد ہو، عام طور پر اسے مؤکل سے موسوم کیا جاتا ہے۔ (از ڈاکٹر سلطان الطاف علی)

عام لوگوں کے نزدیک مؤکل ایک مخلوق ہے جو مختلف حالات اور کاموں کا پتہ دیتے ہیں۔

جائے اور نہ ہی اس ذکرِ خاص کے بغیر اخلاص پیدا ہوتا ہے کیونکہ ذکر کے بغیر دل ہرگز زندہ نہیں ہوتا اور نفس ہرگز نہیں مرتا اگرچہ تمام عمر قرآنِ پاک کی تلاوت کی جائے یا فقہ کے مسائل پڑھے جائیں یا زہد و ریاضت کی کثرت سے کمر کبڑی ہو جائے یا سوکھ کر بال کی طرح باریک ہو جائے دِل اسی طرح سیاہ رہتا ہے۔ اسمِ اللہ ذات کے تصور کی مشق کے بغیر (زہد و ریاضت کا) کوئی فائدہ نہیں، چاہے سر کو ریاضت کرتے کرتے پتھر سے پھوڑ لیا جائے۔ اسمِ اللہ ذات کے تصور کی مشق کرنے والا بغیر کسی مشقت کے معشوق اور بغیر کسی محنت کے محبوبیت کے پسندیدہ مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص زمین کو چند قدم میں طے کر لیتا ہو اور ہمیشہ خانہ کعبہ میں باجماعت نمازِ پنجگانہ ادا کرتا ہو یا ہمیشہ حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت میں رہ کر ان سے تحصیلِ علم کرتا ہو یا حضرت آدمؑ سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لے کر قیامت تک تمام انبیا و اولیا اللہ اور صاحبِ مراتب مومن اور مسلمانوں کی ارواح سے دستِ مصافحہ و ملاقات کرتا ہو اور ان سے ہم مجلس رہتا ہو اور ان سب ارواح کو ان کے نام سے جانتا و پہچانتا ہو اور روئے زمین پر موجود دن رات طہارت سے ورد وظائف کرنے والوں، دعوت پڑھنے والوں، قرآنِ مجید کی تلاوت کرنے والوں، حفاظ اور اس شخص سے کہ جس نے تمام دنیا کو اپنے قابو میں کر رکھا ہو اور دن رات اللہ کی راہ میں خرچ کر کے اور سخاوت کر کے مسلمانوں کو نفع پہنچاتا ہو، ان سب سے بہتر یہ ہے کہ اسمِ اللہ ذات کے تصور میں غرق ہوا جائے اور مجلسِ سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ملازمت[1] سے مشرف رہا جائے۔

اور جاننا چاہیے کہ بندے کو ایک لمحہ کے لیے بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَۃٌ وَ کُلُّ نَفَسٍ یَخْرُجُ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَھُوَ مَیِّتٌ

[1] حضرت سلطان باھُوؒ نے فارسی متن میں ''ملازم'' کا لفظ استعمال کیا ہے جس کا مطلب فطری وابستگی ہے۔

ترجمہ: سانس گنتی کے ہیں اور جو سانس اللہ کے ذکر کے بغیر نکلتا ہے وہ مردہ ہے۔

ہرکہ دیوانہ شود با ذکر حق
زیر پائش عرش و کرسی ہر طبق

ترجمہ: جو حق تعالیٰ کے ذکر میں غرق ہو کر ہر شے سے بیگانہ ہو جاتا ہے تمام طبقاتِ عرش اور کرسی اس کے قدموں کے نیچے آجاتے ہیں۔

ہر کہ غافل می شود ذکر از خدا
نفس او فربہ شود کفر از ریا

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے اس کا نفس کفر اور ریا میں مبتلا ہو کر مزید موٹا اور طاقتور ہو جاتا ہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

باب دوم

ذکر شروع کرنے کے بیان میں

جان لے کہ مرشد کامل پر سب سے پہلے فرضِ عین ہے کہ وہ طالب کو مقامِ خوف و رجا، مقامِ کشف القبور اور مقامِ حضوریٔ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دکھائے اور اس کے بعد طالبِ مولیٰ کو علمِ معرفت کی تلقین کرے۔ چنانچہ آغاز میں طالب کو تصور اسمِ اللہ سے حضوری عطا کرنے کے سوا کسی دوسرے ذکر، فکر، مراقبہ اور ورد و وظائف میں مشغول نہ کرے کیونکہ اسمِ اللہ میں تفکر سے ہی باطن معمور ہوتا ہے۔

مرشد کامل کو چاہیے کہ سب سے پہلے خوشخط اسمِ اللہ لکھ کر طالبِ مولیٰ کو دے اور کہے کہ اے طالب! اس اسمِ اللہ کو اپنے دل پر لکھ۔ جب طالب دل پر اسمِ اللہ ذات لکھتا ہے تو اسمِ اللہ اس کے دل میں سکونت اور قرار پکڑ لیتا ہے تب مرشد طالب سے کہتا ہے کہ اے طالب! (دیکھ) اسمِ اللہ کے حروف سے سورج کی مثل تجلیٔ نور کی روشنی ظاہر ہوتی ہے جس سے طالب کو اس کے دل کے اردگرد ایک وسیع ولازوال سلطنت اور چودہ طبقات سے اس قدر وسیع تر میدان نظر آتا ہے کہ اس میدان میں چودہ طبقات اسپند[1] کے دانے کی مانند سما جائیں۔ اُس میدان میں اُسے گنبد والا ایک روضہ نظر آتا ہے۔ اس روضہ کے دروازے پر کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا قفل موجود ہوتا ہے۔ کلمہ طیب کے اس قفل کی چابی اسمِ اللہ ہے۔ جیسے ہی طالب اسمِ اللہ پڑھتا ہے تو

---

[1] اسپند: ویرانوں میں پائی جانے والی حرمل بوٹی کا بیج۔ یہاں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ نے طالبِ مولیٰ کی وسعتِ نظر کو بیان کیا ہے کہ اس مقام پر پہنچ کر طالبِ مولیٰ کو دونوں جہان اسپند کے دانے کے برابر دکھائی دیتے ہیں۔

یہ قفل کھل جاتا ہے اور طالب روضہ کے اندر داخل ہو جاتا ہے جہاں وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلسِ عظیم کو دیکھتا ہے جس میں صراطِ مستقیم پر چلنے والے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب بھی موجود ہوتے ہیں۔ طالبِ مولیٰ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت اختیار کر لیتا ہے اور اسے قربِ حبیب نصیب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم اور مرشد کامل کی توفیق سے طالبِ مولیٰ صادق اور صدیق بن کر مرشد کامل کا رفیق ہو جاتا ہے۔

اگر کسی (طالب) کا دل شیطانی وساوس، خطرات اور وہماتِ نفسانی کے سبب سے سیاہ، مردہ اور افسردہ ہے جن کے ہزاروں ہزار زنار[1] آدمی کے وجود میں موجود ہیں، جن کی مجموعی تعداد ایک لاکھ ساٹھ ہزار ہے اور جن کا وجود سے رشتہ یہود و نصاریٰ کے آپس کے رشتہ سے بھی سخت تر ہے' تو مرشد کو چاہیے کہ ایسے طالب کو تصور اسمِ اللّٰہ ذات عطا فرمائے اور اپنے تفکر و توجہ سے طالب کے دل کے گرد اسمِ اللّٰہ ذات اور کلمہ طیب کے حروف لکھ دے۔ ان حروف کے لکھنے سے طالب کے سر سے پاؤں تک قرب و دیدار اور معرفتِ پروردگار کے انوارِ توحید کی ایسی آگ بھڑکتی ہے جس سے تمام بدکردار زنار یکبارگی جل جاتے ہیں۔ اس کے بعد طالبِ مولیٰ صفاتِ قلب[2] اور حق الیقین رکھنے والا حقیقی مسلمان بن جاتا ہے اور دیدارِ پروردگار اور توحیدِ باری تعالیٰ میں غرق ہو کر کفر اور شرک سے بیزار ہو جاتا ہے۔

میری جان سن! مرشدوں اور طالبوں دونوں کے لیے یہی ایک بات کافی ہے کہ تمہارے بائیں پہلو میں مقامِ نفس ہے اور دائیں پہلو میں مقامِ شیطان ہے۔ ان دونوں دشمنوں سے تیری جنگ چھڑی ہوئی ہے۔ پس جس شخص کو ان دونوں دشمنوں نے دونوں پہلوؤں میں تیر کے زخم اور کانٹے کے درد کی مثل اندرونی طور پر خوار کر رکھا ہو اسے نیند اور سکون کیسے نصیب ہو سکتا ہے؟ اے عقلمند! ہر دم

---

[1] زنار: وہ دھاگہ جو ہندو برہمن گلے اور بغل کے درمیان ڈالتے ہیں یا وہ زنجیر جو عیسائی، مجوسی اور یہودی کمر میں باندھتے ہیں۔

[2] قلب سے یہاں مراد روح ہے۔ یعنی اس کی بشری و جسمانی صفات پر قلبی و روحانی صفات غالب آجاتی ہیں۔

باخبر رہ کیونکہ موت کا کوئی اعتبار نہیں، وہ کبھی بھی آسکتی ہے۔ پس طالب کو چاہیے کہ اسمِ اللہ ذات کے تصور میں مشغول رہے اور اسمِ اللہ کے حروف سے پیدا ہونے والی تجلیٔ انوار کے شعلوں میں غرق ہو کر اس طرح اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف رہے کہ اسے نہ تو جنت کی بہاریں یاد رہیں اور نہ ہی دوزخ کی آگ۔ فرمایا گیا ہے کہ:

اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَآءِ

ترجمہ: ایمان خوف اور رجا[1] کے درمیان ہے۔

جب فقیر اسمِ اللہ ذات کی مشق میں مشغول ہوتا ہے تو اس کے وجود کے ہر بال کو زبان مل جاتی ہے اور وہ جوش میں آکر ''اللہ، اللہ، اللہ'' پکارنے لگتے ہیں اور اس کا قلب ''سِرّ ھُو، سِرّ ھُوْ، سِرّ ھُوْ'' کے نعرے لگاتا ہے اور اس کی روح ''ھُوَ الْحَقُّ، ھُوَ الْحَقُّ، ھُوَ الْحَقُّ'' کی فریاد کرنے لگتی ہے اور اس کا نفس رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا کا ورد کرنے لگتا ہے۔ اسمِ اللہ ذات کے نقش کی مشق وجود یہ سے اسے مراتبِ محبوبیت اور مراتبِ معشوقی حاصل ہوتے ہیں۔ اسمِ اللہ ذات کا خوشخط نقش اس طرز کا ہوتا ہے:

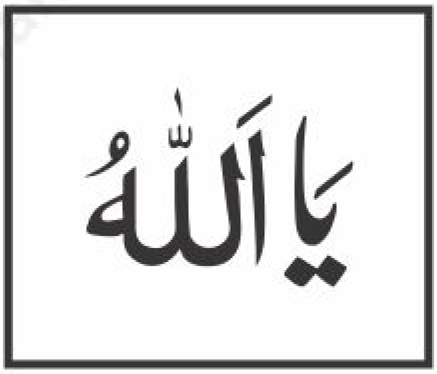

آدمی کے وجود میں دو سانس ہیں۔ ایک سانس اندر آتا ہے اور دوسرا سانس باہر نکلتا ہے۔ اندر جانے والے سانس پر مؤکل فرشتہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کرتا ہے کہ یا اللہ! اس سانس کو اندر ہی روک لوں یا باہر آنے دوں اور باہر آنے والے سانس پر مؤکل فرشتہ بھی یہی عرض کرتا

[1] اللہ کی ناراضگی کا خوف اور اس کی رحمت کی اُمید۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

ہے۔ پس ہر سانس پر مؤکل فرشتے اللہ تعالیٰ کے حضور یہی عرض کرتے ہیں۔ جو سانس تصور اسمِ اللہ ذات کے ساتھ وجود سے باہر آتا ہے وہ اسی لمحے ایک خاص نوری صورت اختیار کر کے ''اِلٰہ'' کی بارگاہِ اقدس میں پہنچتا ہے اور ایک موتی کی مثل بن جاتا ہے۔ اگر دونوں جہانوں کے تمام عالموں اور دنیا و بہشت کی تمام دولت اکٹھی کر لی جائے تو بھی اس سانس کی قیمت کے برابر نہ ہوگی کیونکہ یہ موتی انمول ہے۔ اسی لیے فقرا کو اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا خزانچی کہا جاتا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

لیکن طالبِ مولیٰ کو چاہیے کہ پہلے کامل وضو کرے، پاک لباس پہنے اور کسی خالی جگہ قبلہ رُخ ہو کر قعدہ[1] کی حالت میں بیٹھ جائے۔ جب حالتِ استغراق اختیار کر کے توجہ کے ساتھ اشتغالِ اللہ[2] شروع کرنا چاہے تو اپنی دونوں آنکھیں بند کر کے مراقبہ میں اسمِ اللہ ذات کا تفکر کرے لیکن اس کے ساتھ ساتھ طالب کو چاہیے کہ شروع کرتے وقت ظاہر و باطن میں شیطان کا راستہ بند کر دے اور نفسانی خطرات کو خود سے دور کر لے۔ طالب کو چاہیے کہ تین مرتبہ تسمیہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، تین مرتبہ درود شریف، تین مرتبہ آیت الکرسی، تین مرتبہ '' سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ[3]''، تین مرتبہ چاروں قل، تین مرتبہ سورۃ فاتحہ، تین مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ[4]'' اور ہزار بار استغفار پڑھے، (اس کے بعد) تین مرتبہ کلمہ شہادت، تین مرتبہ کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر خود پر دم کر لے۔ سب سے پہلے طالبِ مولیٰ کو چاہیے کہ اسمِ اللہ ذات کا تصور شروع کر

---

[1] قعدہ: دوزانو ہو کر بیٹھنا۔

[2] اشتغالِ اللہ: اسمِ اللہ ذات کا تصور کرنا۔ اللہ کی ذات میں فنا ہو کر مشاہدہ کرنا۔

[3] ترجمہ: (تم پر) سلام ہو (یہ) ربِّ رحیم کی طرف سے فرمایا جائے گا۔ (سورۃ یٰسین۔ 58)

[4] ترجمہ: اللہ پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اور کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اور کوئی قوت نہیں بچانے والی سوائے اللہ کی ذات کے جو عظیم تر ہے۔

کے اسمِ اللہ کو تفکر سے دل پر لکھے۔ اسمِ اللہ کی تاثیر سے قلب صاف ہو جاتا ہے اور خناس[1] اور خرطوم[2] مر جاتے ہیں۔ اس کے بعد اپنی آنکھوں میں دل کے ارد گرد موجود وسیع میدان کا تصور لائے اور مراقبہ میں پرواز کر کے اس میدان میں داخل ہو کر مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچ جائے۔ اور اس وقت تک لَاحَوْلَ اور سُبْحَانَ اللہِ اور درود شریف پڑھتا رہے جب تک کہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اُسے حکم ہو جائے کہ اے تصور کرنے والے! یہ خاص مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے، شیطان کو قدرت حاصل نہیں کہ اس مقام تک پہنچے۔ اس کے بعد طالبِ مولیٰ حق اور باطل کی باعیان تحقیق کرے۔ اس کے لیے طالب سب سے پہلے اپنے دل کے گرد موجود چار میدانوں کا تحقیق سے معائنہ کرے۔ یعنی میدانِ ازل کا مشاہدہ، میدانِ ابد کا مشاہدہ، عرش سے تحت الثریٰ تک دنیا کے تمام طبقات کے میدان کا مشاہدہ اور میدانِ عقبیٰ کا مشاہدہ۔ پھر دل میں قلب، قلب میں سرّ اور سرّ میں اللہ تعالیٰ کی معرفت، نورِ حضور، قرب اور دیدارِ الٰہی کے اسرار کا مشاہدہ کرے۔ کامل مرشد پہلے ہی دن طالبِ صادق کو مشاہدۂ دل کے مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے جبکہ ناقص مرشد طالب کو دن رات ریاضت اور چلہ کشی میں مصروف رکھتا ہے۔ مرشد کامل' طالب کے دل کے گرد چاروں میدانوں کی حقیقت کھول کر دکھا دیتا ہے۔ دل کو کھولنے والی کنجی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے کیونکہ اللہ کا اسم یَافَتَّاحُ[3] بھی ہے۔ اس کے بعد طالب اسمِ "اللّٰہ" اور اسمِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تصور کرتا ہے

---

[1] خناس کے لفظی معنی ہیں "چھپ کر حملہ کرنے والا"۔ سورۃ الناس میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے ترجمہ: میں پناہ مانگتا ہوں "خناس" کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے، خواہ وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔ (سورۃ الناس) حدیثِ نبویؐ ہے "جن شیطان سے انسانی شیطان زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔" خناس دل میں راہِ فقر کے خلاف وسوسہ ڈالنے والے کو کہتے ہیں خواہ وہ کوئی انسان ہو یا شیطان۔

[2] خرطوم کے لغوی معنی تیز نشے والی انگوری شراب کے ہیں۔ اس سے مراد کوئی بھی ایسا خلافِ شریعت وطریقت وفقر خبط ہے جو ذہن پر اس طرح چھا جائے کہ ہر روحانی اور اخلاقی احساس کو ختم کر ڈالے۔ (شمس الفقرا: تصنیفِ لطیف سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس)

[3] اللہ کا صفاتی نام جس کے معنی "کھولنے والا، کشادہ کرنے والا" کے ہیں۔

اور انہی دونوں اسما پر نظر رکھتا ہے۔ اس کے بعد توحیدِ الٰہی کے سمندر میں غوطہ لگاتا ہے اور ذکرِ اللہ کے غلبات کے باعث اس میں غرق ہو کر خود سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔ اسکی حالت اس آیت کے موافق ہوتی ہے:

◆ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ (سورۃ الکھف۔ 24)

ترجمہ: اپنے ربّ کا ذکر (اس قدر محویت سے) کرو کہ تمہیں اپنی خبر نہ رہے۔

دونوں اسمائے اعظم یہ ہیں:

اَللّٰہُ

مُحَمَّدٌ

جان لے کہ معرفت، معراجِ محبت، روحانی ملاقات، قربِ حضور، مشاہدۂ اسرارِ ربانی اور فقر فنا فی اللہ بقا باللہ کے مراتب کی بنیاد اسمِ اللہ ذات کی مشق ہے جو ابتدا سے انتہا تک توحیدِ سبحانی کا علم اور تصور، تفکر، تصرف، توجہ اور توکل عطا کرتا ہے۔ ہر قسم کا ذکر، حضوری، کلماتِ ربّانی کا علم، الہامِ مذکور اسمِ اللہ ذات کے تصور کی مشق کی تاثیر سے حاصل ہوتے ہیں جس میں انگلی سے تفکر کے ساتھ دِل پر اسمِ اللہ ذات لکھا جاتا ہے۔ اسی اسمِ اللہ ذات کی بدولت تمام علوم معلوم ہو جاتے ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل تمام علوم:

◆ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (سورۃ البقرہ۔ 31)

ترجمہ: اور (اللہ نے) آدمؑ کو تمام اسما کا علم سکھایا۔

◆ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ (سورۃ العلق۔ 5-1)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

ترجمہ: (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنے ربّ کے اسم (اللہ) سے پڑھیئے کہ جس نے (ہر شے کو) پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھیے! اور آپ کا ربّ ہی سب سے زیادہ عزت والا ہے۔ وہ ربّ جس نے قلم سے (علم) سکھایا۔ اس نے انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔

✦ اَلرَّحْمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿۴﴾ (سورۃ الرحمٰن ۔4-1)

ترجمہ: وہ رحمٰن ہی ہے جس نے قرآن کا علم عطا کیا۔ انسان کو تخلیق کیا اور اسے بیان کرنے کا علم عطا کیا۔

✦ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (سورۃ بنی اسرائیل ۔70)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت عطا کی۔

✦ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (سورۃ البقرہ ۔30)

ترجمہ: بے شک میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

✦ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ (سورۃ الاعلیٰ ۔15)

ترجمہ: اور وہ اپنے ربّ کے اسم (اللہ) کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔

❂ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْمُعَامَلَةِ وَعِلْمُ الْمُكَاشِفَةِ

ترجمہ: علم دو قسم کے ہیں علمِ معاملہ اور علمِ مکاشفہ۔

چونکہ علمِ مکاشفہ سے اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہوتی ہے اس لیے یہی علمِ معاملات بھی ہے یعنی علمِ معاملات علمِ مکاشفات میں ہی پایا جاتا ہے کیونکہ اسمِ اللہ ذات کی مشق اور تصور اسمِ اللہ ذات سے کتبُ الاکتاب بے حجاب ظاہر ہو جاتی ہے اور ہر ظاہری اور باطنی علم کے ساتھ کلمات الحق کا علم بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

✦ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ (سورۃ الکہف ۔109)

ترجمہ: (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! آپ فرمادیں کہ اگر کلماتِ ربانی لکھنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائیں تو بے شک سمندر ختم ہو جائیں گے مگر کلماتِ ربانی ختم نہ ہوں گے چاہے ہم امداد کے لیے ان جیسے مزید (سمندر) ہی کیوں نہ لا دیں۔

اس علم (مکاشفہ) اور تصور اسمِ اللہ کی مشق سے تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، تجلیۂ روح اور تجلیۂ سرّ حاصل ہوتے ہیں۔ جو شخص ان مراتب تک پہنچ جاتا ہے اس کا جسم قلب کا لباس پہن لیتا ہے، قلب روح کا لباس پہن لیتا ہے اور روح سرّ کا لباس پہن لیتی ہے۔ جب یہ سب باہم ایک ہو جاتے ہیں تو طالب کے وجود سے اوصافِ ذمیمہ[1] نکل جاتے ہیں، ظاہری حواسِ خمسہ بند ہو جاتے ہیں اور باطنی حواس کھل جاتے ہیں۔ اس کے بعد طالب کا دل ''وَ نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ'' (الحجر۔29) (ترجمہ: اور ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی) کے علم تک پہنچ جاتا ہے۔ جب حضرت آدم صلوٰت اللہ علیہ کے وجودِ معظم میں روحِ اعظم داخل ہوئی تو اس روح نے وجود میں سب سے پہلے ''یَا اَللّٰہُ'' کہا اسم اللہ کہنے سے بندے اور ربّ کے درمیان کوئی حجاب باقی نہ رہا اور تمام حجابات قیامت تک کے لیے اٹھ گئے۔ اس کے باوجود اب تک کوئی بھی اسمِ اللہ ذات کی انتہا اور کنہ تک نہیں پہنچ پایا۔

ہر چہ خوانی از علم اللہ بخوان
اسم اللہ با تو ماند جاودان

ترجمہ: تجھے جو بھی علم حاصل کرنا ہے علمِ اللہ سے حاصل کر۔ اسمِ اللہ ہمیشہ ہمیشہ تیرے ساتھ ہے۔

جو فقیر ظاہری علم سے دوستی نہیں رکھتا وہ باطن میں مجلسِ انبیا سے خارج ہے اور جو عالم ظاہر اور باطن میں کامل فقیر سے معرفتِ اللہ طلب نہیں کرتا اور نہ ہی ذکرِ اللہ کرتا ہے وہ عاقبت میں معرفتِ الٰہی سے محروم رہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طلب کے بغیر دنیا کی محبت دِل سے باہر نہیں نکل سکتی۔

---

[1] اوصافِ ذمیمہ: برائی اور شر کے اوصاف

www.sultan-ul-faqr-publications.com

از دِل بدر کن پیشہء خطرات را

تا بیابی وحدت حق ذات را

ترجمہ: اپنے دِل سے خطرات کو نکال دو تب ہی تم وحدتِ حق تک پہنچ سکتے ہو۔

حدیثِ مبارکہ ہے:

⊕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَعْمَالِکُمْ بَلْ یَنْظُرُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَ نِیَّاتِکُمْ

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔

تصورِ اسمِ اللہ ذات کی مشق دِل کو اس طرح زندہ کر دیتی ہے جس طرح بارانِ رحمت کے قطرے خشک گھاس اور خشک زمین کو زندہ کر دیتے ہیں اور زمین سے سبزہ اُگ آتا ہے۔ اسمِ اللہ کا کثرت سے تصور کرنے والے کے جسم کے ہر بال کی زبان پر ذکرِ اللہ جاری ہو جاتا ہے اور وہ ''یَااَللّٰہُ''، ''یَااَللّٰہُ'' کا ورد کرتے ہیں اور اسمِ اللہ ذات کے تصور کی مشق کرنے والے کے لیے شیاطین اور انس و جن کے شر سے تمام عمر کے لیے حصار بن جاتے ہیں۔ اسمِ اللہ ذات کے تصور کی مشق کرنے والا دوزخ کی آگ سے نجات پا لیتا ہے اور اس کی قبر اُس کے لیے خلوت خانہ اور دلہن کی خواب گاہ بن جاتی ہے۔ منکر نکیر اسے دیکھ کر آداب بجالاتے ہیں اور حیرانی سے لب بستہ رہ کر فقط اتنا ہی کہہ پاتے ہیں ''آفرین ہے تم پر! تمہارا یہاں آنا مبارک ہو''۔ تصورِ اسمِ اللہ ذات کی مشق کرنے والے کو سلک سلوک کی سب سے مختصر راہ یعنی فقر نصیب ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ ارواحِ انبیا اور اولیا اللہ کی مجلس میں ان سے ملاقات کرتا ہے جن میں سے بعض کو وہ جانتا ہے اور بعض کو نہیں جانتا۔ جنہیں وہ جانتا ہے وہ اولیا اللہ ہیں جو ذکرِ جلالیت کے وجد کے باعث شوریدہ حال اور پُر جوش رہتے ہیں اور جنہیں وہ نہیں جانتا وہ اس حدیثِ قدسی کے مطابق اللہ تعالیٰ کی قبا کے نیچے چھپے ہوئے ہیں:

- اِنَّ اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ

ترجمہ: بے شک میرے اولیا میری قبا کے نیچے اس طرح پوشیدہ ہیں کہ انہیں میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اسمِ اللہ ذات کی مشق کرنے والے صاحبِ تصور سے دوزخ کی آگ ستر سال کی دوری پر رہتی ہے اور بہشت ستر سال کا فاصلہ طے کر کے اس کا استقبال کرتی ہے۔

جان لے اسمِ اللہ کے چار حروف ہیں ''ا، ل، ل، ہ''۔ پس ان چاروں حروف میں چار عالم پائے جاتے ہیں۔ اوّل ازل، دوم ابد، سوم دنیا اور چہارم عقبیٰ۔

جس کا دِل حرف ''الف'' سے روشن ہو جائے وہ دل جامِ جہاں نما آئینہ سکندری کی مثل اس قدر صاف ہو جاتا ہے کہ وہ اس میں اٹھارہ ہزار عالم کا نظارہ دیکھتا ہے اور عالمِ احدیت تک پہنچ جاتا ہے۔ اسمِ اللہ کے پہلے ''ل'' سے لاھوت کے مقام اور دوسرے ''ل'' سے لامکان کے لامحدود عالم تک پہنچ جاتا ہے اور حرف ''ہ'' سے عالمِ ہدایت میں پہنچ کر صاحبِ ہدیٰ[1] بن جاتا ہے۔ جس کو یہ احوال حاصل نہیں اس پر اسمِ اللہ نے تاثیر نہیں کیا اور نہ ہی اسے اسمِ اللہ سے کچھ معلوم ہوتا ہے۔

1۔ ہدایت عطا کرنے والا، یعنی حقیقتِ محمدیہ تک پہنچ کر صاحبِ لولاک ہو جاتا ہے۔

جب طالبِ مولیٰ کے وجود میں اسمِ اللہ ذات تاثیر کرتا ہے تو اس پر معرفت کا رنگ چڑھ جاتا ہے جس کی بدولت وہ کمال کو پہنچ جاتا ہے، اس کے وجود سے دوری ختم ہو جاتی ہے اور وہ اپنی مراد حاصل کر لیتا ہے۔ جب وہ اپنے دل کی طرف چشمِ عیاں سے نظر کرتا ہے تو دیکھتا ہے اس کے سر سے پاؤں تک ہر بال پر اسمِ اللہ نقش ہے اور اس کے تمام وجود پر اسمِ اللہ لکھا ہے۔ اس کے ہر بال، گوشت پوست، ہڈیوں، رگوں، مغز اور دل کو زبان مل گئی ہے (جن سے وہ ذکرِ اللہ کر رہے ہیں)، وہ در و دیوار، بازار اور درختوں پر جس طرف بھی دیکھتا ہے اسے اسمِ اللہ کا نقش ہی نظر آتا ہے۔ وہ جو کچھ سنتا یا بولتا ہے اسمِ اللہ سے ہی سنتا اور بولتا ہے۔

تصور اسمِ اللہ ذات کی مشق چھ قسم کی ہے۔ یعنی اسمِ "اللہ"، اسمِ "لِلّٰہ"، اسمِ "لَہٗ"، اسمِ "ھُوْ"، اسمِ "مُحَمَّدْ"، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور کلمہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"۔ جب کوئی ان میں سے کسی بھی اسمِ ذات یا اسمِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا کلمہ طیب کے تصور میں محو ہوتا ہے تو اس کا ہر گناہ اسمِ اللہ ذات کے نور کے لباس کے نیچے چھپ جاتا ہے۔

نیز یہ "اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ" کی تمامیت ہے۔ سروری قادری جامع مرشد جو مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا[1] کے مرتبہ کا حامل ہوتا ہے اپنے طالب کو بھی روزِ اوّل اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے مراتب پر پہنچا کر عارف باللہ بنا دیتا ہے۔ مرتبۂ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا یہ ہے کہ موت کے تمام مراتب دنیاوی زندگی کے دوران ہی دیکھ لیے جائیں۔ مراتبِ حیات کیا ہیں؟ اور مراتبِ ممات کیا ہیں؟ مراتبِ ممات یہ ہیں کہ بندہ جان کنی کی حالت، حساب، عذاب و ثواب کے مراحل اور پل صراط سے گزر کر جنت میں داخل ہو جائے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مبارک سے حوضِ کوثر پر شراباً طہورا پیئے پھر ربّ العالمین کے حضور پانچ سو سال سجدے کی حالت میں گزار رہے اور بعد میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اطاعت گزاروں کی صف میں کھڑے ہو کر صف میں موجود تمام ارواح کے ساتھ کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا

---

[1] مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

ذکر کرے، پھر دیدارِ ربّ العالمین سے مشرف و معزز ہو اور چشمِ ظاہر سے ہی نہیں بلکہ چشمِ باطن سے ہمیشہ دیدار و لقا کرتا رہے۔ جامع مرشد اسمِ اللہ ذات اور کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کے تصور اور اس کے حاضرات سے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے یہ مراتب کھولتا اور دکھاتا ہے۔ سروری قادری جامع مرشد ایسا ہی ہونا چاہیے۔

اے عزیز! ذاکروں کا ذکر اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک وہ ذکر کی کلید حاصل نہ کر لیں۔ ذکر کی کلید اسمِ اللہ ذات کا تصور ہے۔ اسمِ اللہ ذات کے تصور سے اس حد تک ذکر جاری ہو جاتا ہے کہ اسے شمار نہیں کیا جا سکتا اور جسم پر جس قدر بال ہیں، تمام علیحدہ علیحدہ اس طرح ذکرِ اللہ کا نعرہ لگاتے ہیں کہ سر سے قدم تک وجود کے تمام اعضا، گوشت، پوست، رگ، مغز اور ہڈیاں جوش سے ذکرِ اللہ میں محو ہو جاتے ہیں۔ یہ صاحبِ تصور اسمِ اللہ ذات کے مراتب ہیں کہ ان کے مغز[1] اور پوست[2] میں اللہ ہی ہوتا ہے۔

نیز چار چیزوں کو حاصل کئے بغیر ذکر کامل نہیں ہوتا۔ اوّل (مقامِ) فنا فی اللہ کا مشاہدہ اور استغراق، دوم مجلسِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری حاصل کرنا، سوم ماسویٰ اللہ ہر چیز کا وجود سے نکل جانا اور چہارم بقا باللہ کے مراتب تک پہنچنا۔ ان چاروں مراتب کا تعلق ان اذکار سے ہے: چنانچہ ذکرِ خفیہ سے مرتبۂ عین العیانی[3] نصیب ہوتا ہے، ذکرِ حامل سے نفس فنا ہو جاتا ہے، ذکرِ سلطانی سے روح کو فرحت نصیب ہوتی ہے اور ذکرِ قربانی سے قلب کو زندگی عطا ہوتی ہے۔ ان تمام اذکار کا مجموعہ علم رحمانی ہے جس کا حساب لکھنا کسی کے لیے ممکن نہیں۔ اگر کوئی شخص ذکر سے دیوانہ اور بے خود ہو جائے تو اس کے جسم کو چھو کر دیکھو۔ اگر اس کا جسم انگارے کی مثل آگ سے بھی گرم ہو تو سمجھ لو کہ یہ شخص معرفتِ اِلَّا اللّٰہ کے مشاہدہ میں غرق ہے۔ اگر اس شخص کا جسم مردے کی

---

1. مغز سے مراد باطن ہے۔
2. پوست (کھال) سے مراد ظاہر ہے۔
3. عین العیانی سے مراد باطن کی آنکھ کھل جانے سے ہر شے کی حقیقت کا طالب پر عیاں یعنی ظاہر ہو جانا ہے۔

مثل پانی سے بھی زیادہ سرد ہو تو سمجھ لو کہ وہ انبیا اور اولیا کی مجلس میں ان سے ملاقات کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ پس یہی توحید کے مراتب ہیں۔ اگر اس کا وجود نہ گرم ہو نہ ہی سرد اور وہ گریہ اور آہ وزاری کر رہا ہو تو ایسا شخص اہلِ تقلید میں سے ہے۔

جان لے کہ جب قلب جنبش کرتا ہے تو صاحبِ قلب تصور اسمِ اللہ ذات سے اپنے قلب پر اسمِ اللہ ذات کے منقش نقش کو واضح طور پر دیکھتا ہے اور اسمِ اللہ ذات کے ہر حرف سے سورج کی طرح نور کے شعلے نکلتے ہیں جو اس کے قلب کے اردگرد کو روشن اور درخشاں کر دیتے ہیں اور اس کا قلب سر سے پاؤں تک نورِ ذات کی تجلیات میں گھر جاتا ہے۔ اس کے قلب کی زبان یَا اَللّٰہُ، یَا اَللّٰہُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا ذکر کرتی ہے۔ اس کا قلب جتنی مرتبہ اسم اللہ کے ساتھ کلمہ طیب کا ذکر کرتا ہے ہر مرتبہ اسے ستر ہزار ختمِ قرآن کا ثواب بلکہ اس سے بھی زیادہ بے حد و بے شمار ثواب ملتا ہے۔ ایسا صاحبِ قلب ذاکر جب اسمِ اللہ ذات کے تصور میں آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرتا ہے اور استغراق کے ساتھ اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ تجلیاتِ ذات کے نور میں غرق ہو کر حضوریٔ ربوبیت کا مشاہدہ کرتا ہے۔ پس اللہ کے حکم اور اسمِ اللہ ذات کے نور کی عظمت و برکت اور کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی برکت سے اس کے اسی (80) سال کے گناہ کراماً کاتبین کے دفاتر سے مٹا دیئے جاتے ہیں۔ یہ پوشیدہ اور بے ریا عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمیشہ مقبول و منظور ہے کیونکہ اللہ کی نظر ہمیشہ دِل پر ہوتی ہے۔

جان لے کہ جب صاحبِ تصور آنکھیں بند کر کے اسمِ اللہ ذات اور کلمہ طیب کی ترتیب کے ساتھ مراقبہ میں جاتا ہے تو گویا اس نے تصور اسمِ اللہ ذات کی تلوار ہاتھ میں لے لی ہے جس سے وہ تمام عمر کے صغیرہ و کبیرہ گناہوں، نفس و شیطان، خناس و خرطوم اور تمام خطرات کو قتل کر دیتا ہے گویا اس نے روئے زمین پر موجود اپنے تمام دشمنوں کو قتل کر دیا ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

- تَفَکُّرُ السَّاعَةِ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ

ترجمہ: لمحہ بھر کا تفکر دونوں جہانوں کی عبادت سے افضل ہے۔

ایسے ذکرِ مدام[1]، تفکر تمام اور مراقبہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجموع الحسنات قرار دیا جو اس آیت کریمہ کے عین مطابق ہے جس میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

◆ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ ۝ (سورۃ ھود۔ 114)

ترجمہ: بے شک حسنات[2] سے گناہ مٹ جاتے ہیں اور یہ ذاکرین کے لیے نصیحت ہے۔

جان لے کہ جب ذکرِ خفیہ کا ذاکر آنکھیں بند کر کے اور مراقبہ میں غرق ہو کر اپنے دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو سب سے پہلے بلند آواز سے مد کھینچ کر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتا ہے۔ جو اس نعمتِ عظمیٰ کو پالے وہ ذاکرِ رحمانی اور حافظ بن جاتا ہے اور جو کوئی اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم رہے اس کا دل خراب، سیاہ اور شیطانی خطرات سے پُر رہتا ہے۔ انسان اور حیوان کے درمیان فرق کرنے والی چیز یہی قلب ہے۔ جس کا قلبِ سلیم ذکرِ اللہ کے نور سے لبریز ہو وہ روشن ضمیر انسان ہے ورنہ حیوان۔ انسان اُسے کہتے ہیں جس کا ظاہر عبودیت میں مشغول ہو جبکہ اس کا باطن دل کے اندر معرفتِ الٰہی کے نور اور حضورِ ربوبیت کے مشاہدہ میں غرق ہو کہ یہ دونوں (اعمال) اس کے بال و پر ہیں۔ جان لے ہر وہ سلک سلوک جس کا تعلق ظاہری اعمال سے ہے وہ چراغ کی مثل ہے جبکہ راہِ حضوری اور تصور اسمِ اللہ ذات کے حاضرات کا سلک سلوک سورج کی مثل ہے۔ جب نورِ توحیدِ ذات کا یہ سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی تجلیات کے شعلہ سے قلب روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ جب نورِ اسمِ اللہ ذات کی روشنی لوحِ ضمیر پر نازل ہوتی ہے تو ایسی لوحِ ضمیر رکھنے والے کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ اس علم سے اسے معرفتِ توحید کے مقامات اور حیّ القیوم ذات کے تمام علوم حاصل ہو جاتے ہیں اور وہ ان تمام علوم کا مفہوم جان لیتا ہے جو لوحِ محفوظ میں درج ہیں اس لیے کہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کی برکت سے اس کی لوحِ ضمیر آئینہ

---

[1] ذکرِ مدام سے مراد سلطان الاذکار ھُوْ کا ذکر ہے جو ہر سانس کے ساتھ مسلسل کیا جاتا ہے۔

[2] نیکیاں

سکندری کی طرح صاف وشفاف ہو جاتی ہے۔ لوحِ محفوظ پر لکھی ہر حقیقت اور ہر علم اس کی لوحِ ضمیر میں سما جاتا ہے۔ پھر وہ لوحِ محفوظ اور لوحِ ضمیر پر لکھے اللہ کے کلام کا موازنہ کرتا ہے۔ اگر کلامِ الٰہی دونوں پر ایک جیسا ہو تو وہ درست تحقیق ہو جاتا ہے اور اگر (اس کی لوحِ ضمیر پر لکھے) تمام حروف (لوحِ محفوظ سے) موازنہ کے بعد مختلف ہوں تو وہ لوحِ ضمیر عظمت و کرم و شرف کے لحاظ سے اللہ کے مدِ نظر ہوتی ہے تو اسے اس بات کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر عرش، کرسی اور لوحِ محفوظ پر نہیں بلکہ اس شخص کے لوحِ ضمیر پر رہتی ہے۔ صاحبِ لوحِ ضمیر وہ ہوتا ہے جو اپنے نفس پر حکمران اور دائمی اطاعت اور بندگی میں مشغول ہو۔

بیت:

بندگی کن، بندگی کن، بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

ترجمہ: بندگی کر بندگی کر کیونکہ بندگی کے بغیر زندگی شرمندگی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

◆ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (سورۃ الذاریات۔56)

ترجمہ: اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت (یعنی بندگی) کے لیے پیدا فرمایا ہے۔

جو دل ذکرِ اللہ سے حرکت کرتا اور نورِ اللہ کے مشاہدہ سے حضوری میں آجاتا ہے اسے معرفتِ الٰہی نصیب ہو جاتی ہے۔ ایسا دل خانہ کعبہ کے گرد طواف کرے یا عرشِ اکبر کے گرد طواف کرے یا عرشِ اکبر اس کعبۂ دل کے گرد طواف کرے (ایک ہی بات ہے) اور یہ اس آیتِ مبارکہ کے عین مطابق ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

◆ وَ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰی ؕ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى o لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا وَ مَا تَحْتَ الثَّرٰى o وَ اِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَ اَخْفٰى o اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى o (سورۃ طٰہٰ 4-8)

ترجمہ: اور (تخلیق کیا) بلند آسمانوں کو۔ وہ رحمٰن ہے جس کا استواعرش پر ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان ہے اور جو کچھ تحت الثریٰ میں ہے سب اُسی کا ہے۔ اگر تُو بلند آواز سے کچھ کہتا ہے تو بے شک وہ اس چیز کو بھی جانتا ہے جو راز ہے اور جو چیز چُھپی ہوئی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سب اچھے نام اسی کے ہیں۔

جو شخص اللہ کے ننانوے (99) ناموں میں سے ہر ایک نام کو اپنے تصرف اور تصور میں لے آئے تو اللہ کے ان ناموں کی تاثیر سے اس کے دل سے کدورت، سیاہی اور زنگار اُتر جاتا ہے۔ ایسے دل پر معرفتِ الٰہی منکشف ہو جاتی ہے اور وہ نور سے لبریز ہو جاتا ہے۔ ایسا زنگار سے پاک اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے پُرنور دِل ہی "اِلٰہ" کی نگاہ کے لائق اور روشن ضمیر ہوتا ہے۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰه (ترجمہ: جہاں فقر مکمل ہوتا ہے وہیں اللہ ہوتا ہے) کے مقام کا حامل فقیر بذریعہ الہام اللہ سے جواب باصواب پاتا ہے۔ اے خام! اس مقام پر مغرور نہ ہو، یہ بھی ابتدائی مقام ہے۔ جان لے کہ دل ایک نور کے گھر کی مثل ہے جو دائمی حضوری میں رہ کر اللہ کے مدِنظر رہتا ہے۔ دل میں موجود نور کے اس گھر میں اللہ تعالیٰ کے سات خزانے موجود ہیں۔ اوّل خزانہ ایمان ہے، دوم خزانہ علم ہے، سوم خزانہ تصدیق ہے، چہارم خزانہ توفیق ہے، پنجم خزانہ محبت ہے، ششم خزانہ فقر ہے اور ہفتم خزانہ معرفتِ توحیدِ الٰہی ہے۔ ان سات خزانوں کی حفاظت کے لیے دل کے اس گھر کے گرد سات قلعے ہیں اور ہر قلعہ کے اندر نورِ الٰہی کے ستر ہزار لشکر ہیں جو ہر امر پر غالب ہیں۔ ان سات قلعوں کو اگر ہفتے کے سات دن کے مطابق دل کے گرد آراستہ کر لیا جائے تو موت اور زندگی ہر حال میں شیطانی خطرات، نفسانی خواہشات، وہمات، وساوس اور دنیا کے حادثات کے لشکروں سے دنیا اور آخرت میں اللہ کی امان میں آجاتے ہیں۔ یہ مراتب مشاہدۂ حضوری میں مشغول فنا فی اللہ فقیر کے ہیں جسے عارف باللہ بھی کہتے ہیں۔ یہ سات قلعے سات تصور ہیں جو ایک ہفتہ کی محنت سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اوّل قلعہ تصور اسم اَللّٰه ہے، دوم قلعہ تصور اسم لِلّٰه ہے، سوم قلعہ تصور اسمِ لَهٗ ہے، چہارم قلعہ تصور اسمِ هُوْ ہے، پنجم قلعہ تصور اسمِ مُحَمَّدٌ ہے، ششم قلعہ تصور اسمِ فقر ہے اور ہفتم قلعہ

تصورِ کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ ہے۔

جب سالک اسمِ اَللّٰهُ کا تصور کرتا ہے تو اس کے قلب اور جسم کے ساتوں اندام[1] اللہ تعالیٰ کے نورِ توحید کا لباس پہن لیتے ہیں اور سالک توحید کے گہرے سمندر میں غرق ہو جاتا ہے۔ جب وہ توحید کے سمندر میں ایک بار غرق ہو جائے تو پھر زندگی اور موت کسی بھی حالت میں توحید سے باہر نہیں آتا۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حضوری میں رہ کر اللہ تعالیٰ سے ہم کلام اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشرف رہتا ہے۔ دونوں جہانوں کا نظارہ کرتا ہے اور کچھ بھی اس کی نظر سے مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتا۔ اسمِ اللہ یہ ہے:

اَللّٰهُ

اور جب سالک اسمِ ''لِلّٰه'' کا تصور کرتا ہے تو اسے حسن اور سرود[2] اچھا نہیں لگتا اگرچہ حُسن حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت جیسا ہو اور سرود حضرت داؤد علیہ السلام کے گلے کی مثل خوش آواز ہو۔ جو اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ کی آواز سنتے ہی اللہ تعالیٰ کی انوار و تجلیات کے حسن کے دیدار میں مست ہو گیا ہو اسے بھلا مخلوق کے حسن سے کیا کام؟ وہ ایک کو ہی جانتا ہے اور ایک ہی سے واسطہ رکھتا ہے اور ہمیشہ توحید میں مشغول رہتا ہے۔ اسمِ لِلّٰه یہ ہے:

---

[1] لغت میں اندام سے مراد انگ (یعنی جسم کے حصے) ہیں۔ اور فقر میں سات اندام سے مراد سات باطنی حواس ہیں۔ یعنی نفس، قلب، روح، سرّ، خفی، اخفیٰ اور انا۔

[2] سرود: گانے کی آواز۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

لِلّٰہ

جب سالک اسمِ ''لَہٗ'' کا تصور کرتا ہے تو حضوری عطا کرنے والا یہ اسم، جو تمام جہان کے لیے مشکل کشا اور باطن صفا ہے، اپنے پڑھنے والے کو معرفتِ توحید تک پہنچا دیتا ہے اور اسے ہمیشہ اللہ کے مدِنظر رکھتا ہے۔ یہ اسم سالک کے نفس اور شیطان کو قتل کر کے اسے دونوں جہانوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اس کا نفس قلب کا لباس پہن لیتا ہے، قلب روح کا لباس پہن لیتا ہے اور روح سرّ کا لباس پہن لیتی ہے اور یہ چاروں (ایک دوسرے میں) محو ہو جاتے ہیں۔ اس اسم کے مراقبہ سے سالک کو فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ اسمِ لَہٗ یہ ہے:

لَہٗ

جب سالک ''ھُوْ'' کا تصور کرتا ہے تو اسے علمِ دعوت کا راز اور خزانہ حاصل ہوتا ہے جو اسے حضوری عطا کرتا ہے، وہ معیتِ حق تعالیٰ میں قرآنِ پاک کی آیات کا دور کرتا ہے۔ یہ مراتب دعوت کے عامل، حافظِ ربانی کے ہیں جس کا قلب زندہ، نفس فانی اور روح بابصیرت اور پُرفرحت ہے۔ جو اس طریقہ سے دعوت پڑھتا ہے وہ دعوتِ قبور کا عامل اور کامل حضوری رکھنے والا ہے۔ دعوت کی انتہا یہی ہے۔ یہ جامع مراتب جوہر شناس[1] کے لیے جمعیت بخش ہیں۔ اسمِ ھُوْ یہ ہے:

۱۔ جوہر شناس: وہ لوگ ہیں جو اپنے وجود میں ''مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ'' کی حقیقت پہچان لیتے ہیں۔ جو اپنے جسمانی وجود میں موجود نورِ حق کی معرفت حاصل کر لیتے ہیں۔ یہاں نورِ حق کو جوہر کہا گیا ہے کیونکہ یہی انسانی وجود کا اصل جوہر ہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

ھُوَ

جب سالک اسمِ مُحَمَّد ﷺ کا تصور کرتا ہے تو اس کی ہر بات حضور پُرنور محمد ﷺ کی طرف سے ہوتی ہے اور وہ لایحتاج ہو جاتا ہے۔ جس شخص پر اسمِ مُحَمَّد ﷺ تاثیر کرتا ہے وہ روشن ضمیر ہو کر قلبِ سلیم حاصل کر لیتا ہے جس کے بعد وہ صراطِ مستقیم پر گامزن رہتا ہے اور اسے عظیم عظمت نصیب ہو جاتی ہے۔ وہ حضرت مُحَمَّد ﷺ کا ہم دم، ہم قدم، ہم جسم، ہم جان، ہم زبان، ہم کلام، ہم نظر اور ہم ساعت ہو جاتا ہے۔ وجود پر لباسِ شریعت پہن لیتا ہے۔ صاحبِ تصور اسمِ مُحَمَّد ﷺ نہ دم مارتا ہے اور نہ ہی شور مچاتا ہے۔ وہ اَلنِّهَايَةُ هُوَ الرُّجُوْعُ اِلَى الْبِدَايَةِ[1] کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ اسمِ مُحَمَّد ﷺ کے حرف ''م'' کے تصور سے معرفتِ الٰہی کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ حرف ''ح'' سے مجلسِ محمدی ﷺ کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ اسمِ مُحَمَّد ﷺ کے دوسرے ''م'' سے اسے دونوں جہانوں کا نظارہ کرنے کی قوت حاصل ہو جاتی ہے اور حرف ''د'' سے ورد شروع کرتے ہی اسے تمام مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں۔ یہ چاروں حروف کفار و یہود کو قتل کرنے والی ننگی تلوار ہیں۔

مُحَمَّدْ

جو سالک اسمِ فقر کا تصور کرتا ہے وہ لایحتاج ہو جاتا ہے۔ اُسے دنیا اور عقبیٰ کے تمام خزانوں پر تصرف حاصل ہو جاتا ہے اور وہ جس کام کو کہتا ہے کہ ''اللہ کے حکم سے ہو جا'' وہ ہو جاتا ہے۔

---

[1] ترجمہ: انتہا ابتدا کی طرف لوٹ جانے کا نام ہے۔ (حدیث)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

جب فقر کا تصور حاصل ہو جائے تو یہ تصور اسے سلطان الفقر تک پہنچا دیتا ہے۔ اسے جز و کل تمام مراتب کی جمعیت حاصل ہو جاتی ہے اور اسے آیت وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیۡلًا [1] کے مطابق مرتبہ فنا فی اللہ بقا باللہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اسمِ فقر یہ ہے:

فَقَرُ

جب سالک کلمہ طیب کا تصور کرتا ہے تو تمام علوم اس پر ظاہر ہو جاتے ہیں اور اُسے قرآنِ پاک سے اسمِ اعظم مل جاتا ہے۔ تمام انبیا اور اولیا اللہ کی ارواح اس سے ملاقات کرتی ہیں۔ اسے ماضی، حال اور مستقبل کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ اسے پہاڑوں سے سنگِ پارس مل جاتا ہے۔ تمام جن، انسان اور فرشتے اس کے فرمانبردار ہو جاتے ہیں اور اس کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔ اگر صاحبِ تصورِ کلمہ طیب زمین سے گزرے تو تمام درخت اور گھاس پھوس اس سے درخواست کرتے ہیں کہ ہم میں بھی یہ خاصیت پیدا کر دیں۔ اگر وہ مٹی یا پہاڑ پر توجہ کرے اور چاہے کہ یہ سونا بن جائے تو وہ پہاڑ اور مٹی فوراً سونا بن جاتے ہیں۔ اگر وہ آگ اور پانی کو پیدا کرنا چاہے تو اللہ کے حکم سے وہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگر کافر پر توجہ کرے تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ اگر جاہل پر توجہ کرے تو وہ عالم بن جاتا ہے۔ اگر مریض پر نظر ڈالے تو اسے شفا نصیب ہو جاتی ہے۔ وہ جو چاہتا ہے حاصل کر لیتا ہے۔ ان تمام چیزوں (پر تصرفات) کی کلید یہی کلمہ طیب ہے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

---

[1] ترجمہ: اور اللہ کا کارساز ہونا کافی ہے۔ (سورۃ النساء۔132)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

قلب کے اندر ولایت کے سات قلعے ہیں۔ ذاکر قلبی وہ ہے جو ذکر کے ذریعے ان سات قلعوں تک رسائی حاصل کرے اور ولایتِ قلب میں موجود اللہ کے سات خزانوں کو بغیر کسی تکلیف اور ریاضت کے اپنے تصرف میں لے آئے اسے صاحبِ ولایتِ قلب کا نام دیا جاتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرِّجَآءِ

ترجمہ: ایمان خوف اور رجا کے درمیان ہے۔

پس مقامات تین ہیں۔ مقامِ خوفِ نفس، جو شخص خوفِ نفس کے مقام پر رہتا ہے وہ گناہوں سے توبہ کر کے رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا[1] پکارتا ہے۔ جب وہ مقامِ رجا پر پہنچتا ہے تو اطاعت و بندگی کی طرف رجوع کر لیتا ہے جس سے اس کی روح کو حلاوت نصیب ہو جاتی ہے کیونکہ روزِ ازل سے روح کا مقام رجا ہی ہے۔ نفس اور روح کے درمیان قلب کا مقام ہے۔ جب وہ مقامِ قلب کی طرف متوجہ ہو کر اس میں غرق ہو جاتا ہے تو اس کا جسم قلب بن جاتا ہے اور اس کے ساتوں اندام نوری لباس پہن لیتے ہیں۔ مقامِ رجا اور خوف دونوں اس کے مدِنظر رہتے ہیں اور وہ اولیا اللہ کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥ (سورۃ یونس۔62)

ترجمہ: خبردار! بے شک اولیا اللہ کو نہ خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

اولیا اللہ انہیں کہتے ہیں جنہوں نے سر سے قدم تک اللہ کی رحمت کو ایمان، صدق، تصدیق اور یقین کے ساتھ اوڑھ رکھا ہو اور جو کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کے ذاکر ہوں۔ یہ چاروں چیزیں ایمان اور رحمت کی بنیاد ہیں جو صرف اہلِ ایمان کو ہی نصیب ہوتی ہیں اور انہی سے عاقبت سنورتی اور خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔ جو شخص اس دنیا سے ایمان کے ساتھ گیا وہ اپنے ساتھ سینکڑوں خزانے لے گیا اور جو ایمان کے بغیر مرا وہ گویا مفلسی کی موت مرا۔

---

[1] ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ (سورۃ الاعراف۔23)

جان لے ذکر چار انداز سے کیا جاتا ہے، زبان سے، قلب سے، روح سے اور سِرّ سے۔ صاحبِ ذکرِ زبان کی زبان تلوار بن جاتی ہے۔ صاحبِ ذکرِ قلب کے دِل میں ذکرِ قلب سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایسا داغ لگتا ہے کہ وہ ذکرِ اللہ کے سوا کسی اور چیز سے انس، الفت اور محبت نہیں رکھتا۔ ذکر سے اس کا قلب تصدیق کے مرتبہ پر پہنچ کر زندہ ہو جاتا ہے اور زندگی و موت کسی حالت میں نہیں مرتا۔ ذکرِ روح کرنے والا ہمیشہ ارواحِ انبیا و اولیا اللہ کا ہم مجلس رہتا ہے اور نفسانی لوگوں کی مجلس اسے ہرگز پسند نہیں آتی۔ صاحبِ ذکرِ سِرّ ظاہر اور باطن میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے جو اس پر بارش کی طرح رحمت بن کر برستی رہتی ہیں۔ جب ان چاروں اذکار کا مجموعہ کسی پر یکبارگی کھُل جاتا ہے تو وہ عارف باللہ اور منکسر فقیر ہو جاتا ہے۔

جان لے کہ جب صاحبِ تصور اسمِ اللہ ذات، اسمِ اللہ ذات کے حروف میں غرق ہوتا ہے تو اسے اسمِ اللہ ذات کا ہر حرف زمین و آسمان کے ساتوں طبقات، عرش و کرسی، لوح و قلم بلکہ دونوں جہانوں سے وسیع نظر آتا ہے۔ پس جو کوئی اس وسیع مقام میں آ جاتا ہے اسے معرفتِ توحیدِ مطلق حاصل ہو جاتی ہے اور وہ تجرید و تفرید[1] کے مقامات سے گزر کر فنا فی اللہ بقا باللہ ہو جاتا ہے۔ جو کوئی اسمِ ذات کے ان حروف میں سے کسی ایک حرف کا بھی محرم ہو جاتا ہے وہ اہلِ ذات ہو جاتا ہے، اس کا وجود مطلق پاک ہو جاتا ہے۔ پس جو کوئی اسمِ اللہ ذات پاک کے حروف میں محو ہو جائے اسے قیامت کے دن حساب کتاب کا کیا خطرہ؟ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

◆ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (سورۃ یونس۔62)

---

[1] تجرید و تفرید: تجرید یہ ہے کہ طالب ہر ایک مقام سے نکل کر تنہا ہو گیا ہے، نفس اور شیطان سے اس نے خلاصی پالی ہے۔ مقامِ حضور ہمیشہ اس کے مدِنظر رہتا ہے۔ منظور ہو کر اس نے نفسِ مطمئنہ حاصل کر لیا ہے۔ اب اس مقام پر شیطان نہیں پہنچ سکتا۔ تفرید اسے کہتے ہیں کہ طالب فرد ہو بظاہر شب و روز عام لوگوں کی طرح رہتا بستا ہو اور ان سے تعلقات رکھتا ہو یعنی عام انسانوں کی طرح زندگی بسر کرتا ہو لیکن درحقیقت وہ مقامِ فردیت اور ربوبیت میں غرق ہو۔ حضرت شیخ شہاب الدینؒ فرماتے ہیں: تجرید میں اغیار کی نفی ہے اور تفرید میں اپنے نفس کی نفی ہے۔ (شمس الفقرا: تصنیفِ لطیف سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس)

ترجمہ: خبر دار! بے شک اولیا اللہ کو نہ خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

جو اسمِ اَللّٰہُ کی معرفت کا محرم ہو جاتا ہے، دنیا اور آخرت کی ہر چیز اس پر منکشف ہو جاتی ہے اور وہ معروف عارف[1] بن جاتا ہے۔ ظاہر میں وہ مخلوق کے نزدیک حقیر اور خوار ہوتا ہے لیکن باطن میں وہ ہوشیار ہوتا ہے۔ وہ مقربِ پروردگار ہوتا ہے اور تمام انبیا، اولیا اور اہلِ بہشت کی ارواح اس کی مشتاق ہوتی ہیں۔ ایسے عارف کو اسمِ اللہ ذات کے حروف کا عارف باللہ[2] کہتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ عارف کی نشست و برخاست اور جو کام بھی وہ کرتا ہے سب اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اجازت سے ہوتا ہے۔ ان کا کوئی بھی دینی و دنیاوی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

❖ فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ

ترجمہ: حکیم کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

اس کا ہر حال، ہر قال، ہر عمل اور ہر فعل معرفت و وصالِ الٰہی کی بنا پر ہوتا ہے کیونکہ ان سب کی بنیاد تصورِ اسمِ اللہ ذات پر ہے۔ اس کے ہر کام کی بنیاد حقیقتِ مطلق اور اس سے وصل پر ہوتی ہے۔

اگرچہ اس کے افعال مخلوق کی نظر میں گناہ ہوتے ہیں لیکن خالق کی نظر میں وہ افعال درست اور برحق ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی راہ خضر علیہ السلام کی راہ کے مخالف ہے جو ایک کے لیے گناہ ہے لیکن دوسرے کے لیے نہیں۔ جیسا کہ سورۃ الکہف میں آیا ہے کہ خضر علیہ السلام نے کشتی کو توڑ کر غرق کر دیا، دیوار کو دوبارہ تعمیر کر دیا اور بچے کو قتل کر دیا۔

◆ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ (سورۃ الکہف۔ 78)

---

[1] عارف: وہ انسان یا طالب جو دیدارِ الٰہی میں غرق ہو اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری اسے حاصل ہو اور تمام عبادات اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر کرتا ہو۔ (شمس الفقرا: تصنیفِ لطیف سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس)

[2] عارف باللہ: یہ فنا کے بعد مقامِ بقا ہے جہاں انسان کامل ہو کر تلقین و ارشاد کی مسند پر فائز ہوتا ہے۔ (شمس الفقرا: تصنیفِ لطیف سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس)

ترجمہ: (حضرت خضرؑ نے) کہا یہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی (کا وقت) ہے۔

جان لے کہ خواہ بحر و بر اور خشکی اور تری کی مخلوقات ہوں یا توحیدِ الٰہی، کوئی بھی چیز قرآنی آیات سے باہر نہیں۔ جان لے! بعض بزرگ بارہ سال یا چالیس سال تک ریاضت کر کے لوحِ محفوظ پڑھنے کے قابل ہو جاتے ہیں، عرش پر پہنچ جاتے ہیں اور عرش سے بھی آگے ہزاروں ہزار مقامات تک اُڑ کر پہنچ جاتے ہیں، مقامِ غوثیت وقطبیت حاصل کر کے طالب مرید بناتے ہیں، عز و جاہ، نعمتِ دنیا اور نام و ناموس حاصل کر لیتے ہیں، کشف و کرامات کے ذریعے جنات اور مؤکلات کو اپنے حکم کے ماتحت بنا لیتے ہیں اور انہی مراتب کو معرفتِ توحیدِ الٰہی سمجھ بیٹھتے ہیں۔ بعض بزرگ ذکرِ قلب کرتے ہیں اور بہت زیادہ ذکرِ قلب کی بدولت لوحِ ضمیر کے مطالعہ میں غرق ہو جاتے ہیں جہاں انہیں الہام ہونے لگتا ہے جسے وہ توحیدِ الٰہی کی کامل معرفت سمجھ بیٹھتے ہیں۔ بعض ذکرِ روح اختیار کرتے ہیں جس سے سر میں موجود دماغ جنبش کرنے لگتا ہے اور تجلیاتِ روح سے نوری چراغ کا مشاہدہ کرتا ہے جسے وہ توحید اور معرفتِ الٰہی سمجھتے ہیں۔ یہ تمام مراتب مخلوق کے درجات ہیں اور مراتب و درجات کے حامل تمام لوگ اہلِ تقلید ہیں جو فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور توحیدِ باری تعالیٰ کی معرفت سے بہت دور ہیں۔

مطلب یہ کہ ان میں سے کسی نے نہ تو اللہ کی ابتدا کو دیکھا ہے اور نہ ہی کوئی اللہ تعالیٰ کی انتہا تک پہنچا ہے۔ پس معرفت کیا چیز ہے؟ توحید کسے کہتے ہیں؟ مشاہدۂ قرب اور حضور کیا ہے؟

سن! معرفتِ الٰہی، قربِ توحید اور مشاہدۂ حضوری کا سلک سلوک یہ ہے کہ جب طالبِ مولیٰ اسمِ اللہ ذات کے ساتھ کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو اپنے تصور اور تصرف میں لاتا ہے تو اسمِ اللہ ذات اور کلمہ طیب کے ہر حرف سے نور کی تجلیات نکلتی ہیں جو اہلِ تصور کو لامکان میں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری میں پہنچا دیتی ہیں کہ لامکان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدِنظر رہتا ہے جہاں وحدانیت کے سمندر میں طرح طرح کی موجیں ''وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ'' کے نعرے بلند کرتی رہتی ہیں۔ جو نورِ توحیدِ الٰہی کے سمندر کے کنارے تک پہنچ جاتا اور اسے دیکھ لیتا ہے وہ

عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے دست مبارک سے جن کی گردن پکڑ کر وحدت کے اس سمندر میں غوطہ دیتے ہیں وہ غواصِ توحید[1] ہو جاتے ہیں اور مرتبہ فنا فی اللہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ وحدت کے سمندر میں غوطہ زن ہونے کے بعد بعض سالک تو مجذوب ہو جاتے ہیں اور بعض مجذوب سالک اہلِ توحیدِ ذات ہو جاتے ہیں۔ مراتبِ ذات اہلِ درجات سے پوشیدہ ہیں۔ جو بے مثل نورِ توحید کے سمندر میں غرق ہو جائے وہ لامکان میں پہنچ جاتا ہے۔ لامکان غیر مخلوق ہے اور اس کی مثال کسی چیز سے نہیں دی جاسکتی۔ اس جگہ کا نام لامکان اس لیے ہے کیونکہ اس جگہ نہ دنیا کی گندگی کی بو ہے اور نہ ہی نفس کی ناپسندیدہ خواہشات کی گنجائش ہے۔ یہ بندگی میں دائمی غرق ہونے کی جگہ ہے۔ لامکان میں شیطان کے داخلے کا کوئی امکان نہیں۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:

◆ فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡہُ اللّٰہِ (سورۃ البقرہ۔115)

ترجمہ: پس تم جدھر بھی دیکھو گے تمہیں اللہ کا چہرہ ہی نظر آئے گا۔

لامکان میں تم جدھر بھی دیکھو گے تمہیں ہر طرف توحید کا نور ہی نظر آئے گا۔ یہ مراتب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رفاقت، شریعت اور کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔ لامکان کی یہ راہ تحقیق کی راہ ہے۔ اس میں شک کرنے والا زندیق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب تک طالب کا وجود چار اذکار، چار مراقبوں اور چار فکروں سے پختہ نہیں ہو جاتا اس وقت تک وہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کے لائق نہیں ہوتا۔ اوّل ذکرِ زوال ہے۔ ذکرِ زوال کو شروع کرتے ہی ادنیٰ اور اعلیٰ ہر قسم کی مخلوقات اور بے شمار مرید اور طالب (ذاکر کی طرف) رجوع کرتے ہیں۔ جب ذکرِ زوال مکمل ہوتا ہے تو سب مرید اور طالب یہ کہتے ہوئے منہ موڑ لیتے ہیں کہ اس ذکر و فکر سے ہماری ہزار بار توبہ۔ پس وہی طالب و مرید صادق اپنے حال پر ثابت قدم رہتا ہے جو معرفت اور وصالِ الٰہی حاصل کر کے انتہا تک پہنچ چکا ہو۔ دوم ذکرِ کمال ہے جسے شروع کرتے ہی فرشتے ذاکر کی طرف رجوع کرتے ہیں اور فرشتوں کے لشکر اس کے اردگرد اکٹھے

---

[1] غواصِ توحید: توحید کے سمندر میں غوطہ لگانے والا۔

ہو جاتے ہیں۔ کراماً کاتبین اُسے نیکی اور بدی کے بارے میں الہام کرتے ہیں اور گناہوں سے بچا کر رکھتے ہیں۔ جب ذکرِ کمال مکمل ہوتا ہے تو سوم ذکرِ وصال شروع ہو جاتا ہے۔ ذکرِ وصال شروع کرتے ہی ذاکر کو باطن میں انبیا اور اولیا کی مجلس نصیب ہو جاتی ہے۔ جب انبیا و اولیا اللہ کا وصال عطا کرنے والا یہ ذکرِ وصال اختتام پذیر ہوتا ہے تو چہارم ذکرِ احوال شروع ہوتا ہے۔ ذکرِ احوال کے نورِ تجلیات سے ذاکر کو مراتبِ فنا فی اللہ بقا باللہ حاصل ہو جاتے ہیں۔ جب ذاکران چاروں اذکار سے گزر جاتا ہے تو پھر اس کا وجود مجلسِ محمدیؐ کی حضوری کے لائق بن جاتا ہے۔

جان لے کہ جس شخص پر مرشد کی تلقین و ارشاد اور تعلیم کا اثر نہ ہو رہا ہو، نہ اس کا دِل ذکرِ اللہ میں مشغول ہو رہا ہو اور نہ ہی اسمِ اللہ ذات اس کے دِل میں قرار پکڑ رہا ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ وہ اسم اللہ ذات کے تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ کو لازم کرے۔ اپنے تصور میں تفکر سے اسمِ اللہ اور فقر کو مدِنظر رکھے۔ اپنی پیشانی پر، زبان پر، دونوں کانوں پر، دونوں آنکھوں پر اور قلب پر اسمِ اللہ ذات لکھنے کی مشق کرے۔ اپنے سینے پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مشق کرے۔ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی پر، ناف کے دائیں، بائیں، آگے پیچھے اور دونوں پہلوؤں پر اسمِ اللہ ذات کی مشق کرے۔ سر اور دماغ کے اوپر اسمِ ''ھُو'' کی مشق کرے۔ جب صاحبِ تصور اسم اللہ ذات تصور سے یہ ساری مشقیں وجود پر کرتا ہے تو طالب کے وجود کے ساتوں اندام نور بن جاتے ہیں، اسمائے اللہ ذات اس کے وجود پر غالب آجاتے ہیں اور اس کے وجود میں اسمِ اللہ ذات کی مکمل تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر کسی کی یہ خواہش ہو کہ کسی بھی حال میں اس کا ایمان اُس سے جدا نہ ہو بلکہ ہمیشہ مزید روشن اور تاباں ہوتا رہے اور نہ ہی سلب ہو بلکہ اسے ہمیشہ معرفتِ الٰہی کا مشاہدہ حاصل رہے تو اسے چاہیے کہ ہمیشہ تصور میں اسمِ اللہ ذات کو دیکھتا رہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ہمیشہ اسمِ اللہ ذات کے تصور میں غرق رہتے تھے۔

اگر کسی کے وجود میں اسمِ اللہ ذات سکونت[1] اور قرار نہ پکڑ رہا ہو تو اسے چاہیے کہ دن رات تفکر سے

[1] یہاں سکونت سے مراد اسمِ اللہ ذات کا وجود میں جاری ساری ہونا ہے۔

اپنے دِل، سینہ، دماغ اور آنکھوں پر اسمِ اللہ ذات لکھے۔ چندروز بعد اسمِ اللہ ذات اس کے وجود کے ساتوں اندام کو قید کر کے ان پر اپنا قبضہ کر لے گا اور تجلیاتِ نورِ ذات اس کے سر سے پاؤں تک رواں ہو جائیں گی، اسمِ اللہ ذات اس کے وجود میں سکونت پکڑ لے گا اور پھر کبھی اس سے جدا نہ ہو گا اور اسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے مشرف کر دے گا۔ تمام حقیقتیں اس پر کھل جائیں گی۔ اسے صادق یقین رکھنا چاہیے تاکہ اُسے اس کا مقصد مکمل طور پر حاصل ہو جائے۔ جو تصور سے اسمِ اللہ ذات کی یہ مشقِ مرقوم وجود یا اپنے سر اور دماغ پر کرے گا تو اس کے سر سے پاؤں تک ساتوں اندام، قلب و قالب اور پورا جسم نور کی تجلی بن جائے گا۔ اس کا باطن اللہ کے مدِ نظر اور حضوری سے معمور رہے گا۔ وہ جو بھی دیکھے گا کلمہ طیب اور قدرتِ الٰہی کے نور سے دیکھے گا اور ہمیشہ مشاہدۂ حضوری میں رہے گا اور اسے آگاہی حاصل ہو جائے گی۔ آگاہی یہ ہے کہ اُس پر وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا[1] کا علم کھل جائے۔ جو شخص قربِ اللہ کی حضوری سے ایسی توجہ حاصل کر لیتا ہے اس کی توجہ قیامت تک رکتی نہیں ہے۔ دماغ کا دائرہ اس طرح رقم کیا جاتا ہے:

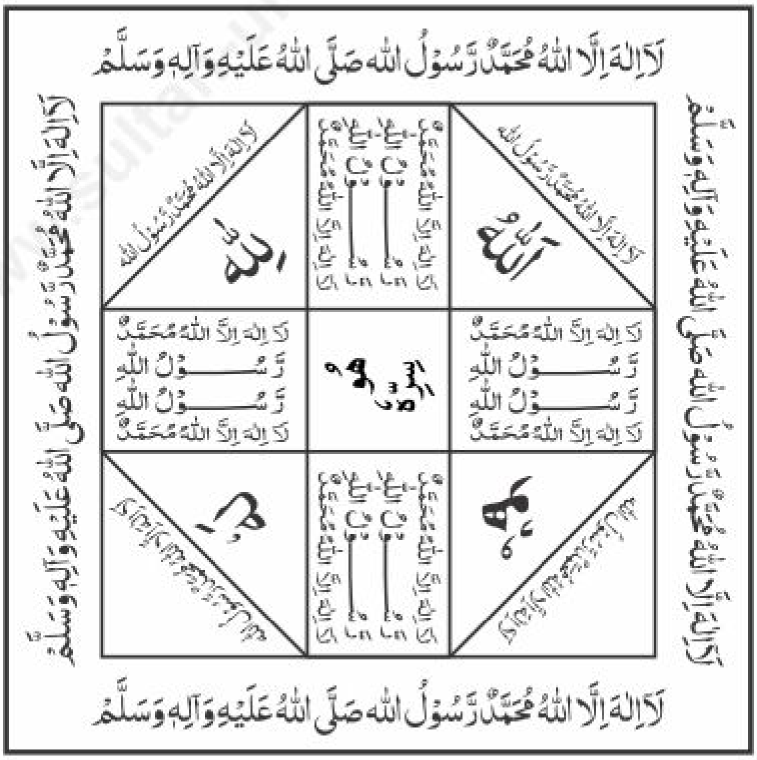

---

[1] ترجمہ: اور (اللہ نے) آدمؑ کو تمام اسما کا علم سکھایا۔ (سورۃ البقرہ۔31)

نقل ہے کہ درویش پانچ قسم کے ہیں۔اوّل کشف القلوب کے حامل جو ہر دل کی خبر رکھتے ہیں۔ دوم کشف القبور کے حامل جنہیں دونوں جہانوں کی خبر ہوتی ہے۔سوم اوتاد اور چہارم قطب جو ساتوں زمین و آسمان کی خبر رکھتے ہیں۔پنجم غوث جو عرش اور عرش سے اوپر کے ستر ہزار حجابات کی خبر رکھتے ہیں۔ چھ اوتاد کے برابر ایک قطب کا مرتبہ ہے اور چھ قطب کے برابر ایک غوث کا مرتبہ ہے۔ایک روایت ہے کہ ہر رات غوث کے تین سو ساٹھ ہزار جسم پیدا ہوتے ہیں اور غوث اپنے ہر جسم کے ساتھ سجدہ کرتا ہے۔قطب نیم پیر ہے جبکہ غوث مکمل پیر ہے۔اگر کوئی دوسرا شخص ایسا دعویٰ کرتا ہے تو وہ کل قیامت کے روز شرمسار ہوگا۔

جان لے کہ اگر کسی کا نفس سرکش ہو اور ہوا و ہوس میں مبتلا ہو کر ابلیس کی موافقت اختیار کر چکا ہو، یا کوئی اس قدر مفلس ہو چکا ہو کہ نہ ظاہر میں اس کا دِل غنی ہو اور نہ باطن میں اُسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری نصیب ہو، فقر اور فاقہ کی ہلاکت کے باعث درویش بن کر گداگری کرتا ہو تو اس کا فقر اضطراری و بے اختیاری[1] ہے جو کہ مطلق فقرِ مکب[2] ہے، اگر کوئی طالب اس وجہ سے دل شکستہ ہو کہ وہ فقیر کامل و مرشد مکمل کے پاس جائے اور وہ اسے کہے کہ تجھے کچھ حاصل نہیں ہوا اور نہ ہی تُو حق سے واصل ہو سکا ہے، اگر کوئی دائمی بیمار ہو، بیماری کی سختی سے بے قرار رہتا ہو، اسے نیند بالکل نہ آتی ہو، ہر وقت جاگتا رہے، جو طبیب یا حکیم اس کی نبض دیکھے تو یہی کہے کہ یہ لاعلاج ہے اور ہرگز تندرست نہیں ہو سکتا، اگر کوئی دعوت پڑھنے سے رجعت کھا کر دیوانہ ہو جائے یا پریشان حال ہو یا پھر مردہ کی مثل، اگر کوئی فقیر علّیین کے مراتب سے گر کر سجّین میں آ گیا ہو اور بند راہِ سلک سلوک اس پر نہ کھلتی ہو، اگر کسی کی کسی کے ساتھ اس قدر دشمنی ہو گئی ہو کہ اخلاص کے ساتھ دوستی ناممکن ہو چکی ہو، اگر کسی طالب کا مرشد ہی اس کے مخالف ہو جائے جس کے باعث نہ صرف اس کا روشن ضمیر دل مردہ ہو جائے بلکہ وہ ہر وقت پریشان حال رہتا ہو، معرفت و وصالِ الٰہی سے برگشتہ ہو کر دیوانگی

1۔ اضطراری و فقر بے اختیاری: کچھ لوگ فقر مجبوری کی حالت میں یا لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے اختیار کرتے ہیں یا پھر مشائخ بن کر مقامِ عز و جاہ مقصود ہوتا ہے ایسے فقر کا اللہ کی معرفت و دیدار سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔اسے ''فقرِ اضطراری'' کہتے ہیں۔

2۔ فقرِ مکب: منہ کے بل گرانے والا فقر یعنی فقرِ اضطراری مراد ہے۔ایسے فقر سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ کی پناہ مانگی ہے۔

کے عالم میں مراتبِ زوال پر پہنچ گیا ہو، اگر کسی کی دعوت رواں نہ ہو رہی ہو، اگر ذاکر ذکر کے باوجود قبض وبسط[1] کی حالت سے باہر نہ آ رہا ہو اور سکر وصحو[2] کی حالت سے چھٹکارہ نہ پا رہا ہو اور اگر کوئی خواب اور مراقبہ کے دوران کفار کو دیکھتا ہو یا اہلِ بدعت کی مجلس میں خود کو بیٹھے ہوئے دیکھتا ہو، اگر کسی پر بہت زیادہ نیند کا غلبہ ہو اور اسے بیداری اور دل کی زندگی نصیب نہ ہوتی ہو اور اگر کوئی فسق وفجور، ظلم وستم اور شراب نوشی سے نجات نہ پا رہا ہو تو ان تمام بیان کردہ چیزوں کا علاج اسمِ اللہ ذات کے حاضرات اور کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کے تصور سے ممکن ہے۔ تصور اسمِ اللہ سے حاصل ہونے والی حضوری کی برکت اور دعوتِ قبور سے طریقت کے تمام احوالات کی تحقیق حاصل ہوتی ہے اور ہر مسئلہ کا حل معلوم ہوتا ہے۔ جو کوئی اس طریق کو سمجھ لیتا ہے وہ اپنے تمام مطالب، مقاصد اور مراتب کو پا لیتا ہے۔ عوام کی نظروں سے یہ خزانہ چھپا ہوا ہے۔ حکمت کا یہ خاص خزانہ دین اور دنیا دونوں پر مکمل تصرف رکھتا ہے۔ تصور اسمِ اللہ ذات کے حاضرات کی راہ وحدانیت کی راہ ہے۔ یہ راہ اللہ کی عطا ہے جس کا راز ریاضت کرنے سے ہاتھ نہیں آتا۔ یہ اللہ کا فیض اور فضل ہے جو مجاہدہ کے بغیر مشاہدہ کرواتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کا یہ خزانہ مشقت سے ہاتھ نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس بخشش کا تعلق محنت سے نہیں بلکہ محبت ومعرفتِ الٰہی سے ہے۔ اللہ کی اس راہِ رحمت کا تعلق ذکرِ مذکور سے نہیں بلکہ قربِ حضور سے ہے۔ اللہ کے لطف وکرم کی یہ راہ فکر سے نہیں بلکہ نفس کو فنا کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ راہ اولیا اللہ کے شرف

---

[1] قبض سے مراد تنگی اور بسط سے مراد کشادگی ہے۔ یہ باطنی حال اللہ کے اسمِ قابض اور اسم باسط کی تجلیات سے طالب پر وارد ہوتے ہیں۔ قبض صفاتِ نفس کے غلبہ سے اور بسط صفاتِ قلب کے غلبہ سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ تسلیم ورضا کے انتہائی مقام پر پہنچ کر طالب ان احوال کی قید میں نہیں رہتا۔

[2] سکر وصحو: روحانی حال یا تجلی خاص کے غلبہ کا نام ''سکر ومستی'' ہے۔ ''سکر'' قلب کا جوش وخروش اور ''مستی'' ہے جو ذکر یا تصور اسمِ اللہ ذات یا دیدارِ یار کے موقع پر پیدا ہوتا ہے اس سے طالب بے خود اور بیگانہ ہو جاتا ہے اور حالتِ سکر ومستی سے واپس آنے کا نام ''صحو'' ہے۔ صحو کے معنی ہوشیاری کے ہیں۔ (شمس الفقرا: تصنیفِ لطیف سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس)

کی راہ ہے، اس کا تعلق مردار دنیا کی طلب سے نہیں بلکہ اللہ کی توحید میں غرق ہو کر اس کا دیدار کرنے سے ہے۔ یہ دعوت کی راہ نہیں ہے بلکہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری میں دیدار سے مشرف ہونے کی راہ ہے۔ یہ رجعت کی نہیں بلکہ جمعیت کی راہ ہے۔ یہ تمام مقاماتِ ذات و صفات (طالب پر) اُس وقت کھلتے ہیں جب نفس کی مخالفت کرتے ہوئے تصور میں تفکر کی انگلی سے ناف اور قلب سے سر اور دماغ تک ستر مرتبہ اسمِ اللّٰہ ذات لکھنے کی مشق کی جائے۔ مشقِ مرقومِ وجودیہ کی بدولت کُل اور جز کی ہر چیز نورِ محمد سے روشن ہو جاتی ہے اور اسمِ اللّٰہ ذات کے تصور سے طالب کو کامل جمعیت، مقصودِ معرفت اور توحیدِ معبود حاصل ہوتی ہے۔

اسمِ اللّٰہ کے چار حروف ہیں جن کی بدولت طالب کے وجود میں چار بحر ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اوّل بحرِ توکل، دوم بحرِ ترک، سوم بحرِ معرفت، چہارم بحرِ توحید۔ جو شخص ان چاروں سمندروں میں غوطہ لگا لے وہ فقیر عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب ذکر کی ضرب لگانے اور قوت وقدرت رکھنے والے نور الہدیٰ عارف قادری کے ہیں۔ ابیات:

کسی را تصور بتاثیر شد
کہ غالب بکونین او میر شد

ترجمہ: جس پر (اسمِ اللّٰہ ذات کے) تصور تاثیر کرے وہ دونوں جہانوں پر غالب آ کر ان پر حاکم ہو جاتا ہے۔

کہ روشن تصور بہ از آفتاب
حجابش نماند شود بی حجاب

ترجمہ: اسمِ اللّٰہ ذات کا تصور سورج سے زیادہ روشن ہے، یہ تمام حجابات کو بے حجاب کر دیتا ہے۔

تصور (اسمِ اللّٰہ ذات) کے غلبہ سے نفس مغلوب ہو کر تابع اور فرمانبردار غلام بن جاتا ہے اور تصور کرنے والے کے وجود سے کلام کرتا اور سنتا ہے۔ تصور اسمِ اللّٰہ ذات کی توجہ سے نفس کی پہچان ہوتی ہے اور نفس نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ حدیثِ مبارکہ ہے:

www.sultan-ul-faqr-publications.com

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ اَیْ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَآءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَآءِ

ترجمہ: جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا بے شک اس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا۔ یعنی جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچانا بیشک اس نے اپنے ربّ کو بقا سے پہچانا۔

تصور کے غلبہ سے قلب کو قوت، قدرت اور اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اسی تصور کے غلبہ سے روح کو نورِ ذاتِ الٰہی کی لذت نصیب ہوتی ہے اور وہ نفس کی قید سے آزاد ہو جاتی ہے۔ اسی تصور کے غلبہ سے اسرار حاصل ہوتے ہیں جو گوناگوں مشاہدۂ انوارِ پروردگار دکھاتے ہیں۔ اسی تصور کے غلبہ سے لایحتاج فقر حاصل ہوتا ہے اور طالب صاحبِ راز بے نیاز بن جاتا ہے۔ جان لے کہ تصورِ اسمِ اللہ ذات، اسمِ محمد رسول اللہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور تصورِ کلمہ طیب کو بنیاد بنانے والے صاحبِ تصور پر سب سے پہلے دو علم واضح اور روشن ہوتے ہیں۔ علمِ ظاہر' جو عبادات و معاملات کا علم ہے اور علمِ باطن' جو معرفتِ توحید اور نورِ ذات کے مشاہدات کا علم ہے۔

چنانچہ فرمان ہے:

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْمُعَامَلَةِ وَعِلْمُ الْمُكَاشِفَةِ

ترجمہ: علم کی دو قسمیں ہیں ایک علمِ معاملہ اور دوسرا علمِ مکاشفہ۔

اسمِ اللہ ذات کے مقامات کا دائرہ:

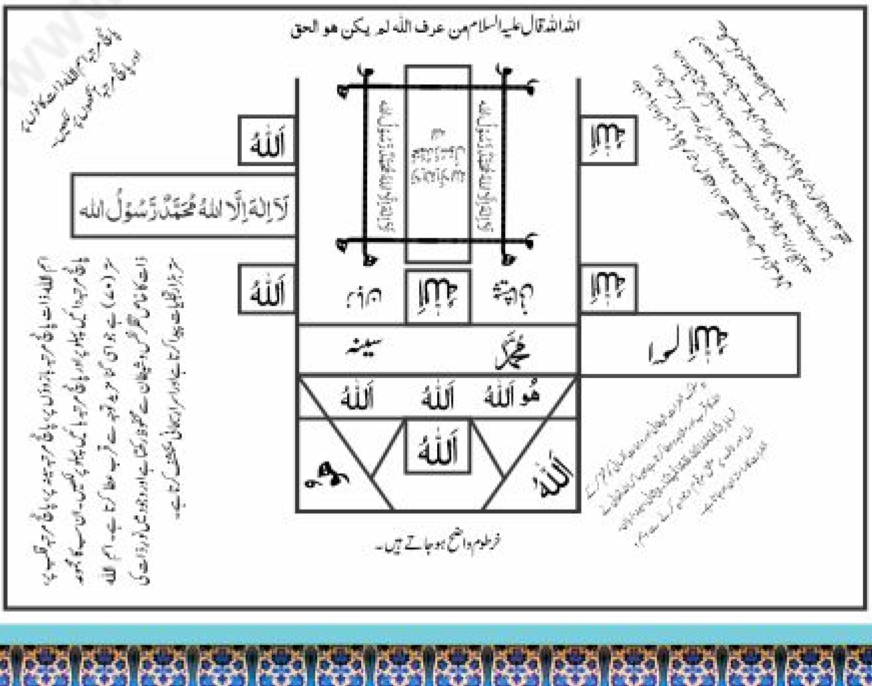

www.sultan-ul-faqr-publications.com

یہ نقش ہر مشکل کو دور کرتا ہے۔ جو کوئی اس نقش کی توجہ حاصل کر لے عجب نہیں کہ وہ عرش سے تحت الثریٰ تک ہر چیز کی حقیقت کو جان لیتا ہے کیونکہ اس راز کا تعلق پڑھنے پڑھانے سے نہیں۔ یہ فقیر اہلِ تصور کا مرتبہ ہے جو ہر ملک اور ولایت پر غالب صاحبِ بست و کشاد[1] اور صاحبِ اختیار مالک الملکی فقیر[2] ہوتا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے ملک کی ولایت دے کر نواز دیتا ہے اور جسے پسند نہیں کرتا اسے معزول کر کے ملک سے نکال دیتا ہے۔ یہ تمام کام اہلِ ذات فقیر کے ہیں جیسے باھُوؒ جو کہ فنا فی ھُو ہے۔ فقرا سے ڈرو کہ تمام خزانے اور دولت ان کے تصرف میں ہوتے ہیں اور اس نقشِ کامل سے ہی وہ ہر شے کھولتے اور دکھاتے ہیں۔ یقین جانو کہ یہ نقش مقامِ انبیا کا تاج ہے۔

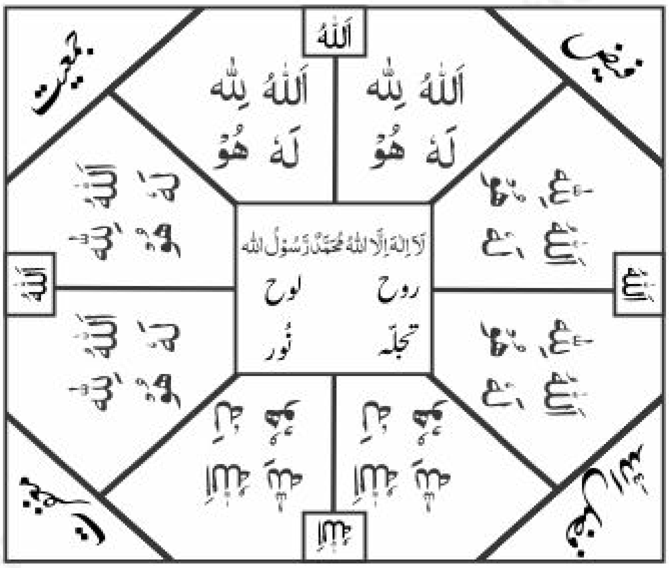

اگر کوئی ساری عمر یا ایک مرتبہ بھی اسمِ اللہ ذات کے نقش کو اپنے وجود پر تفکر اور تصور سے لکھنے کی مشق کر لے تو قیامت تک اس کے وجود کے ساتوں اندام سے اسمِ اللہ ذات جدا نہ ہوگا۔ یہ (اسمِ اللہ ذات کا نقش) اس طرح اثر کرے گا کہ اس کے لیے زندگی اور موت برابر ہو جائے گی۔ جو شخص اس نقش کو پیشانی اور دماغ پر ثبت کر لیتا ہے تو اسے اللہ کی محبت کے اسرار، اللہ کی حضوری کا مشاہدہ، مراقبہ میں اللہ سے ملاقات اور معراج نصیب ہو جاتی ہے۔ اسمِ اللہ ذات کا یہ نقش سینہ پر لکھنے

---

[1] بند کرنے والا اور کھولنے والا یعنی ہر امر پر غالب۔

[2] تمام ملکوں یعنی عالموں کا مالک۔

سے تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، تجلیۂ روح اور تجلیۂ سرّ نصیب ہوتے ہیں جن سے صرف صاحبِ یقین عارفین ہی شناسا ہیں۔ نقش یہ ہے:

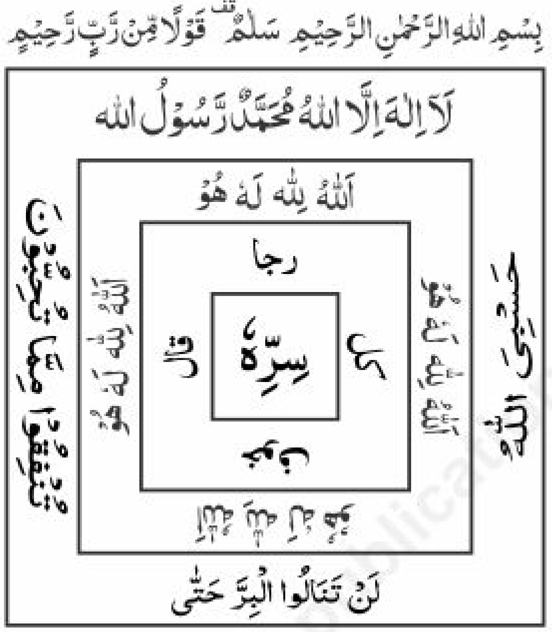

اسم اللہ ذات اسمِ اعظم ہے، اسمِ ''لِلّٰہ'' معظم ہے، اسمِ ''لَہٗ'' مکرم ہے اور اسمِ ھُوۡ عظیم عظمت والا ہے۔ جو ایک ہی لمحہ میں اللہ کی حضوری میں پہنچا کر پہلے ہی دن خاتم الانبیا حضور پُر نور کی مجلس سے مشرف کرتا ہے جو دونوں جہان میں رجعت اور غم سے پاک مرتبہ ہے۔ وہ نقش یہ ہے:

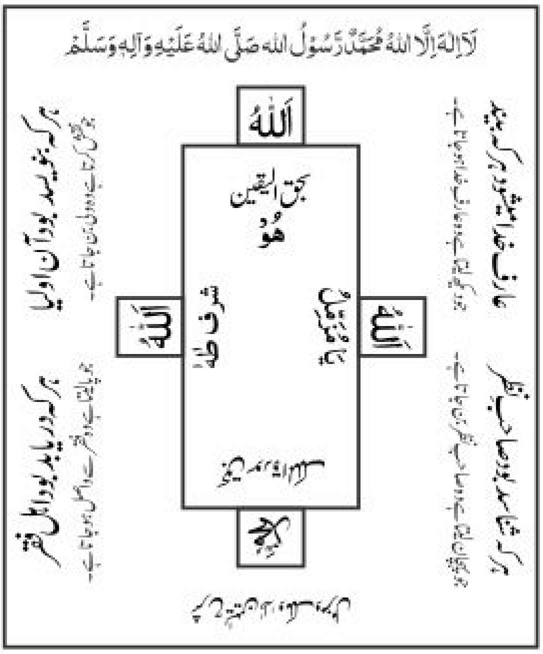

اور اگر کوئی چاہتا ہے کہ وہ پہلے ہی دن قطب یا غوث کے مرتبہ پر پہنچ جائے اور ماہ سے ماہی تک تمام طبقات بنظرِ قدرتِ الٰہی اس پر واضح ہو جائیں تو اسے چاہیے کہ اپنے دونوں پہلوؤں پر اس نقش کی مشق کرے۔ یہی وہ نقش ہے جو روزِ اوّل عاشقوں کو بغیر کسی رنج کے پانچ خزانے عطا کرتا ہے۔

	هُوْ	
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ لِلّٰهِ لَهٗ هُو	تصرف	يَا فَتَّاحُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ لِلّٰهِ لَهٗ هُو	تصور	يَا حَيُّ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ لِلّٰهِ لَهٗ هُو	کلید	يَا قَيُّوْمُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ لِلّٰهِ لَهٗ هُو	مشکلات	يَا رَحْمٰنُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ لِلّٰهِ لَهٗ هُو	لامکان	يَا رَحِيْمُ
مَنْ كَانَ لِلّٰهِ	اَللّٰهُ	كَانَ اللّٰهُ لَهٗ

www.sultan-ul-faqr-publications.com

باب سوم

ذکرِ مراقبہ

مراقبہ دِل کی نگہبانی ہے جو اللہ کے رقیب غیر حق کو دِل میں نہیں آنے دیتا جیسا کہ نفسانی و شیطانی خطرات، (باطنی) مرض اور پریشانیاں اور جو کچھ غیر ماسویٰ اللہ ہے۔ مراقبہ حق تک پہنچانے والے اور خاص مشاہدہ عطا کرنے والے عمل کو کہتے ہیں، مراقبہ نفسانی خیالات کو ختم کرنے کو کہتے ہیں۔ مراقبہ محبوب کی محبت کو کہتے ہیں، مراقبہ اللہ کے اسرار کے محرم ہونے، مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری پانے اور تجلیاتِ نورِ ذات کے علم سے واقفیت کو کہتے ہیں۔

شرح مراقبہ

جب کوئی علمِ مراقبہ کا مطالعہ کرتا ہے تو سب سے پہلے اس کے دِل میں اللہ کی محبت بڑھتی ہے۔ اس محبت سے اس پر سات مجالس کھلتی ہیں جس میں وہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک تمام انبیا کی ارواح کو دیکھتا ہے۔ یقین کے ساتھ حاصل ہونے والے علمِ مراقبہ کا یہ ابتدائی سبق ہے۔ مراقبۂ اسمِ اللہ ذات مراقبہ کرنے والے کو مشاہداتِ حضوری عطا کر کے لاھوت لامکان تک پہنچا دیتا ہے۔ ذکر و فکر کے دوران حبسِ دم کرنے والا مراقبہ کی قدر و قیمت نہیں جانتا وہ تو حیوانات کی مثل بیوقوف، حیرت زدہ اور پریشان حال ہوتا ہے۔ مراقبہ کی مزید شرح یہ ہے کہ مراقبہ موت کے قریب ہے۔ جو شخص اسمِ اللہ ذات کے تصور میں مشغول ہو کر توجہ سے مراقبہ کرتا ہے اسے مرتبۂ موت کے تمام احوالات کا مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ جان کنی،

قبر کی حقیقت، منکر و نکیر کے سوالات اور قیامت کے دن کی حساب گاہ کو دیکھ لیتا ہے اور سلامتی سے پل صراط سے گزر کر جنت میں چلا جاتا ہے۔ حور و قصور کا نظارہ دیکھ کر پروردگار کے دیدارِ پُرانوار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ (مراقبہ کا حاصل یہ ہے کہ) اہلِ مراقبہ حق الیقین کے ساتھ اللہ کی ذات سے واصل ہو جاتے ہیں۔

فرد:

گر بگویم شرح این احوال را

ہر یکی عبرت خورد عارف خدا

ترجمہ: اگر میں مراقبہ (موت) کے احوال کھول کر بیان کر دوں تو ہر ایک شخص عبرت حاصل کر لے گا اور اللہ کا عارف بننا چاہے گا۔

مراقبہ ایمان کا جوہر ہے جس کا تعلق اللہ سبحان کے قرب اور حضوری سے ہے۔

جان لے کہ مراقبہ کا تعلق چار چیزوں سے ہے اور وہ چار ''م'' ہیں۔ جان لے کہ پہلا ''م'' محبت کا مراقبہ ہے جس سے اللہ کے رازوں کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ ایسا مراقبہ اسمِ اللہ کے تصور سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسرا ''م'' معرفت کا مراقبہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی توحید کا نور نمودار ہوتا ہے۔ ایسا مراقبہ اسمِ ''لِلّٰہ'' کے تصور سے حاصل ہوتا ہے۔ تیسرا ''م'' معراج کا مراقبہ ہے۔ جس میں دل کے اندر دیدار حاصل ہوتا ہے اور ذکر جاری ہو جاتا ہے جو بہت ذوق بخش اور فرحت انگیز ہے۔ اس مراقبہ سے وجود ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اور ہر بال کو زبان مل جاتی ہے جس سے وہ ''یَا اَللّٰہُ'' پکارتا ہے۔ ایسا مراقبہ اسمِ ''لَہٗ'' کے تصور سے حاصل ہوتا ہے۔ چوتھا ''م'' مجموع الوجود کا مراقبہ ہے جس سے جسم کے ساتوں اندام سر سے پاؤں تک نایاب نور کے مشاہدہ میں ڈھل جاتے ہیں اور مراقبہ کرنے والا نفس اور شیطان پر غالب اور قادر ہو جاتا ہے۔ مراقبہ کرنے والا جب تک انبیا اور اولیا کی مجلس میں داخل ہو کر ان سے ملاقات نہیں کر لیتا اس وقت تک مراقبہ سے باہر نہیں آتا۔ اگرچہ باطن میں وہ ستر سال مراقبہ میں گزار لیتا ہے لیکن لوگوں کی ایک نظر میں اس نے صرف ایک

لمحہ یا ایک جملہ بولنے کے دورانیے جتنے وقت کے لیے آنکھیں بند کی ہوتی ہیں۔اس مراقبہ سے صاحبِ مراقبہ کے ساتوں اندام مراقبہ کی انتہا پر پہنچ کر کامل مکمل ہو جاتے ہیں بلکہ اس کے ہر اندام سے مراقبہ کے دوران ستر ہزار نوری صورتیں اللہ کا ذکر کرتی ہوئی نمودار ہوتی ہیں۔ جب صاحبِ مراقبہ (مراقبہ سے باہر آکر) باخبر ہوتا ہے تو یہ تمام نوری صورتیں جسم میں واپس لوٹ جاتی ہیں۔بعض صاحبِ مراقبہ اس حالت کو جانتے ہیں اور بعض نہیں جانتے۔ یہ مراقبہ اسمِ ''ھُوْ'' کے تصور سے حاصل ہوتا ہے اور اسمِ ''ھُوْ'' سے چار انتہائی ذکر کھلتے ہیں جو حضوریٔ حق کے نور میں غرق کر دیتے ہیں۔اوّل ذکر' ذکرِ حامل ہے جو مرشد کامل سے حاصل ہوتا ہے۔دوم ذکر' ذکرِ سلطانی ہے جس کی بدولت ذاکر خواہشاتِ نفس سے نجات پا کر لاھوت لامکان میں پہنچ جاتا ہے۔سوم ذکر' ذکرِ قربانی ہے جس کے ذریعے تمام شیطانی خطرات سے چھٹکارا ملتا ہے۔ چہارم ذکر' ذکرِ خفی ہے جس سے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔ جسے یہ ذکر حاصل نہیں اس کا مراقبہ مردود اور اس کی طلب مردار دنیا ہے اور اس کا دِل خطرات کے باعث سیاہ ہے۔اہلِ دنیا کو اللہ کا قرب ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا اگر چہ وہ دنیا میں مراتبِ عزّو جاہ پر فائز ہوں یا کسی روضہ و خانقاہ کے مالک ہوں۔جس کی نظر آخرت کے مُلکِ عظیم پر ہو وہ نفس، دنیا اور شیطان مردود سے فارغ ہوتا ہے کیونکہ وہ اوصافِ کریم کا مالک ہوتا ہے۔اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

جان لے کہ مراتبِ مراقبہ یہ ہیں کہ صاحبِ مراقبہ دائمی حضوری میں رہتا ہے۔ مراقبہ کسے کہتے ہیں؟ مراقبہ کے مراتب بہت ہی عظیم ہیں کیونکہ یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قدیم باطنی راہ ہے جس میں ہدایتِ الٰہی اور صراطِ مستقیم ہے۔صاحبِ مراقبہ کا مراقبہ اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک وہ تصور اسمِ اللّٰہ ذات کے ساتھ مراقبہ میں داخل اور خارج نہ ہو۔مراقبہ خاص الخاص درجات کی اصل اور بنیاد ہے۔صحیح مراقبہ وہ ہوتا ہے جس میں اسمِ اللّٰہ ذات کے ساتھ ذکر، فکر اور تسبیح کی جائے۔صاحبِ مراقبہ باطن اور خواب میں جو بھی مشاہدہ کرتا ہے دراصل اللہ کی معرفت اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دیکھتا ہے اور انبیا و اولیا اللہ کی مجلس میں اُن سے ملاقات کرتا ہے۔ جو مراقبہ

کے ذریعے یہ دو مراتب[1] بطورِ دو گواہ حاصل نہیں کرتا اس کا مراقبہ غلط ہے بلکہ وہ مراقبہ سے کوئی راہ نہیں پاتا۔ مراقبہ ایسا نگہبان اور محافظ ہے جو نفس، شیطان اور دنیا کی پریشانیوں اور خطرات سے بچاتا ہے اور منزل بہ منزل، مقام بہ مقام طے کرواتا ہوا معرفتِ اِلَّا اللّٰہ میں غرق کر کے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچا دیتا ہے۔ تحقیق کے طریقہ سے اس طرح کا صاحبِ مراقبہ جس وقت چاہتا ہے حضوری سے مشرف ہو جاتا ہے۔ عارف باللہ کا مراقبہ خیریت سے مکمل ہونے پر اس کا باطن معمور ہو جاتا ہے جس پر اسے مبارک ہو۔

جان لو کہ تین چیزیں کبھی پوشیدہ نہیں رہ سکتیں اگرچہ انہیں ہزاروں پردوں میں چھپایا جائے اوّل سورج، دوم مشک کی خوشبو سے معطر دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اور سوم معرفتِ اِلَّا اللّٰہ رکھنے والا عارف باللہ۔ جان لے اگر کوئی شخص مراقبہ یا خواب کے دوران جنت میں جا کر وہاں کا کھانا کھا لیتا ہے اور وہاں کی ندی سے پانی پی لیتا ہے، حور و قصور کا نظارہ دیکھ لیتا ہے تو اس مراقبہ یا خواب سے باہر آ کر اسے ساری عمر کھانے پینے کی حاجت نہیں رہتی، اس کے وجود سے بھوک اور پیاس ختم ہو جاتی ہے اور اسے عمر بھر نیند نہیں آتی اگرچہ بظاہر وہ سوتا ہوا ہی دِکھائی کیوں نہ دے اور تمام عمر ایک ہی وضو سے گزار دیتا ہے۔ اس کے وجود میں اطاعت کی ایسی قوت و توفیق پیدا ہوتی ہے کہ وہ دن رات سجدہ سے کبھی سر نہیں اٹھاتا۔ وہ دن بہ دن فربہ[2] ہوتا جاتا ہے اور ظاہر میں صرف لوگوں کی ملامت سے بچنے اور پوشیدہ رہنے کی خاطر کھاتا پیتا ہے۔ اس کے لیے موسمِ گرما اور موسمِ سرما ایک جیسے ہو جاتے ہیں اور گرمی اور سردی دونوں ہی اسے لذت نہیں دیتیں۔ یہ تمام مراتب حقیر اور کم درجہ درویش کے ہیں۔ فقیروں کو ان مراتب سے شرم و حیا آتی ہے کیونکہ یہ تمام مراتب فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بہت دور ہیں اور ان کا تعلق بھی نفس کی خواہشات سے ہے۔ مراقبہ کی انتہا یہ ہے کہ مراقبہ یا خواب کے دوران

---

[1] یعنی اللہ کی معرفت اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری۔

[2] فربہ کے لغوی معنی موٹاپے کے ہیں لیکن یہاں اس سے مراد ہے کہ روحانی طور پر صحت مند ہوتا جاتا ہے۔

لقائے الٰہی[1] نصیب ہو جس کی مثال ظاہری طور پر کسی چیز سے نہیں دی جا سکتی۔ صاحبِ مراقبہ کے وجود میں توحیدِ معرفتِ الٰہی اور ذکر و تصور اسمِ اللہ ذات کی بدولت اللہ کی محبت کی طلب سے ایسی آگ پیدا ہوتی ہے جس کی جلالیت اور جذب نفس پر دن رات قہر اور غضب کی طرح نازل ہوتی ہے۔ صاحبِ مراقبہ وجود پر شریعت کا لباس پہن لیتا ہے اور ہمیشہ شریعت کی پیروی میں کوشاں رہتا ہے۔ وہ ہمیشہ یہ پکارتا رہتا ہے:

تَفَكَّرُوْا فِيْ اٰيٰتِهٖ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِيْ ذَاتِهٖ

ترجمہ: اللہ کی نشانیوں میں تفکر کرو لیکن اس کی ذات میں تفکر نہ کرو۔

سب سے عظیم نعمت معرفت اور توحیدِ الٰہی کی نعمت ہے۔ طالب اللہ تعالیٰ کی صورت، جسم اور جوہر کے متعلق تفکر نہیں کرتا کیونکہ وہ بے مثل و بے مثال ہے۔ وہ ہمیشہ تنور کی مثل اپنے وجود میں اپنے اعضا کے ایندھن کو اللہ کے ذکر کی آگ سے اس طرح جلاتا رہتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑیوں کو جلاتی ہے۔ اگر وہ حضوری کی اس آتشِ جلالیت کے ذرّہ بھر سے زمین یا آسمان کی طرف نظر کر لے تو وہ سب کے سب جل جائیں۔ لیکن اس پر آفرین ہے کہ وہ اس آگ میں جلتا رہتا ہے اور دم نہیں مارتا اور روزِ قیامت تک اس آگ سے خلاصی نہیں پاتا۔ کوئی اور ریاضت اس ریاضت سے سخت نہیں ہے۔ بعض لوگ ان مراتب پر پہنچ کر کافر اور مشرک ہو گئے اور بعض دیوانے، مجنون اور مجذوب۔ جو کوئی اس کا بوجھ اٹھا لیتا ہے وہ لباسِ شریعت پہن لیتا ہے اور خبردار اور ہوشیار رہتا ہے خلقِ خدا کو تنگ نہیں کرتا۔ ہزاروں ہزار مجذوب اس جلالیت کی آگ میں جل گئے۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی معرفتِ الٰہی کے آبِ رحمت سے اس آگ کو بجھاتا ہے اور محبوب کے مراتب تک

---

[1] لقائے الٰہی: لقا عربی کا لفظ ہے جسے دیدارِ الٰہی یا مشاہدۂ حق تعالیٰ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ لقا کے لغوی معنی دیدار، چہرہ، صورت، شکل اور ملاقات کے ہیں۔ عارفین اور فقرا کے مطابق لقائے الٰہی سے مراد دیدارِ الٰہی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ط (سورۃ الانعام۔31) ترجمہ: بے شک وہ لوگ خسارے میں ہیں جنہوں نے لقائے الٰہی کو جھٹلایا۔

پہنچتا ہے۔ میرا یہ قال میرے حال کے مطابق ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

کیا تو جاننا چاہتا ہے کہ زمین اور آسمان کے تمام طبقات اسمِ اللہ ذات کی قوت اور ادب میں بغیر کسی ستون کے کھڑے ہیں اور قیامت تک اسی طرح اسمِ اللہ کی طرف متوجہ رہیں گے۔ زمین و آسمان میں موجود ہر چیز اسمِ اللہ کی تسبیح بیان کر رہی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

◆ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ (سورۃ الحدید۔1)

ترجمہ: بے شک زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

جان لے کہ بارِ حضوری شدید ہے لیکن انسان ہی اس بوجھ کو اٹھا پایا ہے۔ ایک اور آیت میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

◆ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ○ (سورۃ الاحزاب۔72)

ترجمہ: بے شک ہم نے اپنی امانت آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں (اور ان کے درمیان موجود ہر چیز) پر پیش کی لیکن وہ ڈر گئے اور اس امانت کو اٹھانے سے معذور رہے لیکن انسان نے اس امانت کو اٹھالیا۔ بے شک وہ ظالم اور جاہل ہے۔

بیت:

اسم اللہ بس گرانست بس عظیم
این حقیقت یافتہ نبی کریمؐ

ترجمہ: اسم اللہ اتنا گرانقدر اور عظیم ہے کہ اس کی حقیقت تک صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی پہنچے۔

پس آسمان و زمین اور پہاڑوں کی ہر شے نے طاقت رکھنے کے باوجود حضرت دیان (محاسبہ کرنے والا) کی معرفت کے بوجھ کو اٹھانے سے انکار کر دیا۔ انسان ضعیف کی کیا مجال کہ یہ بوجھ اٹھا سکے۔ لیکن اسمِ اللہ ذات کی قوت کی بدولت اس نے وہ بار اٹھالیا۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

بیت:

راہ او را بدان نتوان پیمود

بار او بدان توان برداشت

ترجمہ: جان لے کہ اس (کی امانت) کا بار تو اٹھایا جا سکتا ہے لیکن اس کی راہ کو مکمل طور پر کوئی طے نہیں کر سکتا۔

درج ذیل حدیثِ مبارکہ اس کے عین مطابق ہے:

لَا مَلْجَا وَ لَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ

ترجمہ: تیرے سوا کہیں پناہ اور نجات کی جگہ نہیں۔

خواب اور مراقبہ کے احوال ایک جیسے ہوتے ہیں البتہ مراقبہ خواب سے زیادہ غالب ہوتا ہے۔ خواب دیکھنے والا شور وغل اور اونچی آواز سن کر نیند سے بیدار ہو جاتا ہے لیکن اگر کسی پر مراقبہ غالب آ جائے تو وہ نورِ وحدانیتِ ذات اور حضوری کے مقامات کے مشاہدہ میں اس قدر غرق ہو جاتا ہے کہ اگر اس حال میں صاحبِ مراقبہ کا سر اس کے تن سے جدا بھی کر دیا جائے تو اسے ہرگز خبر نہیں ہوتی۔ پس معلوم ہوا مراقبہ موت کی مثل ہے، ایسے مراقبۂ موت میں صاحبِ مراقبہ حضوری میں باشعور رہ کر جواب باصواب پاتا رہتا ہے۔ مراتبِ مراقبہ اور معرفتِ مراقبہ سے صاحبِ مراقبہ کو معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے اور وہ عارف باللہ بن کر نور سے سرفراز ہوتا ہے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ (سورۃ البینہ۔8)

ترجمہ: اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

اور وہ اللہ کی دوستی پر راضی رہتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِرْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۚ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۙ وَ ادْخُلِيْ جَنَّتِيْ
(سورۃ الفجر۔30-28)

ترجمہ: لوٹ اپنے ربّ کی طرف وہ تجھ سے راضی ہوا اور تو اس سے راضی ہوا۔ پس میرے بندوں

میں شامل ہوکر میری جنتِ قرب میں آجا۔

صاحبِ مراقبہ اللہ کے رازوں کا محرم ہوتا ہے۔ صاحبِ مراقبہ کی بیداری نیند کی مانند ہوتی ہے اور وہ نیند میں بھی بیدار اور ہوشیار رہتا ہے۔ وہ مشاہدۂ حق اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کی طرف دیکھنے سے ہزار بار استغفار کرتا ہے کیونکہ خدا پروردہ بہت زیادہ غیرت مند ہوتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی غَیُوْرٌ وَ یُحِبُّ الْغَیْرَۃَ وَلِغَیْرَتِہٖ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ ظَاھِرَھَا وَ بَاطِنَھَا

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ غیور ہے اور غیرت کو پسند کرتا ہے۔ اپنی غیرت کے سبب اس نے تمام ظاہر و پوشیدہ بے حیائی کے کاموں کو حرام قرار دیا ہے۔

مراقبہ کے ذریعے محبین اور محققین کو اللہ کی محبت، معرفت، ملاقات اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مراتب نصیب ہوتے ہیں۔ مراقبہ کے ان مراتب سے مردہ دل والے مردود ہی محروم رہتا ہے جبکہ زندہ دل صاحبِ غیب ہوجاتا ہے۔ بیت

امید ہست پرستندگان مخلص را
کہ نااُمید نگردد ز آستان الٰہ
دو بامداد گر آید کسی بخدمت شاہ
سیوم بر آئینہ در وی کند بلطف نگاہ

ترجمہ: اخلاص سے عبادت کرنے والوں (طالبانِ مولیٰ) کو بارگاہِ الٰہی سے امید ہے کہ انہیں نااُمید نہیں لوٹایا جائے گا۔ اگر کوئی دو دن بادشاہ (مرشد) کی خدمت میں مدد کی خاطر حاضر ہوتا ہے تو تیسرے دن وہ بادشاہ طالب کے آئینہ (دل) کو اپنی لطفِ نگاہ سے منور فرما دیتا ہے۔

❁ وَمَنْ قَرَعَ الْبَابَا وَ لَجَّ وَلَجَ

ترجمہ: جو کوئی ایک دروازے کو کھٹکھٹاتا رہتا ہے تو بالآخر وہ کھل جاتا ہے۔

مومنوں کا مراقبہ انہیں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری عطا کرتا ہے جو ان کی معراج ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنِ

ترجمہ: نماز مومنوں کی معراج ہے۔

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ

ترجمہ: حضورِ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

مراقبہ اور معرفت دونوں عارف باللہ کے بال و پر ہیں کیونکہ عارف باللہ کی نظر ہمیشہ اللہ کی معرفت پر ہوتی ہے۔

مراقبہ کی بہت سی اقسام ہیں۔ مطلب یہ کہ جب کوئی صاحبِ اشتغالِ اللہ دوزانو ہو کر سر جھکاتا ہے اور آنکھیں بند کر کے مراقبہ میں تصور اسمِ اللہ ذات کی طرف متوجہ ہو کر اس میں غرق ہوتا ہے تو باطن میں اس طرح اپنے جسم کو آخرت میں لے جاتا ہے جس طرح مردہ بے جان ہو کر دارالفنا[1] سے دارالبقا[2] میں پہنچ جاتا ہے۔ وہ عین العیان[3] کے مراتب حاصل کر لیتا ہے جہاں روحانیت کی ازلی حقیقت اور راز اس پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اسمِ اللہ ذات سے ایسے احوال پیش آتے ہیں کہ صاحبِ استغراق جان کنی کی تلخی کے مراتب یوں دیکھ لیتا ہے گویا وہ خود مر گیا ہو۔ اس وقت غسال آکر اسے غسل دیتا ہے، لوگ اس کے اردگرد جمع ہو جاتے ہیں اور اس کی نمازِ جنازہ ادا کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس کی روح سر کی اس ہڈی میں لائی جاتی ہے جس کا نام ولایت الابن ہے جسے استخوان الابیض بھی کہتے ہیں۔ یہ مقام زمین و آسمان کی وسعت سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ پلک جھپکنے میں وہ فرشتوں کے پوچھے گئے ستر ہزار سوالات کا جواب دیتا ہے۔ اس کے بعد لوگ اس کا جنازہ اٹھا لیتے ہیں۔ مقامِ قبر تک پہنچتے پہنچتے وہ بے آواز و بے زبان فرشتوں کے ستر ہزار سوالوں کے جواب دیتا ہے۔ پھر اسے قبر میں اتار دیا جاتا ہے اور مقامِ لحد میں پہنچتا ہے جو زمین

---

[1] دارالفنا: عالمِ خلق۔

[2] دارالبقا: عالمِ امر۔

[3] عین العیان کے مراتب سے مراد باطنی آنکھ پر ہر شے کی حقیقت کا عیاں ہو جانا ہے۔

وآسمان سے زیادہ فراخ اور بے حد وسیع ہوتا ہے۔ یہاں فرشتے منکر ونکیر اسے اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں اوراس سے سوال جواب کرتے ہیں۔ یہاں سے خلاصی پانے کے بعد منکر ونکیر اسے کہتے ہیں کہ نَمْ فِی النَّوْمِ کَنَوْمِ الْعُرُوْسِ[1]۔ پھراس کی دلہن کی نیند کے دوران ایک فرشتہ ''رومان'' آتا ہے جو اسے نیند سے جگاتا ہے، اپنی انگلی کو قلم، اپنے لعابِ دہن کو سیاہی، منہ کو دوات اور اس کے کفن کو کاغذ بنا کر اس کے تمام نیک اور بد اعمال اس پر لکھ دیتا ہے۔ پھر اس پر اس کے دستخط کرواتا ہے اور اس کا تمام اعمال نامہ تعویز کی طرح اس کے گلے میں ڈال کر غائب ہو جاتا ہے۔ پھر اس مقامِ لحد میں ہزاروں ہزار سال بلکہ بے شمار زمانے گزر جاتے ہیں۔ اس کے بعد اس کے کانوں میں اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے کی آواز آتی ہے۔ جس پر تمام مردے فوراً گھاس اور پودوں کی طرح زمین سے باہر نکل آتے ہیں۔ اٹھارہ ہزار عالم میدانِ حشر میں حاضر ہو جاتے ہیں اور ہر ایک کا اعمال نامہ اسکے ہاتھ میں تھما دیا جاتا ہے۔ پھر میزان میں اس کے اعمال کا وزن کیا جاتا ہے، پھر وہ پل صراط سے گزرتا ہے اور اللہ کے درج ذیل فرمان کے مطابق جنت میں داخل ہوتا ہے۔

- فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۙ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ○ (سورۃ الفجر۔30-29)

ترجمہ: میرے مقرب بندوں میں شامل ہو کر میری جنت میں داخل ہو جا۔

کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ پڑھتے ہوئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دست مبارک سے شراباً طہورا پیتا ہے۔ پھر وہ حق کی طرف متوجہ ہو کر پانچ سو سال رکوع میں اور پانچ سو سال سجدے میں رہتا ہے۔ اس سجدہ کے بعد وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت میں پہنچتا ہے جہاں وہ صحابہ کرامؓ سے پچھلی صف میں بیٹھ کر ربّ العالمین کے دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔ جب وہ ان مراتب کی انتہا یعنی لقاءِ ربّ العالمین سے مشرف ہو کر تحقیق کے طریقہ سے دیدارِ الٰہی کے بعد محویت سے واپس ہوش میں آتا ہے تو وہ اس بے مثل، بے مثال غیر مخلوق صورت لَیْسَ کَمِثْلِہٖ (جس کی مثل کوئی نہیں) کی کوئی مثال نہیں دے سکتا۔ پس وہ ہر وقت

[1] دلہن کی نیند سو جاؤ۔

باطن کی طرف متوجہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذت میں غرق رہتا ہے۔ اس کی آنکھیں کسی بھی حال میں اللہ تعالیٰ کے دیدار اور اس کی تجلیات کے مشاہدہ سے ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں رکتیں۔ اگرچہ وہ ظاہر میں عوام سے کلام کر رہا ہوتا ہے لیکن باطن میں وہ دائمی حضوری میں رہتا ہے۔ یہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے مراتب ہیں جن سے گزر کر عارف باللہ واصل ہوتا ہے اور انتہائی مقام اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰه تک پہنچتا ہے۔ یہ مراتب کلامِ الٰہی کی آیات کی برکت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شریعت کی پیروی سے حاصل ہوتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ

ترجمہ: جسے اللہ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے پس تحقیق اس کی زبان گونگی ہو جاتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

✦ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (سورۃ بنی اسرائیل۔72)

ترجمہ: اور جو یہاں (اس دنیا میں دیدار سے) اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔

یہ مراتب ایسے علما عامل کے ہیں جو کسی فقیر کے ہاتھ پر بیعت اور اس کے مرید ہیں۔ فرد:

خندہ بر سینہ صافان می کنی ہوشیار باش
ہر کہ بر آئینہ خندد رویش خندی خود کند

ترجمہ: خبردار! تُو (آئینے جیسے) شفاف دل والے فقرا کا مذاق اڑاتا ہے؟ جو آئینہ پر ہنستا ہے درحقیقت وہ خود پر ہنستا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَآءِ

ترجمہ: قوم کا سردار فقرا کا خادم ہے۔

جو ان سے گستاخی کرتا ہے وہ دونوں جہان میں خراب اور پریشان رہتا ہے۔ بندہ اور خدا کے درمیان پیاز کے چھلکے جتنا باریک پردہ ہے۔ اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے اور اگر نہ آئے تو حق بے

نیاز ہے۔ بندہ خود اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا کوئی کام اور خواہش اس کی مرضی سے پایہ تکمیل کو پہنچتی ہے۔حدیثِ مبارکہ ہے:

فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ

ترجمہ: حکیم کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

پس بہتر یہ ہے کہ اپنا ہر کام خدا کے سپرد کر کے خود کو درمیان سے ہٹا لیا جائے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

✦ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ (سورۃ المومن۔ 44)

ترجمہ: اور میں اپنا ہر معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں بے شک اللہ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے۔

جان لے! اللہ عزّوجل بے مثل اور بے مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ واحد اور حیّ القیوم ذات ہے جس نے خود کو اپنی ہی صورت پر قائم رکھا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صورت غیر مخلوق ہے۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ کو خواب یا خواب سے غالب تر مراقبہ میں دیکھ لیتا ہے وہ مجذوب ہو جاتا ہے۔ جب وہ بیدار ہوتا ہے تو مزید ہوشیار ہو جاتا ہے۔ نورِ توحیدِ ربّ کے دیدار سے وجود میں اس قدر آگ اور گرمی پیدا ہوتی ہے کہ وہ اس میں جل کر مر جاتا ہے یا پھر اس کی زبان پر خاموشی کی مہر لگ جاتی ہے اور وہ گونگا ہو جاتا ہے یا پھر وہ دن رات سجدہ سے سر نہیں اٹھاتا۔ شریعت کا لباس اپنے وجود پر پہن کر شریعت میں کوشاں رہتا ہے۔ اس وقت اللہ سے واصل عارف باللہ اس بے مثل صورت، جس کی کوئی مثال نہیں دی جا سکتی، کے مشاہدہ اور حضوری سے مشرف ہو کر اللہ تعالیٰ (کے قرب) کی ایسی نعمت حاصل کر لیتا ہے جو وہم و گمان میں نہیں سما سکتی اور نہ ہی اس کی وضاحت کی جا سکتی ہے۔ یہ تمام مراتب بھی اسمِ اللّٰہ ذات اور کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے حاضرات کی کلید سے حاصل ہوتے ہیں۔ کلمہ طیب کا طریقہ تحقیق شدہ ہے۔

پس معلوم ہوا کہ آوازِ نفس، مقامِ نفس، سوالِ نفس اور احوالِ نفس الگ ہیں اور آوازِ قلب، سوالِ قلب، رازِ قلب اور احوالِ قلب الگ ہیں۔ آوازِ روح، مقامِ روح، سوالِ روح اور احوالِ روح

الگ ہیں۔ نفس کی آواز دنیا کا علم ہے اور اس کا مقام خواہشات ہیں۔ قلب کی آواز ذکر ہے۔ اس کا علم محبت اور شوقِ الٰہی ہے، اس کا مقام پاک باطن ہے۔ روح کی آواز اللہ کا کلام اور نص و حدیث ہے۔ روح کا مقام تمام علوم کی جمعیت ہے۔ ان میں سے ہر ایک گروہ کو اس کے مقام سے پہچاننا چاہیے کہ یہ اہلِ نفس ہیں، یہ اہلِ قلب ہیں اور یہ اہلِ روح اللہ ہیں۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

باب چہارم

فنافی الشیخ، فنافی اسمِ محمدؐ اور فنافی اللہ کا بیان

مریدوں کے تین مراتب ہیں۔ پہلا مرتبہ فنافی الشیخ ہے۔ جب شیخ کی صورت مرید کے تصور میں رہتی ہے تو وہ جس طرف بھی نظر کرتا ہے اسے شیخ کا تصرف ہی نظر آتا ہے۔ دوسرا مرتبہ فنافی اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ اس مرتبہ پر جب مرید کو صورتِ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تصور حاصل ہوتا ہے تو تمام ماسویٰ اللہ اس کے وجود سے نکل جاتے ہیں۔ وہ جس طرف بھی دیکھتا ہے اسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی نظر آتی ہے۔ تیسرا مرتبہ فنافی اللہ ہے۔ جب مرید کو اسمِ اللہ ذات کا تصور حاصل ہو جاتا ہے تو اس کا نفس مکمل طور پر مر جاتا ہے۔ وہ جس طرف بھی دیکھتا ہے اسمِ اللہ ذات کے انوار کی بے شمار تجلیات سے مشرف ہوتا ہے۔ اس مرتبہ کو لامکان کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو مکان اور مقام سے تشبیہ دینا شرک اور کفر کا موجب ہے۔

جان لے! قرب کے مراتب تین قسم کے ہیں جو تین قسم کے تصور سے حاصل ہوتے ہیں یعنی تصور فنافی الشیخ، تصور فنافی اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور تصور فنافی اسمِ اللہ ذات۔ جان لے کہ کل مخلوقات کا ظہور نورِ محمد سے ہوا اور نورِ محمد کا ظہور اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوا۔ جو مرشد پہلے ہی روز طالب کی نوری صورت کو صورتِ نورِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملا کر وحدانیت کے نوری بحرِ ربوبیت میں غرق نہیں کرتا اسے مرشد نہیں کہا جا سکتا۔ کامل مرشد تو پہلے ہی روز اسمِ اللہ کا تصور عطا کرتا ہے جس سے طالب کا تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، تجلیۂ روح اور تجلیۂ سِرّ ہوتا ہے اور یہ تمام یعنی نفس قلب، روح اور

سِرّ نور بن جاتے ہیں۔ جب یہ چاروں نور اکٹھے ہوتے ہیں تو یہ اپنی اصل[1] کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:

كُلُّ شَيۡءٍ يَرۡجِعُ اِلٰى اَصۡلِهٖ

ترجمہ: ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔

راہِ حضوری کی ابتدا فنا فی الشیخ ہے، راہ حضوری کا متوسط مرتبہ فنا فی اللہ ہے اور راہِ حضوری کی انتہا فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ جو مجلسِ محمدی کی حضوری، شریعتِ نبویؐ، امر معروف اور نص احادیث سے باہر قدم رکھتا ہے وہ مردود و خبیث ہو جاتا ہے۔ باخبر اور آگاہ ہو جا! مبتدی طالب جب اسمِ اللہ ذات کو اپنے تصور اور تصرف میں لاتا ہے تو اسمِ اللہ اس کے دِل میں ساکن اور اس پر نقش ہو جاتا ہے، پھر طالب جب اپنے دل کی طرف توجہ کرتا ہے تو اس کے دل کے گرد نور کی مثل آگ کا شعلہ پیدا ہوتا ہے جسے طالب تجلی حضور سمجھ لیتا ہے۔ اس شیطانی آگ سے شیطان کی آواز آتی ہے ''میں تیرا یار ہوں اور تُو میرا یار ہے۔ اب تُو ظاہر اور باطن میں ہر قسم کی بندگی سے توبہ کر لے اور اس تجلی میں میرا دیدار کر''۔ اس کے بعد شیطان کی یہ تجلی بچے کی صورت اختیار کر لیتی ہے، پھر یہ تجلی جوان اور آخر میں بوڑھے کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ پھر شیطان کہتا ہے ''یہ تمام مراتب فقیر کے اسرار ہیں''۔ اس کے بعد یہ صورتِ شیطانی اسے اندر سے ہر سوال کا جواب دیتی ہے اور ماضی، حال اور مستقبل کے تمام حالات کی تفصیل سے آگاہ کر دیتی ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ فلاں فقیر بہت ہی صاحبِ کشف ہے۔ حالانکہ یہ تمام مراتب استدراج[2] ہیں۔ اس اندرونی شیطان سے خبردار رہ۔ جب یہ شیطانی صورت بزرگ کی شکل میں تم سے کلام کرے تو فوراً توجہ باطنی سے کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اور لَا حَوۡلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الۡعَلِيِّ الۡعَظِيۡمِ پڑھ جس سے یہ شیطانی صورت دفع ہو جائے گی۔ اس کے بعد اسم اللہ کے حروف سے

---

1. اصل سے مراد عالم احدیت ہے۔
2. شعبدہ بازی، فریبِ نظر۔

تجلئ نور ظاہر ہوگی۔ یہ نوری تجلی تجھے جو صورت دکھائے گی وہ صورت نص و حدیث کے عین مطابق برحق اور ہدایت ہوگی۔ اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا[1] ایسا باطن جو ظاہری شریعت، اسمِ اللہ ذات اور قرآن کے موافق نہ ہو وہ باطل ہے۔ حدیثِ مبارکہ ہے:

کُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفٌ لِظَّاهِرِ فَهُوَ بَاطِلٌ

ترجمہ: جو باطن ظاہر کے خلاف ہو وہ باطل ہے۔

فنا فی الشیخ کے مراتب کا تعلق اسمِ اللہ ذات سے ہے جس سے نور اور تجلیات کا مشاہدہ اور مجلسِ سرورِ کائنات صلوٰت اللہ علیہ کی حضوری حاصل ہوتی ہے اور طالب مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ فنا فی الشیطان کے مراتب وسوسہ، وہمات اور خطرات سے تعلق رکھتے ہیں جو ناقص، نفس پرست، مغرور اور مست مرشد کے طالبوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ ایسے طالب اور شیخ بے شمار ہیں لیکن معرفتِ اِلَّا اللہ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کے لائق فنا فی الشیخ اور روشن ضمیر طالب بہت کم ہیں جو شریعت میں ہوشیار اور فنا فی الشیخ کا واضح تصور رکھنے والے کامل عارف ہوں۔

جان لے کہ تصورِ شیخ کثرت سے کرنے سے طالب کے وجود میں غیب الغیب سے ایک نوری صورت کا ظہور ہوتا ہے۔ کبھی یہ صورت دن رات قرآنِ پاک کی تلاوت کر کے آیات حفظ کرتی ہے، کبھی یہ ذکر اللہ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں مشغول رہتی ہے۔ کبھی یہ صورت نص و حدیث، تفسیر، مسائلِ فقہ، فرض، واجب، سنت اور مستحب جیسے علومِ فضیلت بیان کرتی ہے۔ کبھی یہ صورت فرض اور سنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آداب بجا لاتی ہے۔ کبھی یہ صورت اللہ کے ذکر میں غرق ہوتی ہے اور اس سے ''سِرِّ ھُوْ، سِرِّ ھُوْ، ھُوَ الْحَقُّ، لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ'' کی بلند آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ کبھی اس صورت سے ماضی، حال اور مستقبل کی ہر حقیقت یک بیک معلوم ہو جاتی ہے۔ اکثر یہ صورت دن رات نماز، اطاعت اور بندگی میں مشغول رہتی ہے اور کبھی

---

[1] ترجمہ: میں ایمان لایا اور تصدیق کی۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

فارغ نہیں ہوتی۔ یہ صورت ہمیشہ شریعت کی نگہداری میں رہتی ہے اور اگر کبھی غلطی یا خطا یا خلافِ شرع کوئی کام ہو جائے یا وہ کلمہ کفر، شرک کہہ دے یا بدعت سرزد ہو جائے تو یہ صورت فوراً گناہ سے آگاہ کر دیتی ہے اور کبھی یہ صورت ان معاملات میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتی ہے اور اسے (ان باتوں سے) روک دیتی ہے اور نفس سے کہتی ہے کہ کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْo

حدیث مبارکہ ہے:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ اَیْ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَآءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَآءِ

ترجمہ: جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا بے شک اس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا۔ یعنی جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچانا بیشک اس نے اپنے ربّ کو بقا سے پہچانا۔

پس نفس خدا کو فنا فی الشیخ کے مراتب پر پہنچ کر پہچان لیتا ہے۔ یہ صورت وجود کے اندر گم رہ کر وجود کو گناہوں سے تائب رکھتی ہے۔ صرف یہی وہ صورت ہے جس نے باصفا تصور کی بدولت ازل میں اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ[1] کے جواب میں قَالُوْا بَلٰی[2] کہا۔ یہ صورت نقصان پہنچانے والے نفس کو سرزنش کر کے کجی اور سرکشی سے روکتی اور سیدھے راستے پر گامزن رکھتی ہے۔ نفس کو پہچاننا اور بذریعہ الہام مرشد کے باطنی پیغام پر اعتبار کرنا بچوں کے مراتب ہیں کہ ان پیغامات میں معرفت اور فقرِ کامل نہیں ہے۔ ان (بچوں جیسے مراتب) پر مغرور نہ ہو کہ اللہ کے قرب و نور کی راہ اس سے بہت آگے ہے جو حضورِ حق میں منظوری دلاتی ہے اور اس سے باطن معمور اور شوقِ حق میں مسرور رہتا ہے۔ مرشد کو کامل ہونا چاہیے۔ عورتوں جیسی عادات اور ہیجڑوں جیسی صورت رکھنے والے بے شرع اور اہلِ بدعت ناقص مرشد کسی کام نہیں آتے۔ نفس پرست اور اپنی خواہشات کے تابع شخص مرشدی کے لائق نہیں۔ فنا فی الشیخ طالب جسے صورتِ شیخ کا تصور حاصل ہو چکا ہو، اگر گناہ کی طرف مائل ہو

---

[1] کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں۔ (سورۃ الاعراف۔ 172)

[2] سب ارواح نے جواب دیا بے شک تو ہی ہے۔ (سورۃ الاعراف۔ 172)

جائے تو صورتِ مرشد کامل طالب اور گناہ کے درمیان مانع ہو کر اسے اس گناہ سے روک لیتی ہے اور اپنی پوری قوت سے اس کی شہوت اور نفسانی خواہشات کا غلبہ توڑ دیتی ہے۔

جب صاحبِ صورتِ فنا فی الشیخ طالب سوتا ہے تو وہ صورت توفیقِ حق سے اس کی رفیق ہوتی ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے توحید اور معرفتِ اِلَّا اللّٰہ میں غرق کر دیتی ہے۔ اگر صاحبِ صورت فنا فی الشیخ طالب مراقبہ کرتا ہے تو وہ صورت اس طالب کا ہاتھ پکڑ کر اسے مجلسِ سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں لے جاتی ہے اور اس مجلس سے طالب کو منصب اور مراتب دلواتی ہے۔ یہ مراتب باطن صفا فنا فی الشیخ طالب کے ہیں۔

◆ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی (سورۃ طٰہٰ۔47)

ترجمہ: اور اس پر سلام ہو جس نے ہدایت کی اتباع کی۔

یہ نوری صورت ہمیشہ یہ تسبیح بیان کرتی رہتی ہے:

✿ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ○ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَ الْمَلَکُوْتِ ○ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظْمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَ لَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ

ترجمہ: اللہ پاک ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی طاقت اور کوئی قوت بڑی اور عظیم نہیں ہے۔ پاک ہے وہ تمام ملک اور ملکوت والا۔ پاک ہے وہ عزت والا، عظمت والا، ہیبت والا، قدرت والا اور وہ کبریا اور مالکِ جبروت ہے۔ پاک ہے وہ حیَ القیوم ذات، جسے نہ نیند آتی ہے اور نہ موت۔ ہمارا ربّ پاک ہے وہ قدوس ہے، ملائکہ اور ارواح کا ربّ ہے۔

یہ نوری صورت سخاوت میں حاتم سے بڑھ کر ہے۔ یہ مراتب باطن صفا فنا فی الشیخ طالب کے ہیں۔ فنا فی الشیخ کا مقام یہ ہے کہ جب طالبِ مولیٰ شیخ کی صورت کا تصور کرتا ہے تو شیخ کی صورت اسی

وقت حاضر ہو جاتی ہے اور طالب مولیٰ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اللہ کی معرفت عطا کر دیتی ہے یا اسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں لے جاتی ہے۔ایسا ہی شیخ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ[1] کہلاتا ہے۔

فنافی اسمِ مُحَمَّدْ کا مقام یہ ہے کہ جو طالب اسمِ مُحَمَّدْ کا تصور کرتا ہے تو بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحِ مبارکہ لطف و کرم فرماتے ہوئے صحابہ کرامؓ کی ارواحِ مبارکہ کے ساتھ حاضر ہو جاتی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صاحبِ تصور سے فرماتے ہیں خُذْ بِیَدِیْ ''میرا ہاتھ تھام لو''۔جیسے ہی طالب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ پکڑتا ہے تو اس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی معرفت کا راز روشن اور عیاں ہو جاتا ہے اور طالب لائقِ ارشاد ہو جاتا ہے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس صاحبِ تصور کو اپنی زبانِ مبارک سے فرماتے ہیں کہ خلقِ خدا کی امداد کرو۔ پس وہ رسولِ خدا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے طالبوں کو اپنے ہاتھ پر بیعت کر کے انہیں تعلیم و تلقین سے نوازتا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

- یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ (سورۃ الفتح۔10)

ترجمہ:ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

مجھے اس قوم پر تعجب ہوتا ہے جنہوں نے باطن میں اللہ تعالیٰ کے نور کی معرفت کی لذت نہیں چکھی اور فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰهِ[2] کو فَفِرُّوْا مِنَ اللّٰهِ[3] سمجھتے ہیں۔فنافی اللہ کا مقام یہ ہے کہ جب کوئی اسمِ اللہ ذات کا تصور کرتا ہے تو اسمِ اللہ ذات کی تاثیر اسے معرفتِ اِلَّا اللّٰهُ بخش دیتی ہے اور غیر ماسویٰ اللہ اس کے دل سے مکمل طور پر نکل جاتے ہیں۔جو کوئی اس مقام پر پہنچتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت و توحید کے سمندر سے جام بھر کر پی لیتا ہے، سر سے پاؤں تک شریعت کا لباس پہن لیتا ہے

---

[1] یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ :زندہ کرنے والا اور مارنے والا۔مرشد مردہ قلب و روح کو زندہ کرتا ہے اور زندہ و قوی نفس کو مار دیتا ہے۔

[2] فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰهِ:دوڑو اللہ کی طرف۔

[3] فَفِرُّوْا مِنَ اللّٰهِ :دوڑو اللہ سے دور۔

اور ہمیشہ معرفتِ الٰہی اور شریعت کے احکامات کو پھیلانے میں کوشاں رہتا ہے، اسے معرفتِ الٰہی کے جو راز نصیب ہوتے ہیں ان کو جاہل لوگوں کے سامنے عیاں نہیں کرتا اور نہ ہی شور مچا کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر کے خود فروشی کرتا ہے۔ فرد:

تا توانی خویش را از خلق پوش
عارفان کی بوند ایں خود فروش

ترجمہ: جہاں تک ممکن ہو خود کو مخلوق سے پوشیدہ رکھ۔ عارفین خود فروش کیسے ہو سکتے ہیں۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

باب پنجم

مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بیان

راہِ سلوک کے سالک کے لیے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ جب طالبِ مولیٰ تصور سے اسمِ اللہ ذات کا نقش دِل پر جماتا ہے تو اسمِ اللہ ذات اس کے دِل میں صحیح طور پر سکونت اور قرار پکڑ لیتا ہے اور اسے باطن میں اسمِ اللہ ذات اس طرح واضح دکھائی دینے لگتا ہے کہ جس طرح صبح صادق کا روشن سورج طلوع ہوتا ہے۔ پھر اس سے نورِ معرفتِ الٰہی کی تجلیات کا شعلہ نکلتا ہے جس سے اس کے دل میں موجود تاریکی وسیاہی اور جھوٹی ،نفسانی اور شیطانی ظلمات کی رات ختم ہو جاتی ہے۔اس کے بعد مرشد کو چاہیے کہ وہ طالبِ مولیٰ سے کہے کہ تفکر اور باطنی تصور سے اپنے دِل اور اسمِ اللہ ذات کے گرد دیکھے اور بتائے اس نے وہاں کیا دیکھا ہے؟ اگر طالب دل اور اسمِ اللہ کے گرد دیکھ کر مستغرق ہو جائے اور باطن میں حضورِ حق کا شعور بھی باقی نہ رہے تو جان لو وہ معرفتِ الٰہی کے نور میں محو ہو چکا ہے۔ اگر وہ باطن میں باشعور رہے اور بتائے کہ دِل اور اسمِ اللہ کے گرد ایک لامحدود اور بے حد وسیع میدان نظر آرہا ہے تو طالبِ مولیٰ اپنے دل اور اسمِ اللہ کی طرف دوبارہ متوجہ ہو جاتا ہے۔ جب وہ مراقبہ سے باہر آتا ہے تو بتاتا ہے کہ اس میدان میں روضہ کی طرح ایک گنبد ہے جس کے دروازہ پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہے۔ جب اس دروازے کا تالا کھلتا ہے اور طالبِ مولیٰ اس روضہ کے اندر داخل ہوتا ہے تو اسے ایک خاص الخاص مجلس دکھائی دیتی ہے جس میں ذکرِ مذکور اور قرآن ونص وحدیث کا درس ہو رہا ہوتا ہے۔ اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سات مقامات پر میسر

ہوتی ہے، اوّل مقامِ ازل، دوم مقامِ ابد، سوم مقامِ دنیا۔ نیز دنیا میں یہ چار مقامات پر میسر ہوتی ہے ایک مجلس مقامِ حرمِ مدینہ میں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر، دوسری حرمِ کعبہ میں، باقی دو آسمانوں سے اوپر عرشِ اکبر پر اور دوسری دریائے ژرف پر ہوتی ہے۔ دریائے ژرف توحیدِ مطلق کا وہ دریا ہے جس کی ہر موج معرفتِ الٰہی کے نور کی بدولت بے مثل ہے۔ ایک مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لامکان میں قائم ہوتی ہے جس کی مثل کوئی چیز نہیں اور نہ ہی اسے بیان کیا جاسکتا ہے۔ ان تمام مذکورہ مقامات پر ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جاری رہتا ہے۔ یہ صاحبِ تصور طالب جس مجلس میں بھی حاضر ہونا چاہتا ہے مراقبہ اور اللہ کے ذکر سے باطن میں اس مجلس کی حضوری میں پہنچ جاتا ہے۔ (اس دوران) ظاہر میں ایسے لگتا ہے کہ وہ ایک بے جان مردہ ہے۔ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل ہونے کا یہ طریقہ عام اور مبتدی طالب کا ہے۔ جب ظاہر اور باطن ایک ہو جاتے ہیں تو طالب انتہائی درجہ کا کامل عارف باللہ بن جاتا ہے۔

جان لے کاملین کے لیے ہر جگہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے جس طرح سورج ہر جگہ ہے اور اس مجلس کی دائمی حضوری رکھنے والا طالب ذرّہ کی مثل ہے۔ یہ ذرّہ سورج سے کبھی جدا نہیں ہوتا بلکہ یہ ذرّہ سورج سے ہی روشن ہے۔

چناں غرق گشتم بدریائے صفا
ز خود خود نیابم بجز مصطفیٰؐ

ترجمہ: میں دریائے صفا میں اس طرح غرق ہوا کہ اپنے وجود میں خود کو بھی نہیں پاتا بجز ذاتِ مصطفیٰؐ کے۔

نہ آنجا ذکر و فکر و نی مقام است
فنا فی الذات این وحدت تمام است

ترجمہ: اس مرتبہ پر ذکر فکر باقی رہا نہ مقام کیونکہ یہ فنا فی الذات کا مرتبہ ہے جو کہ مطلق وحدت ہے۔

رفت قلبش رفت روحش نفس چو ہوا

نور بودم نور باشم غرق فی اللہ باخدا

ترجمہ: اللہ کی ذات میں غرق ہونے کے باعث میں نور تھا اور نور ہی رہوں گا۔ نہ میرا قلب رہا نہ روح اور نہ ہی نفس کی خواہشات۔

حدیث مبارکہ ہے:

مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَمْ یَکُنْ لَذَّۃٌ فِی الْخَلْقِ

ترجمہ: جو اللہ کو پہچان لیتا ہے وہ مخلوق سے کوئی لذت نہیں پاتا۔

اور فنا فی اللہ اسے کہتے ہیں جو بقا باللہ کے مراتب پر بھی پہنچے۔

حدیث مبارکہ ہے:

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

ترجمہ: مرنے سے قبل مر جاؤ۔

مطلب یہ کہ طالبِ مولیٰ کے باطن میں جو ہے وہ ظاہری ورد وظائف اور اعمالِ ظاہر سے ہرگز ظاہر نہیں ہوتا اور نہ ہی طالب مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچ سکتا ہے اگرچہ وہ تمام عمر ریاضت کرتا رہے کیونکہ باطن کی راہ صاحبِ باطن مرشدِ کامل سے ہی حاصل ہوتی ہے جو ایک لمحہ میں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری میں پہنچا کر واصل کر دیتا ہے۔

جان لے اُمت پیروکار کو کہتے ہیں۔ پیروکار وہ ہیں جو اپنا ہر قدم قدمِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر رکھتے ہوئے خود کو مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔ مجھے اس قوم پر تعجب ہوتا ہے جو حضوری کی راہ نہیں جانتے اور شرم، تکبر، خواہشاتِ نفس، خودنمائی اور نفس پرستی کی وجہ سے عارفانِ باللہ سے طلب بھی نہیں کرتے۔ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظر میں منظور نہیں وہ مسلمان، مومن، فقیر، درویش، عالم، فقیہہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اُمتی اور پیروکار کیسے ہوسکتا ہے؟

جان لے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہدایت کا سرّ ہیں اور یہ ہدایت بدایت[1] میں ہے۔

حدیثِ مبارکہ ہے:

اَلنِّهَايَةُ هُوَ الرُّجُوْعُ اِلَى الْبِدَايَةِ

ترجمہ: انتہا ابتدا کی طرف لوٹ جانے کا نام ہے۔

حدیثِ مبارکہ ہے:

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقِّ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ

ترجمہ: جس نے مجھے دیکھا بے شک اس نے حق دیکھا کیونکہ یقیناً شیطان میری مثل نہیں ہو سکتا۔

جان لے کہ باطن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری اور خدمت میں رہنے والا طالب اگر کسی دینی یا دنیوی کام کے لیے التماس کرتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کام کا حکم عالی فرما دیتے ہیں اور حکم دیتے وقت اپنے اصحاب کے ہمراہ اس کے لیے دعائے خیر بھی فرما دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود اگر ظاہر میں وہ کام نہیں ہوتا تو اس میں کیا حکمت ہے؟ اس طالبِ مولیٰ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ابھی وہ کمال کے مرتبہ پر نہیں پہنچا اور ابھی تک ترقی کے مراتب طے کر رہا ہے۔ ابھی وہ طالب طلب کے مشکل مقام پر ہے۔ اس لئے باطن میں اس کی درخواست کے موافق اسے بہتر نعم البدل عطا کر دیا جاتا ہے جس سے وہ خوش ہو جاتا ہے۔ اس مرتبے اور ترقیٔ قرب پر اسے مبارکباد ہو۔ اگر وہ طالب جاہل ہے یا دنیا مردار کا طالب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلسِ خاص میں دنیا کی طلب کرتا ہے تو ایسے نالائق طالب کو مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نکال دیا جاتا ہے یا اس کے اعلیٰ مراتب سلب کر لیے جاتے ہیں۔ اگر کسی طالب کا ظاہر اور باطن ایک ہو چکا ہو تو وہ اس مقام پر قدم رکھتا ہے جہاں اس کے مراتب ترقی سے بالاتر ہو جاتے ہیں۔ جو صاحبِ توحید ہو جاتا ہے تو توحیدِ الٰہی اس صاحبِ توحید پر مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دروازہ کھولتی ہے۔

---

[1] بدایت سے مراد ابتدا ہے اور ہر مومن مسلمان کی ابتدا نورِ محمد ہے یعنی عالمِ ناسوت کے بشری وجود میں رہتے ہوئے عالمِ وحدت میں نورِ محمدی یا حقیقتِ محمدیہ تک پہنچنا بدایت ہے اور یہی ہدایت ہے۔

جان لے کہ خاص مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دیگر نو (9) مقامات پر قائم ہوتی ہے جو مراتب بمراتب اور مقام بمقام (بڑھتے ہوئے) کامل و مکمل ہو جاتی ہے۔ اوّل مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مقامِ ازل میں ہے، دوم مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مقامِ ابد میں ہے، سوم حرمِ مدینہ میں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں، چہارم خانہ کعبہ کے داخلی مقام پر یا حرمِ خانہ کعبہ میں یا جبلِ عرفات پر جہاں لبیک کی دعائے حج قبول ہوتی ہے، پنجم عرش سے اوپر، ششم قابَ قوسین کے مقام پر، ہفتم بہشت میں کہ جہاں سے اگر کچھ کھا پی لیا جائے تو تمام عمر بھوک اور پیاس نہیں لگتی اور نہ ہی نیند آتی ہے، ہشتم حوضِ کوثر کے مقام پر، جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ اقدس سے شراباً طہوراً پی لی جائے تو وجود پاک ہو کر مقامِ ترک و توکل[1] اور مقامِ تجرید و تفرید سے گزر کر توحید تک پہنچ جاتا ہے اور توفیقِ الٰہی سے رفاقتِ حق حاصل کر لیتا ہے۔ نہم مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ربوبیت کے انوار میں غرق ہو کر دیدار سے مشرف ہونے کے مرتبہ پر ہوتی ہے[2]۔ جو خود کو فنا کر لے وہ فقر کی معرفت کی انتہا یعنی بقا تک پہنچ جاتا ہے۔ جو اِن نو (9) مقامات میں موجود نو (9) خاص مجالسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں دنیا کی کوئی طلب یا دنیا والوں کی کوئی غرض پیش کرتا ہے تو وہ مرتبہ محمود سے گر کر مرتبہ مردود میں پہنچ جاتا ہے۔ جب عارف باللہ ان مراتب پر پہنچتا ہے تو اس کی روح فرحت یاب ہو جاتی ہے جبکہ نفس نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ جب کوئی طالبِ مولیٰ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل ہوتا ہے تو اس کے وجود پر چار نظروں سے چار تاثیریں پیدا ہوتی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی نظر سے طالبِ مولیٰ کے وجود میں صدق کی تاثیر پیدا ہوتی ہے اور اس کے وجود سے جھوٹ اور نفاق نکل جاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کی نظر

1۔ ترک و توکل: ترک سے مراد اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے، سہارے اور موجود سے چھٹکارا، خلاصی اور نجات ہے اور توکل اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کا نام ہے۔ جب تک طالب 'ترک' کی منزل سے نہیں گزرتا کامل توکل حاصل نہیں ہوتا۔ (شمس الفقرا: تصنیف لطیف سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس)

2۔ درحقیقت مجلسِ محمدیؐ ہر وقت ہر جگہ موجود ہے اور کسی ایک مقام پر محدود نہیں ہے۔ یہ نو مقامات طالب کے باطنی درجہ کے مطابق بیان کیے گئے ہیں۔ جو کامل طالب فنا فی اللہ بقا باللہ ہو جاتا ہے وہی ہر جگہ اور ہر لمحہ مجلسِ محمدیؐ کا مشاہدہ کرتا ہے۔ (عنبرین مغیث سروری قادری)

سے طالبِ مولیٰ کے وجود میں عدل اور محاسبہ نفس کی تاثیر پیدا ہوتی ہے اور خطرات اور خواہشاتِ نفسانی طالب کے وجود سے مکمل طور پر نکل جاتی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نظر سے طالبِ مولیٰ کے وجود میں ادب اور حیا کی تاثیر پیدا ہوتی ہے اور بے ادبی اور بے حیائی نکل جاتی ہیں۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر طالبِ مولیٰ پر پڑتی ہے تو اس کے وجود میں علم، ہدایت اور فقر کی تاثیر پیدا ہوتی ہے اور جہالت اور دنیا کی محبت نکل جاتی ہے۔ اس کے بعد طالبِ مولیٰ تلقین کے لائق بنتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسے اپنے ہاتھ پر بیعت فرماتے ہیں اور مرشدی کے لازوال مراتب پر پہنچا دیتے ہیں جو لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ کا مرتبہ ہے (جہاں نہ کوئی خوف ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی غم)۔ مطلب یہ کہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسوٹی کی مثل ہے۔ بعض طالب جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوتے ہیں تو ان کے صادق دل باصفا ہو جاتے ہیں اور انہیں کل اور جز کے تمام مطالب حاصل ہو جاتے ہیں اور وہ ترک وتوکل اختیار کر کے نورِ توحید میں غرق ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ یقین کے ساتھ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں باادب حاضر رہتے ہیں۔ بعض جھوٹے طالب جب مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچتے ہیں تو اس مجلس میں ورد و وظائف اور نص و حدیث کا ذکر سنتے ہیں لیکن اپنے دِل میں موجود نفاق کی وجہ سے اس پر یقین نہیں کرتے اور انکار کی راہ اختیار کر کے مقامِ محمود سے گر کر مردود اور مرتد ہو جاتے ہیں۔ اللہ اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔ جب مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ان احوال کی تاثیر طالب کے وجود پر ہوتی ہے تو اس کا خام وجود مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے اکسیر ہو جاتا ہے اور ذوق اور شوقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، معرفت اور وصالِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، جمعیت اور حالِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسے نیک خصائل اس کے تمام وجود کو اپنے قبضہ اور تصرف میں لے آتے ہیں اور اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا حاصل ہو جاتی ہے۔ ہر طرح کے ناشائستہ افعال اس کے وجود سے نکل جاتے ہیں۔ اس پر ظاہر اور پوشیدہ تمام مراتب ظاہر ہو جاتے ہیں اور وہ بذریعہ کشف ان سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ جب عارف باللہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو وہ دعا یا بددعا کے لیے منہ کھولتے ہوئے اسے شرم آتی ہے۔ اہلِ حضور کا التماس والتجا سے کیا کام؟ وہ دعا اور بددعا کے

www.sultan-ul-faqr-publications.com

لیے منہ کھولنے اور کشف و کرامات کے اظہار سے ہزار دفعہ استغفار کرتے ہیں کہ اہلِ حضور کو اسمِ اللہ پر نگاہ رکھنے سے کشف اور آگاہی حاصل ہوتی ہے کیونکہ انہیں مقامِ وحدانیت سے وھم ہوتا ہے۔ لہٰذا جب طالب کو وھم کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو اس کے ہر مشکل مسئلہ کا حل فوراً اس پر بذریعہ وھم منکشف جاتا ہے۔ ظاہر اور باطن کی ہر شے اُس پر بہت جلد ظاہر ہو جاتی ہے۔ قرب، وصال اور معرفتِ الٰہی کی بدولت اہلِ حضور کی (غیر ماسویٰ اللہ) تمام خواہشات ختم ہو جاتی ہیں۔ جو بھی معاملہ انہیں درپیش ہوتا ہے وہ بغیر کسی دیر کے اسی وقت اس کا حل پا لیتے ہیں۔ اہلِ حضور کے دل کی دلیل[1] ربِّ جلیل کی حضوری حاصل کرنا اور ذکرِ نور میں غرق ہونا ہے۔ وہ جس کام کے لیے بھی دلیل بناتا ہے وہ فوراً ہو جاتا ہے۔ صاحبِ باطن عارف باللہ ہر وقت ہر لمحہ حضوری میں غرق ہو کر اللہ تعالیٰ سے کلام کرتا ہے اور ذکرِ الٰہی کی بدولت ہمیشہ اللہ کے شوق میں مسرور رہتا ہے۔ یہ مومن کے ابتدائی مراتب ہیں جس کے متعلق فرمان ہے:

❁ اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ

ترجمہ: مومن، مومن کا آئینہ ہے۔

جاننا چاہیے کہ علما عامل یا اس کے شاگرد کو ہر رات یا ہر جمعرات یا ہر ماہ یا ہر سال حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیدارِ پُرانوار ہوتا ہے۔ ان میں سے بعض اس سے آگاہ ہیں اور بعض نہیں۔ اس لیے علما اور حافظِ قرآن کا ادب کیا کرو۔ یہی اہلِ ایمان کا طریقہ ہے۔ اہلِ معرفت صاحبِ قرب، مشاہدۂ نور حضور میں مستغرق رہنے والے اولیا اللہ فقیر وہ ہیں جو اسمِ اللہ ذات کی مشقِ مرقومِ وجودیہ کرتے اور ہمیشہ صحبتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشرف رہتے ہیں۔ شرح مجلسِ محمدی یہ ہے کہ اس کے حاملین خاص الخاص فقیروں کی سات نشانیاں ہیں۔ پہلی نشانی یہ ہے کہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت کی وجہ سے) ان کے مبارک وجود سے مشک سے بھی زیادہ معطر خوشبو آتی ہے۔ یہ اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجود میں نفسِ امارہ نہیں تھا اور نہ

---

[1] یہاں دلیل سے مراد دعا اور خواہش ہے۔

ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجود میں طمع، حرص اور خواہشاتِ نفسانی کا نام ونشان تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات میں دائمی غرق فنا فی اللہ ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش والد کے آبِ منی سے نہیں ہوئی بلکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو جنت سے نور کا پھل لا کر دیا اس پھل کا نام شجرۃ النور ہے۔ اسی شجرۂ نور کی خوشبو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجودِ اطہر میں سر سے قدم تک رچی ہوئی ہے جس کا چرچا سارے جہان میں ہے۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ ظاہر اور باطن میں ان کا دِل غنی ہوتا ہے۔ تیسری نشانی یہ ہے کہ وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں نص وحدیث کے مطابق کہتے ہیں۔ چوتھی نشانی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ شریعت کا لباس پہنتے ہیں۔ پانچویں نشانی یہ ہے کہ وہ سنت جماعت کو لازماً اختیار کرتے ہیں۔ چھٹی نشانی یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے لیے نفع بخش ہوتے ہیں۔ ساتویں نشانی یہ ہے کہ وہ سخاوت میں بے نظیر ہوتے ہیں۔ ظاہر میں وہ لوگوں سے بات کر رہے ہوتے ہیں لیکن باطن میں غرق فنا فی اللہ ہوتے ہیں۔ فرد:

باھُوؒ ہر کرا از دِل کشاید چشم نور
شد حضوری مصطفیؐ رست از غرور

ترجمہ: اے باھُو (رحمۃ اللہ علیہ)! جس کے دل کی نوری آنکھ کھل جاتی ہے اسے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری حاصل ہو جاتی ہے اور وہ غرور سے پاک ہو جاتا ہے۔

شد مطالب دیدن رو مصطفیؐ
شد حضوری غرق فی اللہ با خدا

ترجمہ: حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ اقدس کو دیکھنے سے تمام مطالب پورے ہو جاتے ہیں اور طالب اللہ تعالیٰ کی حضوری میں غرق ہو جاتا ہے۔

عرش و کرسی در دلت لوح و قلم
ہر کہ دل را یافت آنرا نیست غم

ترجمہ: عرش و کرسی اور لوح وقلم تیرے دِل میں سمائے ہوئے ہیں۔ جو ایسے دل کو حاصل کر لیتا ہے

www.sultan-ul-faqr-publications.com

اس کے لیے کوئی غم باقی نہیں رہتا۔

فکر را تو اندرون دل گمار
ہر مطالب دین و دنیا دست آر

ترجمہ: جب تو اپنے دل کو فکر میں مشغول رکھے گا تو تجھے دین و دنیا کے تمام مطالب حاصل ہو جائیں گے۔

فکر دل را نیک و باتمکین کند
انتشاری قلب را تسکین دہد

ترجمہ: فکر دل کو نیک اور طاقتور بنا دیتی ہے اور دل کے انتشار کو ختم کر کے تسکین عطا کرتی ہے۔

شو مراقب باتفکر جان من
تا شوی حاضر بدرگاہِ ذوالمنن

ترجمہ: اے میرے عزیز! تفکر کے ساتھ مراقبہ کرتا کہ ذوالمنن (سب سے زیادہ احسانات کرنے والا ربّ) کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے۔

مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں انہیں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وہ رکنِ اعظم ہے جو واصل باللہ کر کے لوگوں کی رہنمائی کے لیے مرتبہ تلقین وارشاد پر فائز کرتا ہے۔

واللہ اعلم

www.sultan-ul-faqr-publications.com

باب ششم

قبور پر دعوت پڑھنے کا بیان

جو کوئی توجہ، تصور اور تصرف کے ساتھ روح کی زبان سے علمِ دعوت[1] پڑھتا ہے تو تمام انبیا، اولیا اور اہلِ ایمان کی ارواح دعوت پڑھنے والے کے گرد حلقہ بنا کر اس کی مدد کے لیے علمِ دعوت پڑھنے میں ساتھ دیتی ہیں۔ ایسی دعوت پڑھنے سے ایک ہی قدم اور ایک ہی دم میں مشرق سے مغرب تک تمام ملکِ سلیمانی اس کے قبضہ اور عمل میں آ جاتا ہے۔ ایسی دعوت کو مستجاب الدعوت کہتے ہیں۔ جو کوئی نور کی زبان سے تصورِ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ دعوت پڑھتا ہے تو بے شک یہ تمام مقدس و معظم و مکرم ارواحِ اعلیٰ و ادنیٰ تمام صحابہ کرامؓ (کی ارواح) کے ساتھ اس کے گرد حلقہ بنا لیتی ہیں اور اس کی رفاقت میں قرآنِ پاک کی آیات سے دعوت پڑھتی ہیں اور اس کی مدد کرتی ہیں۔ ایسی دعوتِ اکسیر کو تمام عمر میں ایک دفعہ ہی پڑھنا کافی ہے۔

---

[1] علمِ دعوت: یہ ایک دینی و روحانی عمل ہے جس میں کسی عارف، فقیر یا ولی کے مزار پر ایک خاص ترتیب سے قرآنِ پاک پڑھا جاتا ہے جس سے اہلِ مزار کی روح حاضر ہو جاتی ہے اور صاحبِ دعوت کی مدد کرتی ہے۔ لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ علمِ دعوت اور کشف القبور میں بڑا فرق ہے۔ کشف القبور میں عام مسلمانوں کی قبر پر دعوت پڑھ کر اہلِ قبر کے حالات معلوم کئے جاتے ہیں کہ وہ برزخ میں کس حالت میں ہیں لیکن علمِ دعوت میں صرف فقرا یا اولیا کرام کے مزارات پر دعوت پڑھی جاتی ہے۔ اس علم کو حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی کتب میں مختلف ناموں مثلاً علمِ تکسیر، کیمیا اکسیر اور تصرفِ تحقیق سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ (شمس الفقرا: تصنیفِ لطیف سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس)

دعوت کی شرح یہ ہے کہ وہ کونسی دعوت ہے جس کے عمل سے دونوں جہانوں کے مطالب حاصل ہو جاتے ہیں؟ وہ کونسی دعوت ہے جس کے دوران قرآن پڑھنے سے میدانِ جنگ میں کافر و راہزن دشمن کے ہزاروں ہزار لشکر حیرت اور عبرت کا نشان بن جاتے ہیں اور ہاتھ باندھ کر ادب سے حاضر ہو جاتے ہیں اور دینِ محمدی قبول کر لیتے ہیں؟ وہ کونسی دعوت ہے جو قرآنِ پاک اور اسمِ اللہ سے پڑھی جاتی ہے، جس کی بدولت تمام دشمن اندھے ہو جاتے ہیں اور جب یہ دشمن صلح کر کے سامنے آتے ہیں تو ان کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں؟ وہ کونسی دعوت ہے جس کے دوران قرآن پڑھنے سے تمام دشمنانِ دین دیوانے اور مجنون ہو جاتے ہیں اور ان کا تمام لشکر اتنا بے خود ہو جاتا ہے کہ انہیں نہ تو گھر یاد رہتا ہے اور نہ اسلحہ اور نہ ہی وہ زبان کھول پاتے ہیں اور وہ اس وقت تک حیران و پریشان اور خراب حال رہتے ہیں جب تک انہیں دعوت پڑھنے والے بزرگ کی زیارت نہ ہو جائے اور وہ اس بزرگ سے جمعیت اور ہوشیاری حاصل نہ کر لیں؟ وہ کونسی دعوت ہے جس میں قرآن پڑھنے سے تمام جن، انسان اور مؤکل فرشتے دعوت پڑھنے والے کے قبضہ اور قید میں آ جاتے ہیں؟ اور وہ کونسی دعوت ہے جس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے تمام غیبی خزانے زمین سے باہر آ جاتے ہیں اور دعوت پڑھنے والے کو ان پر تصرف حاصل ہو جاتا ہے۔ مشرق سے مغرب تک تمام عالم اور ہفت اقالیم کے بادشاہ اس کے قبضہ اور قید میں آ کر حلقہ بگوش غلام اور فرمانبردار طالب اور مرید بن جاتے ہیں؟ اور وہ کونسی دعوت ہے جس میں اسمِ اعظم کا ورد کر کے مٹی کے ڈھیلے اور پتھر پر پھونک ماری جائے تو وہ سونے اور چاندی کے بن جاتے ہیں؟

اگر کوئی چاہے کہ اُسے علمِ دعوت کا عمل حاصل ہو جائے، اس کے ورد اور وظائف جاری ہو جائیں، مؤکل اور فرشتے اُس کے حکم کے تابع ہو جائیں، اللہ کا کلام اُس کے وجود میں تاثیر کر کے اُسے نفع دے اور جمعیت بخشے، چھوٹی بڑی تمام مخلوقات اُس کی طرف رجوع کریں اور مسخر ہو کر اُس کی قید میں آ جائیں، اُسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری نصیب ہو جائے، ہر مشکل اور ہر مہم حل ہو جائے اور تمام خزانے بغیر کسی تکلیف کے اُس کے تصرف میں آ جائیں تو اُسے

چاہیے کہ سب سے پہلے وضو کرے، اس کے بعد غسل کرے پھر جنگل یا صحرا میں اس جگہ جائے جہاں کی ریت یا مٹی پاک ہو، اس پر دعوت کی نیت سے پورے یقین کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ اقدس کی عمارت کا نمونہ بنائے۔ پھر اس روضۂ اقدس کے نمونہ کے گرد حرم بنائے اور اس حرم میں قبر مبارک بنائے اور پھر اس پر اپنی انگلی سے اسم مبارک محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خوشخط لکھے۔ دعوت شروع کرتے وقت پہلے یہ الفاظ پڑھے اور پھر روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر لکھے: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا پھر تین مرتبہ کہے اُحْضُرُوْا لِلْمُسَخَّرَاتِ بِحَقِّ مَلَکِ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ وَالْحَیِّ الْحَقِّ۔ پھر تین مرتبہ پکارے ''اللہ کے واسطے اے محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائیں'' بے شک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مقدس روحِ مبارکہ تشریف لے آئے گی۔ اس کے بعد سورۃ ملک یا سورۃ مزمل یا سورۃ یٰسین یا سورۃ الفتح پڑھے اور نو (9) مرتبہ دل پر کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی ضرب لگائے، اس کے بعد درود شریف اور لاحول پڑھ کر آنکھیں بند کرلے اور ایسا مراقبہ کرے کہ اس کا سونا اور جاگنا برابر ہو جائے۔ اس کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے اصحابِ عظیم کے لشکر کے ساتھ تشریف لا کر دعوت پڑھنے والے کا ہاتھ پکڑ کر اُسے اٹھاتے ہیں اور اس کا مطلوبہ کام مکمل کر دیتے ہیں۔ اس قسم کی دعوت کو تیغِ برہنہ کہتے ہیں۔ روضۂ مبارک کی دعوت کا نقش یہ ہے:

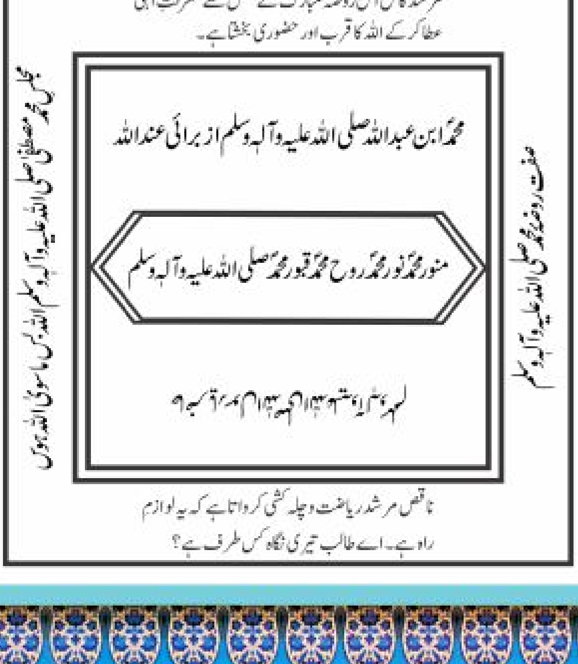

جب کوئی دعوت پڑھنے والا کسی کامل ولی اللہ کی قبر پر دعوت پڑھنے جائے تو سب سے پہلے بہت اچھے طریقے سے وضو کرے، پھر دو رکعت نماز نفل ادا کرے اور پھر قبر کے قریب بیٹھ کر سورۃ ملک یا سورۃ یٰسین یا سورۃ مزمل میں سے کسی ایک سورۃ مبارکہ کی تلاوت کرے یا اسے قرآنِ پاک میں سے جو کچھ یاد ہو پڑھے اور دل سے متوجہ ہو۔ روحانی حاضر ہو جائے گا۔ اگر دعوت پڑھنے والا غالب ہے تو دعوت پڑھنے کے دوران روحانی ہاتھ باندھ کر اُس کے سامنے کھڑا رہتا ہے اور ادب سے قرآنِ پاک کی تلاوت سنتا ہے۔ اگر دعوت پڑھنے والا ناقص ہے تو روحانی اس کے سامنے ایک ہاتھ یا ایک بالشت کے فاصلے پر بیٹھ کر باادب قرآن سنے گا۔ اسی دوران دعوت پڑھنے والا روحانی کو اپنے علمِ دعوت کی ترتیب سے اس طرح قید کر لے گا کہ تمام عمر دعوت پڑھنے والے کی قید سے ہرگز چھٹکارا نہ پا سکے گا۔ جس جگہ بھی وہ چاہے گا روحانی حاضر ہو جائے گا۔ صاحبِ باطن، صاحبِ نظر عارف باللہ کے پاس ایک روحانی ولی اللہ سے اس قدر زیادہ قوت اور توفیق ہوتی ہے کہ اگر وہ چاہے تو تمام عالم کے انسان، جن، فرشتے اور روئے زمین کی ہر چیز اس کے سامنے جمع ہو جائے۔ تمام عالمِ انس و جن و فرشتہ پر زندہ روحانی غالب ہوتا ہے۔ اگر صاحبِ عیاں ترتیب سے دعوت پڑھے تو تمام انبیا، اولیا، اصحاب، غوث، قطب، شہدا، ابدال، اوتاد، فقیر درویش اور عارف واصل ولی اللہ مومنین کی ارواح اور حضرت آدمؑ صفی اللہ سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے قیامت تک کُل و جز کی تمام ارواح دعوت پڑھنے والے کے گرد صفیں باندھ کر کھڑی ہو جاتی ہیں یعنی دنیا کی تمام ارواح اُس کے سامنے حاضر ہو جاتی ہے اور دعوت پڑھنے والے سے مصافحہ، ملاقات اور مجلس کرتی ہیں۔ حیات و موت کے دوران صاحبِ عیاں کے لیے عمر بھر میں ایک ہی بار ایسی دعوت پڑھنا کافی ہوتا ہے کیونکہ اللہ کے حکم کی برکت سے ایسی عین العیان دعوتِ قبور پڑھ کر تمام ارواح کو قید کیا جا سکتا ہے۔ جو کوئی کامل اہلِ دعوت ایسی دعوت پڑھنے کی راہ نہیں جانتا وہ دعوت پڑھنے کے عمل سے بالکل آگاہ نہیں۔ جو ارواحِ قبور پر غالب اہلِ دعوت صاحبِ حضور فقیر کو اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کے لیے کوئی تکلیف پہنچاتا ہے تو وہ

دونوں جہان میں خراب ہوتا ہے۔

شرح دعوت یہ ہے کہ منتہی کامل شہسوار دعوت کی اس تیغِ برہنہ کو ذوالفقار کی مثل ہاتھ میں پکڑتا ہے اور اللہ کے حکم سے کفار کو قتل کر کے غازی بن جاتا ہے۔ جان لے کہ دعوت پڑھنے کی پانچ اقسام ہیں۔اوّل دعوت ازل تک پہنچنے کا وسیلہ ہے جو مقامِ ازل تک پہنچاتی ہے۔دوم دعوت ابد تک پہنچنے کا وسیلہ ہے جو مقامِ ابد تک پہنچاتی ہے۔سوم دعوت مشرق سے مغرب تک تمام زمین پر قبضہ اور مکمل بادشاہت دے کر دنیا میں کاملیت تک پہنچاتی ہے۔ چہارم دعوت جنت تک پہنچنے کا وسیلہ ہے جو جنت تک پہنچاتی ہے۔پنجم دعوت اللہ تعالیٰ کی معرفت کا وسیلہ ہے جو نفس کو فنا کر کے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری اور مقامِ معرفت الٰہی تک پہنچاتی ہے اور اللہ کے لامحدود نور کا مکمل مشاہدہ کرواتی ہے۔

جان لے کہ دعوت پڑھنے کے لائق صرف کامل و مکمل عارف باللہ ہوتا ہے جو دعوت پڑھنے کا عامل اور عالم ہو اور قرب و وِصالِ الٰہی کے لارجعت ولازوال مرتبہ پر فائز ہو۔کیا تو جانتا ہے کہ دعوت پڑھنا اور رجعت سے محفوظ رہنا غالب الاولیا اہلِ حضور کا کام ہے نہ کہ نفس پر مغرور لوگوں کا، جن کا نفس انہیں حق سے دور رکھتا ہے۔ جو کوئی ترتیب سے بہترین طریقے سے وضو کر کے ہر رات متواتر تین دن تک دو رکعت میں قرآنِ پاک ختم کر کے دعوت پڑھتا ہے تو اس کے اس عمل کا اثر قیامت تک ختم نہیں ہوتا۔ایسی دعوت پڑھنے والا دونوں جہان میں غالب الاولیا ہوتا ہے لیکن عامل کامل (مرشد کامل) کی اجازت کے بغیر دعوت ہرگز رواں نہیں ہوتی۔ جو کوئی دو رکعت نہیں پڑھتا اور اسے قرآنِ پاک بھی حفظ نہیں تو ایک ہفتہ تک (دعوت میں) سورۃ مزمل پڑھنے سے کامل و مکمل ہو جائے گا۔دعوت کی ابتدا اور انتہا کی ترتیب یہ ہے کہ قرآنِ پاک اللہ کا کلام ہے جو دونوں جہانوں کا پیشوا اور ہادی و رہنما اور اللہ کی طرف معتبر وسیلہ ہے۔ ظاہری و باطنی، خشکی و تری اور بحر و بر کے تمام خزائنِ الٰہی اور تمام مخلوقات کی حقیقت ،توحیدِ ذات وصفات اور چھ سمتوں کی تمام تفصیل اس قرآنِ مجید میں موجود ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

- لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ o (سورۃ الانعام۔ 59)

ترجمہ: نہ کوئی تر چیز ہے نہ خشک مگر ہر چیز کتابِ مبین میں لکھ دی گئی ہے۔

اگر کسی کو کوئی مشکل پیش آئے تو اسے چاہیے کہ چالیس روز تک ہر شام اولیا کی قبور کے درمیان سورۃ یٰسین پڑھے تو اسے اس کا مقصود فوراً حاصل ہو جائے گا۔ لیکن ہر ایک آیت کی تحقیق کر لینی چاہیے کیونکہ دینی اور دنیاوی کاموں کے لیے علیحدہ علیحدہ آیات ہیں جن کی ترتیب اور عدد کے شمار کے لحاظ سے بے شمار خصوصیات ہیں۔ جس طرح معرفت کا حکم دینے، برائی سے روکنے، انبیا کے قصوں، وعدہ وعید اور ناسخ و منسوخ کے لیے الگ الگ آیات ہیں۔

بعض لوگ دعوت پڑھنے میں عامل اور کامل ہوتے ہیں اور بعض حکم و اجازت[1] میں عامل اور کامل ہوتے ہیں لیکن وہ دعوت پڑھنے میں ناقص ہوتے ہیں۔ تاہم بہتر یہ ہے کہ دعوت پڑھنے میں بھی عامل کامل ہونا چاہیے اور اجازت میں بھی۔ دینی اور دنیاوی مشکلات کے حل کے لیے دعوت پڑھنا کاملین کا کمال ہے جو رجعت اور زوال سے پاک ہوں۔ ورد کر کے دعوت شروع کرنے کا حکم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی حضوری سے خود فرماتے ہیں۔ تحقیق کے مطابق یہ دعوت پڑھنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک دعوت اسمِ اللہ ذات کی حضوری سے پڑھی جاتی ہے اور دوم دعوت اولیا اللہ اہلِ قبور روحانی کے مزار پر پڑھی جاتی ہے۔ جو اسمِ اللہ ذات کی حضوری اور اولیا اللہ کی قبر پر دعوت پڑھنے کے طریقے سے آگاہ نہیں دراصل وہ دعوت پڑھنے کے لائق ہی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ علمِ تکسیر ہے اور اس علم کا عالم امیر ہوتا ہے۔ جان لے کہ علمِ تکسیر دعوت ہے اور دعوت کے چار حروف ہیں۔ اگر دعوت طاعت اور شرائط کی ادائیگی سے پڑھی جائے تو اس کا ہر حرف بزرگی، عزت اور شرف عطا کرتا ہے۔ دعوت کے چار حروف یہ ہیں د، ع، و، ت۔ حرف ''د'' سے مراد دِل کے دائرہ کو ذکرِ دوام[2] کے ذریعے پاک کرنا ہے اور یہ ذکرِ دوام حضرت محمد رسول اللہ کی مجلس کی

---

[1] دوسروں کو علمِ دعوت پڑھنے کی اجازت دینا [2] سلطان الاذکار ھُو کا ذکر جسے پاس انفاس سے کیا جاتا ہے۔

حضوری سے حاصل ہوتا ہے۔حرف ''ع'' سے مرادعلمِ غیب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔اس علم کی بدولت موکل فرشتے عالمِ غیب سے رحمانی و روحانی علم تفصیلاً الہام کرتے ہیں۔حرف ''و'' سے مراد ورد و وظائف اور اللہ کے کلام کو ترتیب، ادب، عزت اور اعتقاد سے پڑھنا ہے۔حرف ''ت'' سے ان تمام چیزوں کو ترک کرنا ہے جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب نے ترک کیا۔ یہ تمام معاملات مبتدی صاحبِ دعوت کے ہیں۔

یقین کر لے کہ پارہ کبھی بھی کسی کامل کے بغیر کشتہ نہیں بنتا اور علمِ دعوت بھی کسی صاحبِ قبور، اہلِ حضور کامل و عامل کے حکم کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ ناقص کے لیے دعوت پڑھنا دائمی رجعت اور غم کا سبب ہے جبکہ کاملوں کو دعوت پڑھنے کے دوران محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے جمعیت اور خزانے عطا ہوتے ہیں۔ صاحبِ دعوتِ کامل کو نصابِ زکوٰۃ دینے، مشکلات کے قفل کھولنے، وظائف کے دور مدور کرنے، بخشش وختم دلوانے، دعوت پڑھنے کے لیے کسی خاص جگہ یا اوقات کو پہچاننے، رجعت سے ڈر کر اعداد اور نیک و بد کا حساب رکھنے، جمالی اور جلالی حیوان کے گوشت کو کھانا ترک کرنے کی کیا ضرورت؟ یہ سب بے شمار وسوسے اور خطرات ناقصوں کو پیش آتے ہیں کیونکہ وہ دعوت کی ابتدا اور انتہا کی ترتیب کو نہیں جانتے اور اللہ کے نام کو صرف اللہ کی ہی خاطر درمیان میں نہیں لاتے۔

جان لے دعوتِ کل و جز، دعوتِ ذکر، دعوتِ فکر، دعوتِ تجلیاتِ نور اللہ اور انتہائی دعوت کا تعلق ان دو آیاتِ کریمہ سے ہے جنہیں اسمِ اعظم کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

- فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ (سورۃ الذاریات۔50)

ترجمہ: دوڑو اللہ کی طرف۔

جو اللہ کی طرف بڑھتا ہے اس کا ہر کام اللہ تعالیٰ جاری کرتا ہے کیونکہ طالب کی توجہ، وہم اور خیال اسی کے وصال کی بدولت ہے جو ان دو آیات کی برکت سے حاصل ہوتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

◆ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (سورۃ البقرہ۔257)

ترجمہ: اللہ مومنین کا دوست ہے جو انہیں ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔

پس مقامِ ازل، مقامِ ابد، مقامِ دنیا اور مقامِ عقبیٰ یہ چاروں ظلمات کے مقام ہیں، اگرچہ انہی مقاماتِ ظلمات میں آبِ حیات بھی ہے۔ لیکن معرفتِ ''اِلَّا اللّٰه'' کے بغیر عاقبت موت ہے۔ عارف وہ ہے جو ان ظلمات کی لذت کو چھوڑ دے اور پھر معرفتِ ''اِلَّا اللّٰه'' کی لذت حاصل کر کے ذاتِ حق تعالیٰ کی وحدانیت میں غرق ہو جائے۔ ان مراتب تک روشن ضمیر خواص پہنچتے ہیں جنہیں نورِ معرفتِ الٰہی اور حضوری حاصل ہوتی ہے۔ بندہ کے لیے اس سے بہتر اور کچھ نہیں کہ وہ اپنا رخ اللہ کی طرف کر دے اور دین و دنیا کے تمام معاملات اللہ کے سپرد کر دے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

◆ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ (سورۃ المومن۔44)

ترجمہ: اور میں اپنا ہر کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں بے شک وہ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے۔

عارف باللہ کو اللہ تعالیٰ کی معرفت تک پہنچنے کے لیے سات مراتب سے گزرنا پڑتا ہے۔ پہلا مرتبہ نفی ''لَآ اِلٰهَ'' کا ہے۔ دوسرا مرتبہ اثباتِ ''اِلَّا اللّٰه'' کا ہے۔ تیسرا مرتبہ تصدیق کے ساتھ ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه ﷺ'' پڑھنے کا ہے۔ چوتھا مرتبہ قرآنِ پاک کی آیات پڑھنے کا ہے۔ پانچواں مرتبہ دعائے سیفی کا وظیفہ کرنے کا ہے۔ چھٹا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے مکرم اسمائے حسنہ اور اسمِ اعظم پڑھنے کا ہے۔ ساتواں مرتبہ اسمِ اللّٰه ذات کی وحدانیت میں غرق ہونے کا ہے۔ یہ سات مراتب سات خزانے ہیں اور ہر ایک خزانے سے مزید ستر خزانے حاصل ہوتے ہیں۔ اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا۔ اللہ کے سوا کسی بھی چیز پر یقین کر لینا کافر بنا دیتا ہے۔ جو کوئی دعوت کی اس انتہا پر پہنچ جاتا ہے وہ عارف باللہ عامل اور کامل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس کی نظر کامل ہو جاتی ہے، اس کی زبان سے نکلنے والا ہر حرف اللہ کی کامل تلوار ہوتا ہے۔ ابھی وہ کسی کام کی خاطر لب کشائی کر ہی رہا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

سے جو مطلب چاہتا ہے پالیتا ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ:

لِسَانُ الْفُقَرَآءِ سَيْفُ الرَّحْمٰنِ

ترجمہ: فقرا کی زبان رحمٰن کی تلوار ہوتی ہے۔

عارفوں کی زبان اس وقت تک ہرگز تلوار نہیں بنتی جب تک صاحبِ دعوت' اولیا اللہ کی قبر کے پاس بیٹھ کر دعائے سیفی نہیں پڑھ لیتا اور دعوت پڑھنے کی ترتیب نہیں جان لیتا۔ ابیات:

شہسوار قبر کامل شد فقیر
شہسوار قبر عالم ملک گیر

ترجمہ: قبر پر سواری کرنے والا شہسوار کامل فقیر بن جاتا ہے اور تمام عالموں پر حکمران ہوتا ہے۔

ہر کرا قوت بود اہل القبور
صاحب دعوت چنین باشد حضور

ترجمہ: ایسے ہی صاحبِ دعوت کو حضوری حاصل ہوتی ہے جسے اہلِ قبور پر قوت حاصل ہو جائے۔

ہر کہ واقف میشود دعوت قبر
ہر حقیقت یافتہ زیر و زبر

ترجمہ: جو شخص دعوتِ قبور سے واقف ہو وہ زیروزبر کی ہر حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے۔

دعوت تیغ برہنہ دست گیر
قتل موذی را کند فی اللہ فقیر

ترجمہ: فنافی اللہ فقیر دعوت کی اس تیغِ برہنہ کو تھام کر موذی نفس کو قتل کر دیتا ہے۔

جب کوئی شخص کسی قبر پر سوار ہو کر قرآن پڑھتا ہے تو کلامِ الٰہی قرآنِ پاک کی برکت سے صاحبِ قبر کی روح کا مرتبہ بڑھ جاتا ہے۔ جو شخص اولیا اللہ کی قبر پر قرآن پڑھتا ہے اس کا یہ عمل دریا کی طرح جاری ہو جاتا ہے اور قیامت تک نہیں رکتا۔ لیکن ایسی دعوت صرف تین کاموں کے لیے پڑھنی چاہیے:

۱۔کسی مسلمان بادشاہ کی فتح وسلامتی کے لیے، جب وہ میدانِ جنگ میں جنگ کر رہا ہو۔

۲۔خاص وعام مسلمانوں کو نفع پہنچانے کے لیے۔

۳۔اہلِ بدعت، بے دین اور گمراہ لوگوں کو دفع کرنے کے لیے۔

جب کوئی اسلام کے ان تینوں کاموں کے لیے دعوت پڑھنا چاہے تو اسے چاہیے کہ رات کے وقت تنہا ایسی قبر کے نزدیک جائے جو پُر عظمت اور پُر دہشت ہو جیسا کہ غوث، قطب، شہید یا اولیا اللہ کی قبر۔ پھر سب سے پہلے اپنے گرد حصار کھینچے اور قبر کے گرد اذان پڑھے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ. لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ○

صرف اذان پڑھنے سے ہی اہلِ قبر روحانی دعوت پڑھنے والے کی قید میں آکر حاضر ہو جائے گا اور وھم یا دِل میں خیال کے ذریعہ آواز دے گا۔ اگر دعوت پڑھنے والا بہت ہی غالب ہو تو وہ قبر پر پاؤں سے ٹھوکر مار کر یا ہاتھ سے اشارہ کر کے کہے ''قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی[1]'' اور خود ذکر میں بے خود ہو کر اردگرد سے بے خبر ہو جائے۔ روحانی اسے ہر سوال کا جواب دے گا اور دعوت پڑھنے والے کا ہر کام اسی وقت جاری اور رواں ہو جائے گا۔ اگر قبر کے گرد اذان پڑھنے اور قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی کہنے سے روحانی حاضر نہ ہو اور دعوت پڑھنے والے کی قید میں آکر اس کو جواب نہ دے تو جان لو کہ صاحبِ قبر روحانی غالب ہے یا پھر روحانی اس لیے حاضر نہیں ہو رہا کہ اسے (دعوت پڑھنے والے کے) کلامِ الٰہی پڑھنے سے (نورِ الٰہی کی) دولت اور نعمت حاصل ہو رہی ہے اسی لیے روحانی اس کا کام کرنے میں دیر کر رہا ہے۔ پس دعوت پڑھنے والے کو چاہیے کہ روحانی کو قید کر کے عاجز کر لے۔ چنانچہ ایسا کرنے کے لیے اسے چاہیے کہ کبھی قبر کے قدموں کی طرف بیٹھ کر دعوت

---

[1] اُٹھ اللہ کے حکم سے۔

پڑھے اور کبھی قبر پر سوار ہو کر قرآنِ مجید پڑھے۔ یہ دو سخت اعمال کرنے سے روحانی فوراً حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں پیش ہو کر فریاد کرے گا۔ پس روحانی کو بارگاہِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ جاؤ اور اس کے رفیق باتوفیق بن کر اُس کا کام انجام دو۔ پس اُسی وقت اُس کے تمام مطالب اپنے مقصود کو پہنچ جائیں گے۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے:

❁ اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ

ترجمہ: جب تم اپنے معاملات میں پریشان ہو جاؤ تو اہلِ قبور سے مدد مانگ لیا کرو۔

پس ہر مشکل آسان ہو جائے گی اور کسی بھی مشکل میں دعوت مدد سے عاجز نہ ہوگی۔ ایک رات کسی ولی اللہ کی قبر کے پاس قرآن پڑھنا چالیس چلّوں کی ریاضت سے بہتر ہے۔

اگر کوئی دولت، نعمت اور عظمت چاہتا ہے تاکہ بزرگی، اللہ کے تمام دینی و دنیاوی خزانے بغیر محنت اور ریاضت کے حاصل ہو جائیں، نفسِ امارہ اُس کی قید میں آجائے، لعنتی شیطان دفع ہو جائے، تمام عالم پر اُس کا حکم چلے، کل و جز کی تمام مخلوقات مسخر ہو جائیں، اسے قرآنِ پاک سے اسمِ اعظم مل جائے، اسے علمِ تاثیر، علمِ تکسیر، علمِ روشن ضمیر اور علمِ کیمیا نظر حاصل ہو جائے، مؤکل اُسے ہر چیز کی تفصیل سے الہام کے ذریعے آگاہ کر کے اُس کی تعلیم و تربیت کریں اور ہر کام کے لیے تحقیق کے طریقہ سے اسمِ اللہ کے نقش لکھنے کا علم اُسے دیں، وہ بلاشبہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشرف ہو جائے اور صحابہ کرامؓ اُسے سرفراز فرمائیں تو سب سے پہلے طالب کو چاہیے کہ غیر ماسویٰ اللہ سے اپنے وجود کو پاک کرے، اپنا حوصلہ وسیع اور پختہ رکھے اور مرشد کی مہربانی سے اُسے جو خفیہ اسرارِ ربانی عطا ہوں ان کے بارے میں کسی کو نہ بتائے تب زمین کے نیچے چھپے ہوئے تمام خزانے اس پر منکشف ہو جائیں گے اور اللہ کے حکم سے وہ خزانے اس کے تصرف میں آجائیں گے۔ جو بھی ان مراتب پر پہنچتا ہے وہ لایحتاج فقیر بن جاتا ہے۔ اگرچہ ظاہر میں وہ عاجز اور سوال کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے لیکن باطن میں وہ صاحبِ معرفت و وصال ہوتا ہے۔ اولیا اللہ کی قبر کے پاس دعوت پڑھنے کے لائق وہی ہوتا ہے جو سب سے پہلے اپنے وجود کو پاک کرے۔

اس کے علاوہ دعوت پڑھنے کا ایک عمل ایسا بھی ہے جس سے عرش سے تحت الثریٰ تک اٹھارہ ہزار عالم دعوت پڑھنے والے کی قید میں دعوت پڑھنے کے دوران ہی آجاتے ہیں۔ معظم اور مکرم دعوت یہ ہے کہ قرآنِ مجید پر یقین رکھا جائے اور اسے اپنا پیشوا اور شفیع بنایا جائے۔ اس طرح قرآن پڑھ کر دعوت پڑھنے والا جب قرآنِ پاک کے علوم کے سمندر میں غوطہ لگاتا ہے تو حاملانِ عرش اور چاروں مقرب فرشتے یعنی جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام چاہتے ہیں کہ زمین کو الٹ کر رکھ دیں۔ اس وقت ہر ایک مقدس روحانی حیرت میں آکر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ: یا اللہ! اس دعوت پڑھنے والے کی حاجت پوری فرما اور اس کا کام جلدی کر دے تا کہ مجھے اس کی قید سے رہائی مل سکے۔ ایسی دعوت سے سخت تر دعوت اور کوئی نہیں ہے۔

اس کے علاوہ دعوت پڑھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی دریا کے کنارے یا اولیا اللہ کی قبر پر قرآن پڑھا جائے۔ اس دعوت کو شروع کرتے ہی مشرق سے مغرب تک تمام زمین جنبش میں آجاتی ہے، شہرِ مدینہ بھی لرزنے لگتا ہے، اس کے بعد سو مؤکل فرشتے دعوت پڑھنے والے کے پاس آکر اسے آواز دیتے ہیں اور سونے کی ایک ایک مہر دے کر غائب ہو جاتے ہیں، اسی طرح دوسرے روز بھی ایک لاکھ فرشتے دعوت پڑھنے والے کو آواز دے کر سونے کی مہریں دیتے ہیں اور غائب ہو جاتے ہیں، اس طرح تیسرے روز ایک کروڑ فرشتے آتے ہیں، اسے آواز دے کر سونے کی ایک ایک مہر پیش کرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد بے حد و بے شمار فرشتے اس کے اختیار میں آکر اس کے کام میں لگ جاتے ہیں۔ یہ ایک آزمائش ہے کیونکہ علمِ دعوت پڑھنے والا لا یحتاج ہوتا ہے۔ علمِ دعوت علمِ اکسیر سے بہتر ہے۔ اس دعوت میں سورۃ مزمل ضرور پڑھنی چاہیے تا کہ وہ کامل و مکمل ہو جائے اور علمِ کیمیا اکسیر اُس کی قید میں آجائے اور اُسے علمِ تکسیر حاصل ہو جائے۔ اگر دعوت شروع کرتے وقت دعوت پڑھنے والے کی خواہش ہو کہ تمام کافروں کو مسلمان کر دے یا رافضیوں اور خارجیوں کو جڑ سے ختم کر دے یا انہیں وطن سے نکال دے یا ایک ہی دم میں دین کے دشمنوں کی جان قبض کر لے یا انہیں ایسا بیمار کر دے کہ کبھی تندرست نہ ہو سکیں یا چاہے کہ مشرق سے

www.sultan-ul-faqr-publications.com

مغرب تک ہر ایک کو ہدایت اور تلقین نصیب کر دے، ہر ایک کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے بہرہ مند کر دے، اگر چاہے تو صاحبِ نظر طالب بن جائے اور دونوں جہانوں کی ہر شے اس کے حکم کے تحت آ جائے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفت کی طرح اس کے دم میں اس قدر قوت آ جائے کہ ایک ہی پھونک سے مردہ کو زندہ کر کے اہلِ معرفت بنا دے تو ان اسمائے مبارکہ کے تصور سے دم بھر میں اس کا باطن رواں ہو جائے گا اور اسے تصرف اور توفیق حاصل ہوگی۔

وہ اسمائے مبارکہ یہ ہیں:

ان اسما کے تصور سے اسی وقت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کی مجلس میں موجود اصحابِ کبار رضی اللہ عنہم کی ارواح حاضر ہو جاتی ہیں۔ اسم فقر کے تصور سے سلطان الفقر حاضر ہوتے ہیں۔ انہی اسما کے تصور سے شیخ کی صورت حاضر ہو جاتی ہے اور الہام بالہام دیتی ہے۔ اگر ان اسما کے تصور سے میکائیلؑ کو حاضر کیا جائے تو وہ رحمت کی بارش برساتے ہیں۔ اگر ان کے تصور سے اسرافیلؑ کو حاضر کیا جائے تو وہ حاضر ہو کر جس ملک کو فنا کرنا ہوا سے ایک ہی دم میں تباہ و برباد کر دیتے ہیں اور پھر وہ قیامت تک آباد نہیں ہوتا۔ اگر ان اسما کے تصور سے حضرت عزرائیلؑ کو حاضر کیا جائے تو وہ حاضر ہو کر الہام کے ذریعے بتاتے ہیں کہ (فقیر کے) دشمن کی جان ایک ہی دم کے تصور میں قبض کر لی گئی ہے اور وہ یکدم مر گیا یا بیمار ہو گیا اور دوبارہ ٹھیک نہ ہو سکا۔

چار موذیوں کو قتل کرنا عین ثواب ہے اوّل موذی نفس، دوم موذی وہ ظالم جو مومن و مسلمان کو

www.sultan-ul-faqr-publications.com

تکلیف پہنچاتا ہے، سوم موذی کافر، چہارم وہ منکر جو دینِ محمدی سے برگشتہ ہو گیا ہو اور علما عامل و فقیرِ کامل کا دشمن بن گیا ہو۔ پس جو کوئی بھی اس طریقے سے قرآن کے ذریعے (اولیا کی) قبور پر دعوت پڑھنا نہیں جانتا اور نہ ہی تصور و تصرف کے ذریعے حضوری میں پہنچنے کے متعلق جانتا ہے وہ نادان ہے۔

دعوت پڑھنے کا دوسرا عمل وہ ہے جس میں طالبِ مولیٰ رات کے وقت زندہ دل صاحبِ عظمت ولی کی قبر پر جاتا ہے اور ذکرِ اللہ کرتا ہے جو تیغِ برہنہ کی مانند ہے اور قبر کے اوپر اس طرح بیٹھ کر فریاد کرتا ہے گویا گھوڑے پر سوار ہو اور قرآن میں سے جس قدر اسے یاد ہوتا ہے' تلاوت کرتا ہے تو انشاءاللہ اس کے ظاہری و باطنی مطلب پورے ہو جاتے ہیں اور اہلِ قبر (ولی) دعوت پڑھنے والے کو مجلسِ محمدیؐ میں پہنچا دیتا ہے یا توحیدِ باری تعالیٰ میں غرق کر دیتا ہے یا اس کا ذکرِ قلب جاری کر دیتا ہے اور وہ صاحبِ لفظ ہو جاتا ہے اور اس کے دونوں کانوں میں ذکرِ اللہ سنائی دیتا ہے۔ اگر اس کے دائیں کان میں آواز آئے تو وہ ازل کے متعلق ہوتی ہے اور اگر بائیں کان میں آواز آئے تو وہ ابد کے متعلق ہوتی ہے۔ دونوں آوازیں حکمت سے خالی نہیں ہوتیں۔ جب وہ اس عمل سے فارغ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ قرآنِ مجید جو کہ ایک سمندر کی مثل ہے' اس سمندر میں کشتی کی مثل روز و شب تلاوتِ قرآن میں مشغول رہے تو چند روز میں ہی اس کا کام ہو جائے گا اور اسے درپیش ہر مشکل آسان ہو جائے گی۔ جان لو کہ زندگی و موت میں وجود کی پاکیزگی کی بنیاد یہ ہے کہ اسم اللہ ذات کو ہمیشہ باطنی طور پر تصور سے دل پر لکھا جائے۔ جب اسم اللہ ذات کی مشق مرقومِ وجودیہ کی کثرت سے دل کو مقامِ حیّ و قیوم حاصل ہو جاتا ہے تو دل سے یا حیّ یا قیوم کی بلند آواز آتی ہے اس کے بعد طالبِ مولیٰ دل پر اسم محمدؐ نقش کرتا ہے اور پھر وہ طالب حقیقی طور پر دعوت پڑھنے کے لائق ہو جاتا ہے۔ جب اس طریقے سے دعوت پڑھی جائے تو (مرشد کامل کی) توجہ[1] سے وہم انتہا

---

[1] توجہ سے مراد مرشد کامل اکمل کی وہ باطنی نگاہ ہے جس سے وہ طالب یا مرید کا تزکیہ کرتا ہے۔ (شمس الفقرا: تصنیفِ لطیف سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس)

کو پہنچ جاتا ہے اور فقیر کا وھم تمام جہان کو گھیر لیتا ہے۔ جب صاحبِ دعوت' دعوت پڑھ کر فارغ ہوتا ہے تو اس کے گرد چار باطنی لشکر اکٹھے ہو کر اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ تاہم اسے ظاہری آنکھوں سے یہ لشکر دکھائی نہیں دیتے کیونکہ یہ باطنی لشکر ہیں۔ پہلا لشکر اُسے اللہ کی نظر میں منظور رکھتا ہے۔ دوسرا لشکر اسے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری میں ان کے مدِ نظر رکھتا ہے۔ تیسرا لشکر مؤکلات فرشتوں کا ہے جو جنوں کو اس کے تابع رکھتے ہیں اور چوتھا لشکر شہدا کی ارواح کا ہے۔ ایسا صاحبِ دعوت ولی اللہ جب کسی پر غصہ کرتا ہے تو اُسے غیب سے ایسا زخم لگتا ہے جو کبھی ٹھیک نہیں ہوتا حتیٰ کہ وہ اسی زخم سے مر جاتا ہے۔ لیکن ان سب باتوں سے بہتر ہے کہ وہ خلق کا بوجھ برداشت کرے اور انہیں تکلیف نہ دے بلکہ مسلمانوں کے لیے نفع بخش بن کر رہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

باب ہفتم

متفرق مضامین کا بیان

جان لو کہ جمعیت[1] کے پانچ حروف ہیں اور ہر حرف ایک مقام کی نشاندہی کرتا ہے اور اس ہر حرف کا تصور اس مقام کی تمام نعمتوں کا تصرف عطا کرتا ہے۔ صاحبِ جمعیت طالبِ مولیٰ جب ان پانچوں مقامات کو اپنے قبضہ اور تصرف میں لے آتا ہے تو اس کے دِل میں نہ کوئی حاجت باقی رہتی ہے نہ کوئی افسوس۔ جو اسے جانتا ہے وہ اس سے بندھ جاتا ہے۔ مقامِ جمعیت تمام علوم کا جامع ہے کیونکہ اس میں حیّ القیوم ذات کی حقیقت کے تمام علوم پائے جاتے ہیں۔ وہ پانچ خزانے اور پانچ مقامات جن میں تمام نعمتوں کا تصرف پایا جاتا ہے' یہ ہیں اوّل مقامِ ازل اور اس کی نعمتوں اور خزانوں پر تصرف، دوم مقامِ ابد اور اس کی نعمتوں اور خزانوں پر تصرف، سوم مقامِ دنیا اور اس کی نعمتوں اور خزانوں پر تصرف یعنی زمین پر موجود دنیا کی نعمتوں اور اس کے تمام تصرفات کو اپنے ہاتھ میں لے آنا۔ چہارم مقامِ عقبیٰ اور اس کی نعمتوں اور خزانوں پر تصرف، پنجم مرتبہ جس کی نعمتیں، خزانے اور اس کے تصرفات سب سے اعلیٰ ہیں' وہ ہے حق تعالیٰ کا قربِ وحدانیت حاصل کر کے فنا

---

[1] جمعیت کے لغوی معنی چیزوں کا ایک جگہ اکٹھا ہونا ہے۔ اطمینان اور سکون کو بھی جمعیت کہتے ہیں۔ حضرت سخی سلطان باھُوؒ کی تعلیمات کے مطابق صاحبِ جمعیت اس طالب کو کہتے ہیں جسے مقامِ ازل، ابد، دنیا، عقبیٰ کے تمام مراتب، مقامات اور خزانوں پر تصرف حاصل ہو جائے اور اصل میں آپؒ فنا فی اللہ بقا باللہ کے مقام کو جمعیت مانتے ہیں یعنی طالب مقامِ ربوبیت میں پہنچ جائے اور مالکِ کُل ہو جائے۔ اسی مقام کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''بے شک اولیا کرام کو نہ تو کوئی غم ہوتا ہے اور نہ ہی خوف''۔ یہاں پر وہ سکون اور اطمینان کی نعمت سے مالا مال ہو جاتے ہیں۔ (شمس الفقرا: تصنیفِ لطیف سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس)

فی اللہ بقا باللہ ہو جانا۔ یہ مکمل و کامل جمعیت ہے۔ جو مرشد پہلے دن اسمِ اللّٰہ ذات، اسمِ مُحَمَّد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی حضوری سے طالبِ مولیٰ کو جمعیت کے ہر مقام تک پہنچا دیتا ہے بیشک تحقیق کے طریق سے وہی کامل مرشد ہے ورنہ وہ مرشد خام، ناقص، زندیق، جھوٹا اور لافزن[1] ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

کیا تو جانتا ہے کہ رحمانی، شیطانی اور نفسانی کاموں کے درمیان تاخیر اور مہلت میں کیا فرق ہے؟ مجھے اس قوم پر تعجب ہوتا ہے جن کے ہر خاص و عام فرد کی زبان پر اللہ کے نام کا ورد ہوتا ہے یا وہ قرآن حفظ کر کے اس کی تلاوت کرتے ہیں یا وہ فقہ کا علم اور مسائل بیان کرتے رہتے ہیں لیکن ان کی زبانوں سے جھوٹ، دلوں سے نفاق اور جسموں سے حرص، حسد اور کبر کیوں نہیں نکلتا؟ اس میں حکمت یہ ہے کہ وہ اللہ کا نام اخلاص سے نہیں لیتے اور نہ ہی اللہ کی خاطر کلامِ الٰہی پڑھتے ہیں۔ بلکہ یہ تو محض رسمی طور پر آندھی کی طرح تیز رفتاری سے اللہ ھو اللہ ھو کا نام دہراتے رہتے ہیں۔ جو اسمِ اللّٰہ اور کلامِ الٰہی کے علم کی کنہ[2] کو پا کر ان سے آشنا ہو جاتا ہے اس کا نفس فنا اور اس کا قلب صاف ہو جاتا ہے، اُسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری نصیب ہو جاتی ہے، اس کی روح بقا پا لیتی ہے اور وہ دونوں جہانوں کا نظارہ اپنے ناخن کی پشت پر دیکھتا ہے۔ جو اسمِ اللّٰہ سے آشنا ہو جاتا ہے اور اسے مکمل اخلاص کے ساتھ پڑھتا ہے وہ دونوں جہانوں کے میدان سے صدق کی چوگان[3] کے ذریعے معرفت کو حاصل کر لیتا ہے۔ اسمِ اللّٰہ ایسا عظمت والا اعظیم نام ہے کہ ابتدا سے انتہا تک نورِ حضور کا مشاہدہ اور کامل معرفت اسی نام میں پائی جاتی ہے۔ لیکن اسمِ اللّٰہ کو اخلاص سے پڑھنا اور اور مطالعۂ دل میں استغراق کے ساتھ یوں غرق ہونا جس طرح علما ورق ورق کتاب کے مطالعہ میں غرق ہوتے ہیں، عارفوں کے بال و پر ہیں۔

---

[1] جھوٹ بولنے والا

[2] اصل حقیقت

[3] کھیل میں استعمال ہونے والی چھڑی

ابیات:

بر در درویش رو ہر صبح و شام
تا ترا حاصل شود مطلب تمام

ترجمہ: درویش کے در پر صبح وشام حاضری دے تا کہ تجھے تیرا ہر مقصد حاصل ہو جائے۔

گر ترا بر سر زند سر پیش نہ
آنچہ داری در ملک درویش دہ

ترجمہ: اگر درویش تجھے سرزنش بھی کرے تو تُو اپنا سر جھکائے رکھ اور اپنا سب کچھ اس کے حوالے کر دے۔

دادہ درویش یابی جاودان
از نظر درویش شد شاہ جہان

ترجمہ: درویش کو اپنا سب کچھ دے دینے سے تو جاودانی زندگی پالے گا۔ اگر تجھ پر درویش نے نظرِ کرم ڈال دی تو تُو دونوں جہانوں کا بادشاہ بن جائے گا۔

ہر کہ مقبول است درویش از نظر
شد مراتب او ز بالا عرش تر

ترجمہ: جو درویش کی نظر میں مقبول ہو جاتا ہے اسے عرش سے بالاتر مراتب نصیب ہو جاتے ہیں۔

جوہرِ جمعیت کی دو نشانیاں ہیں کہ ظاہر میں (طالب) شریعت میں ہوشیار ہو اور باطنی طور پر مراقبہ میں مشاہدۂ ربوبیت سے مشرف ہو کر تجلیٔ انوار کے دیدار میں غرق ہو۔

جان لے آسمان اور زمین کی مخلوقات کو قیامت تک پہنچنے کے لیے پچاس ہزار سال درکار ہیں۔ ان پچاس ہزار سالوں کو دنیا کی ایک رات کہتے ہیں اور حساب گاہِ قیامت کے پچاس ہزار سال کا عرصہ ایک دن کے برابر ہے۔ پس ظاہر اور باطن کے ایک لاکھ سال ہیں۔ پس دنیا کی شام لباس ہے اور قیامت کا دن معیشت ہے۔ لباس کا تعلق عبودیت سے ہے۔ معیشت کسب کو کہتے ہیں اور کسب کا

www.sultan-ul-faqr-publications.com

تعلق ذکر، فکر، معرفت اور ربوبیت تک پہنچانے والے اشتغالِ اللہ سے ہے۔ علما صاحبِ عبودیت ہیں اور فقرا صاحبِ ربوبیت ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

✦ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۙ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا (النبا۔11-10)

ترجمہ: اور ہم نے رات کو (اس کی تاریکی کے باعث) لباس بنایا اور ہم نے دن کو (کسب) معاش (کا وقت) بنایا۔

پس رات والوں کی نظر دنیا پر ہوتی ہے کیونکہ اعمالِ ظاہر دنیا میں ہی رونما ہوتے ہیں اور دن والوں کی نظر قیامت کے دن پر ہوتی ہے۔ حق کے سوا وہ نہ تو کچھ خریدتے ہیں اور نہ ہی ساتھ لے کر جاتے ہیں۔ علما اور فقرا کے درمیان کیا فرق ہے؟ علما جب غضب وغصہ کی حالت میں ہوتے ہیں تو اپنے علم کی جلالیت کی وجہ سے انائے مِنّی[1] میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جبکہ فقرا غصہ کے وقت معرفتِ ''اِلَّا اللّٰہ'' کی جمالیت کے باعث انائے مِنّی (کے اثرات) سے باہر رہتے ہیں۔ جو کوئی ابتدا میں عالم و عامل ہوتا ہے وہ انتہا پر پہنچ کر درویش و فقیر کامل بن جاتا ہے۔

جان لے کہ علم و عمل ''ع'' سے ہیں اور دو ''ع'' کا ایک جگہ اکٹھے ہونا مشکل ہے۔ جو کوئی عالم و عامل ہو جائے وہ فقیر کامل عارف بن جاتا ہے۔ علم جس کو اپنی قید میں کر لیتا ہے اس کے وجود میں چار الہامی علم پیدا ہو جاتے ہیں جنہیں غیب الغیب کہتے ہیں۔ اس کی وجہ سے عالم کے تمام حجابات اٹھ جاتے ہیں اور وہ خُلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اختیار کر لیتا ہے۔ پہلا حکم الہامِ قدرتِ سبحانی کے قرب سے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ دوسرا الہام تصورِ اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیدا ہوتا ہے جو اسے صراطِ مستقیم دکھاتا ہے۔ تیسرا الہام تمام صحابہ کرامؓ کی طرف سے ہوتا ہے جو اسے عبادت و ثواب بخشتا ہے۔ چوتھا الہام کراماً کاتبین اور تمام فرشتوں کی طرف سے ہوتا ہے جن سے وہ تمام نیک و بد اعمال کے لیے ماضی، حال اور مستقبل کی حقیقت معلوم کرتا ہے اور وہ اسے بلند آواز سے جواب دیتے ہیں:

✥ حَسَنٰتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ

---

[1] انائے مِنّی سے مراد صفاتِ بشریت کے غلبہ سے پیدا ہونے والی نفسانیت اور انا ہے۔

ترجمہ: نیک لوگوں کی نیکیاں مقربین کے نزدیک گناہ (کے زمرے میں آتی) ہیں۔

جان لے کہ عالم، فاضل، صاحبِ فقہ ونص وحدیث وتفسیر کے مراتب اور ہیں اور ورد وظائف اور ذکر کرنے والوں کے مراتب اور ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں تفکر کیا جائے تو ایسے تفکر کی تاثیر سے دِل میں اللہ کی محبت بڑھ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے احسانات میں تفکر کرنے سے دل میں اللہ کے لیے حیا بڑھ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدہ و وعید میں تفکر کرنے سے دل میں اللہ کا خوف بڑھ جاتا ہے۔ اللہ کی معرفت میں تفکر کرنے سے دل میں نورِ توحیدِ الٰہی مزید بڑھتا ہے۔ اگر قرآنِ مجید کی تلاوت اور علم میں تفکر کیا جائے تو اس سے دل میں اعمالِ صالحہ کی رغبت بڑھ جاتی ہے، دنیا کے بارے میں تفکر کرنے سے دِل میں سیاہی جمع ہو جاتی ہے اور شیطانی منصوبہ بندی میں اضافہ ہوتا ہے۔

پورے جہان میں دنیا اور اہلِ دنیا سے بدتر کوئی اور چیز نہیں ہے۔ وہ عجیب نادان لوگ ہیں جو اس بدتر دنیا کو اسمِ اللہ ذات، دینِ محمدی اور فقرِ محمدی سے بہتر سمجھتے ہیں وہ ایسا اس لیے کرتے ہیں کیونکہ وہ اللہ کے نام اور اس کی معرفت کی لذت سے محروم ہیں۔ حقیقی مسلمان اور مومن وہ ہے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو ہر قدرت پر غالب اور ہر جگہ حاضر ماننے کا عظیم فرض ادا کرتا ہو۔ یہ عظیم فرض تمام فرائض سے برتر اور فرضِ عین ہے۔ سب بڑی سنتوں سے عظیم سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ ہے کہ اپنے گھر کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جائے تاکہ یہ عظیم سنت ادا ہو جائے۔ اس عظیم فرض اور سنت کو صرف اللہ والے ہی ادا کرتے ہیں۔

جو کوئی مردہ دل والوں یعنی اہلِ دنیا سے جدا ہو جائے اس کا دل صاف اور نفس بالکل مر جاتا ہے۔ نفس کی موت اور اس کا قتل تب واقع ہو سکتا ہے جب وہ شرک، کفر، تکبر، نفسانی خواہشات اور بُری عادات سے ایسے باز آ جائے گویا مر چکا ہو، نیک اعمال سے اس کا تزکیہ ہو چکا ہو اور وہ لذاتِ دنیا اور اہلِ دنیا کی مجلس سے تائب ہو چکا ہو کہ ایسا نفس صفائی قلب اور مقدس ارواح سے انس رکھتا ہے اور معرفتِ الٰہی اور عبادت میں مشغول ہو کر مرتبہ مطمئنہ پر پہنچ جاتا ہے۔

احادیثِ مبارکہ ہیں:

- اَلدُّنْیَا قَوْسٌ وَحَوَادِثُھَا سِھَامٌ

ترجمہ: دنیا کمان ہے اور اس کے حادثات تیر ہیں۔

- کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ کَعَابِرِ سَبِیْلٍ وَعِدْ نَفْسَکَ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ

ترجمہ: دنیا میں غریب الدیار مسافر کی طرح رہو اور خود کو قبر والوں میں شمار کرو۔

تمام علومِ ظاہر و باطن اور فقر معرفتِ الٰہی کے مجموعے کو ہم نے ایک نکتہ میں بیان کر دیا ہے اور وہ نکتہ ایک حرف ''ن'' میں ہے یعنی نیک نیت ہو کر طمع، حرص اور حسد سے پاک ہو جاؤ۔ جو شخص ان تینوں بیماریوں سے نجات حاصل کر لے وہ علمِ کل اور معرفت دونوں کو پا لیتا ہے کہ انہی کو دوام حاصل ہے۔ فقرا کے لیے معرفت کی انتہا ان تینوں (طمع، حرص اور حسد) سے قطع تعلق کر لینا ہے۔

مصنف کہتا ہے کہ صاحبِ قلب کو قلب سے سات فتوحات حاصل ہوتی ہیں۔ ہر ایک فتح سے ستر ہزار فیوض کا نور ظاہر ہوتا ہے۔ ان کو صرف وہی جان پاتا ہے جو اس فیض کے نور سے مستفیض ہو چکا ہو۔ اس مقام پر طالب مرید صاحبِ یقین ہو کر ایسا اقرار کرتا ہے کہ پھر وہ (راہِ فقر سے) ہرگز نہیں بھاگتا اور نہ ہی یہ مقام سلب ہونے سے طالب خوار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلی اور ہے، اسما کی تجلی اور ہے، حروف کی تجلی اور ہے اور ربّانی تجلی اور ہے۔ تجلی چار قسم کی ہوتی ہے۔ تجلی ذات کو محض ذات کا عطا کردہ فیض کہتے ہیں۔ جو تجلی اسمِ اللہ ذات کے حاضرات سے ظاہر ہوتی ہے وہ توحیدِ مطلق اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تجلی ہوتی ہے، اسے نور، قرب اور معرفتِ الٰہی کہا جاتا ہے۔ جو تجلی اسما سے ظاہر ہوتی ہے اسے نہ تو ذات کی تجلی کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی صفات کی تجلی' بلکہ یہ تجلی ذات وصفات دونوں سے متفق ہوتی ہے۔ جو تجلی قرآنِ پاک کی آیات اور نص و حدیث سے ظاہر ہوتی ہے اسے نفس کے خلاف جہادِ اکبر کہا جاتا ہے۔ جو تجلی تیس (30) حروف سے ظاہر ہوتی ہے ایسی تجلیٔ حروف کو قلب المکشوف[1] کہتے ہیں۔ ہر تجلی یقین کے ساتھ تصور و تفکر کی مشق کرنے

---

[1] قلب المکشوف سے مراد قلب کو حالتِ کشف کا نصیب ہونا ہے یعنی ایسا قلب جس پر کشف کھل چکا ہو۔ کشف حجابات کے ہٹ جانے کو کہتے ہیں۔ قلب المکشوف ایسے قلب کو کہتے ہیں جس سے تمام حجابات ہٹ چکے ہوں۔

سے ظاہر ہوتی ہے اور عین ذات دکھاتی ہے۔ آنکھ سے پوشیدہ رہنے والی تجلی اور ہے اور ظاہر ہو جانے والی تجلی اور ہے۔ تمام عمر کی ریاضت سے بہتر ہے کہ اپنی نظریں تجلی پر رکھی جائیں اور توجہ غرق فنافی اللہ ہونے کی طرف ہو۔ نور میں غرق ہوئے بغیر تجلیات سے تمام مطالب پانے کے یہ تمام مراتب خام اور ناتمام ہیں۔ مطلبِ کلّی کیا ہے؟ اپنی خودی سے گزر کر حق تک پہنچ جانا کہ یہ سب سے بہتر انجام ہے۔ یعنی نورِ الٰہی کا جام پینا اور جمعیت حاصل کرنا۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ جو مرشد طالبِ مولیٰ کو (اسمِ اللہ ذات کے) حاضرات سے معرفتِ الٰہی کی طرف لے جانے والے مقامات کا سبق نہیں دیتا اور نہ ہی ان مراتب سے معرفت کھولتا ہے تو وہ مرشد ناقص اور لافزن ہے جو کمال سے خارج اور اہلِ زوال ہے۔

در تجلی ذات سوزم سربسر سرّ اِلٰـہ
این تجلی ذات راہبر باخدا

ترجمہ: میں ہر وقت اس ذاتی تجلی میں جلتا رہتا ہوں اور ذاتِ ''اِلٰـہ'' کا راز بن گیا ہوں۔ یہی تجلئ ذات اللہ تعالیٰ تک راہبر ہے۔

از ازل تا ابد باشم غرق اندر بنور
از ازل تا ابد باشم دائم در حضور

ترجمہ: میں ازل سے ابد تک نور میں غرق ہوں اسی لیے مجھے ازل سے ابد تک دائمی حضوری حاصل ہے۔

از ازل تا ابد باشم مست حال
از ازل تا ابد بودم دائم باوصال

ترجمہ: میں ازل سے اللہ کے ساتھ وصال پا چکا ہوں اور ابد تک ہمیشہ باوصال رہوں گا اور ازل سے ابد تک اسی وصال کی کیفیت میں مست رہوں گا۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

از ازل تا ابد از خود شد جدا

از ازل تا ابد بودم باخدا

ترجمہ: میں خود سے جدا ہو کر ازل سے اللہ کے ساتھ ہوں اور ابد تک اس کے ساتھ رہوں گا۔

جان لے کہ دن رات میں چوبیس گھنٹے ہیں۔ آدمی دن رات میں چوبیس ہزار دفعہ سانس لیتا ہے۔ ہر سانس سے باخبر رہ کہ ہر سانس میں چودہ (14) تجلیات، چودہ (14) الہام اور چودہ (14) علوم وارد ہوتے ہیں جن میں بعض رحمانی، بعض شیطانی، بعض نفسانی ہوتے ہیں اور بعض دنیاوی حوادث اور پریشانیوں سے، بعض جنوں سے، بعض مؤکل فرشتوں سے اور بعض وجودِ قلبی، وجودِ روحی اور وجودِ سِرّی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر توفیقِ الٰہی رفیق ہو اور مرشد آگاہی بخش دے تو ہر ایک مقام کی حقیقت پا کر طالب سلامت رہتا ہے ورنہ اس سے ہر مرتبہ و مقام سلب کر لیا جاتا ہے۔ اس مقام پر ہزاروں ہزار طالب راہ سے بھٹک جاتے ہیں اور رجعت کے باعث شریعت کے خلاف کام کرنے سے (باطنی طور پر) مردہ ہو جاتے ہیں۔ حدیثِ مبارکہ ہے:

- خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدَرَ

ترجمہ: صاف کو لے لو اور کدورت[1] والے کو چھوڑ دو۔

یعنی جو نیک ہے اُسے قبول کر لو اور جو بُرا ہے اُسے چھوڑ دو۔

اے عزیز! جان لے جب اللہ تعالیٰ نے کن فیکون کا اظہار کرنا چاہا تو فرمایا:

- كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ

ترجمہ: میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے اپنی پہچان کی خاطر مخلوق کو پیدا فرمایا۔

اس مقصد کی خاطر اللہ تعالیٰ نے بائیں طرف قہر اور جلالیت سے دیکھا تو نارِ شیطانی پیدا ہو گئی اور دائیں طرف کرم، لطف، جمعیت، رحمت، شفقت اور التفات سے دیکھا تو سورج سے زیادہ روشن

---

[1] کدورت: غیر ماسویٰ اللہ ہر چیز کدورت ہے، جس کے وجود میں غیر ماسویٰ اللہ موجود ہوں کدورت کہلاتا ہے۔

نورِ محمدی پیدا ہو گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کُن فرمایا تو تمام مخلوقات اور موجودات کی ارواح اللہ کے حکم سے مراتب بمراتب، جماعت بجماعت، صف بصف اپنی اپنی جگہ پر اللہ کے سامنے متوجہ ہو کر ادب سے کھڑی ہوگئیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ[1] تو تمام ادنیٰ اور اعلیٰ ارواح نے یک زبان ہو کر جواب دیا" قَالُوۡا بَلٰی "[2] اس اقرارِ بلیٰ پر بعض ارواح تو اسی وقت پشیمان ہوگئیں جو کہ کافروں، مشرکوں، منافقوں اور کاذبوں کی ارواح تھیں۔ اور بعض ارواح اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ کے جواب میں "بَلٰی" کہہ کر بہت خوش اور مسرور ہوگئیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے ارواح! مانگ لو مجھ سے جو تم مانگنا چاہتی ہو تاکہ میں تمہیں وہ عطا کردوں۔" ان تمام ارواح نے عرض کی "یا اللہ! ہم تجھ سے تجھی کو مانگتے ہیں"۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارواح کی بائیں طرف دنیا اور دنیا کی زینت کو پیش کیا تو خنزیر شیطان نمرود نفسِ امارہ کی مدد سے اس دنیا میں داخل ہو گیا۔ جب یہ شیطان دنیا میں پہنچا تو اس نے باآوازِ بلند چوبیس بانگیں[3] دیں۔ نو (9) حصہ ارواح شیطان کی ان خوش آواز اور بلند بانگوں کو سن کر شیطان کی راہ پر چل پڑیں۔ شیطان کی وہ چوبیس بانگیں یہ ہیں:

1۔ خوش آواز شیطانی سرود[4] کی بانگ

2۔ حسن پرستی کی بانگ

3۔ انانیت اور ہوس کی مستی کی بانگ

4۔ شراب نوشی[5] کی بانگ

5۔ بدعت کی بانگ

---

[1] ترجمہ: کیا میں تمہارا ربّ (یعنی تمہیں پالنے والا) نہیں ہوں۔ (سورۃ الاعراف۔172)

[2] سب نے کہا بے شک تو ہی ہمارا ربّ ہے۔ (سورۃ الاعراف۔172)

[3] چوبیس بانگوں سے مراد گمراہی کے چوبیس شعبہ جات ہیں۔

[4] گانا بجانا

[5] مراد تمام نشہ آور اشیا

6۔ترکِ نماز کی بانگ

7۔سرود و موسیقی کے آلات مثلاً طنبورہ، رباب و قانون و سرنا، دف، ڈھول جیسے آلات کی بانگ

8۔ دیگر ناشائستہ امور کی بانگ

9۔ترکِ جماعت کی بانگ

10۔غفلت کی بانگ

11۔عُجب کی بانگ

12۔ریا کی بانگ

13۔حرص کی بانگ

14۔حسد کی بانگ

15۔کبر کی بانگ

16۔نفاق کی بانگ

17۔غیبت کی بانگ

18۔شرک کی بانگ

19۔کفر کی بانگ

20۔ جہالت کی بانگ

21۔کذب کی بانگ

22۔بدگمانی کی بانگ

23۔بدنظری کی بانگ

24۔طمع کی بانگ

جس شخص میں یہ صفات پائی جاتی ہیں وہ انہی ارواح میں سے ہے جنہوں نے شیطان کی بانگ سنی (اور اس کی راہ پر چل نکلے تھے)۔ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ ترجمہ: جیسے وہ اس وقت تھے اب بھی وہ ویسے ہی

www.sultan-ul-faqr-publications.com

ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

◆ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ (سورۃ البقرہ۔ 268)

ترجمہ: شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے اور فواحش کا حکم دیتا ہے۔

جس نے شیطان سے تعلق رکھا اور اسکی اتباع کی وہ دنیا کے مراتب پر پہنچا، دنیا کو پسند کیا اور اسی میں غرق ہو گیا۔ ان نو (9) حصہ ارواح کے علاوہ ایک حصہ ارواح اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے فرمایا ''اے ارواح! مانگ لو مجھ سے جو تم مانگنا چاہتی ہو تا کہ میں تمہیں وہ عطا کر دوں۔'' ان ایک حصہ باقی رہنے والی ارواح نے عرض کی ''یا اللہ! ہم تجھ سے تجھی کو مانگتے ہیں۔'' اس پر اللہ تعالیٰ نے ان ارواح کے دائیں ہاتھ پر جنت، اس کی لذات اور نعمتیں، حور و قصور اور تمام زینت و زیبائش ظاہر کی۔ ان ارواح میں سے نو (9) حصہ ارواح جنت کی طرف چلی گئیں۔ سب سے پہلے جو ارواح جنت میں داخل ہوئیں وہ متقی اور پرہیزگار لوگوں کی تھیں۔ وہاں انہوں نے بلند آواز سے تقویٰ کی بانگ دی جسے سُن کر (اُن نو حصہ ارواح میں سے) باقی متقی ارواح جنت میں داخل ہو گئیں اور انہوں نے شریعتِ محمدی پر استقامت اختیار کر لی۔ چنانچہ یہ عالم، فاضل اور عامل حقیقی کی ارواح تھیں جو ہر حالت میں تقویٰ پر قائم رہیں۔ باقی ایک حصہ ارواح اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑی رہیں۔ ان کے کانوں نے نہ دنیا کی بانگ سنی اور نہ ہی جنت کی بانگ۔ وہ اشتیاقِ الٰہی کی بدولت نورِ الٰہی میں غرق بقا باللہ کے مرتبہ پر رہیں یہ مجلسِ محمدی ﷺ کی متابعت اور حضوری رکھنے والے عارف باللہ فقرا کی ارواح تھیں جن کے بارے میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

❂ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ ٥ اَلدُّنْيَا حَرَامٌ عَلٰى طَالِبِ الْعُقْبٰى وَالْعُقْبٰى حَرَامٌ عَلٰى طَالِبِ الدُّنْيَا وَالدُّنْيَا وَالْعُقْبٰى حَرَامٌ عَلٰى طَالِبِ الْمَوْلٰى ٥ مَنْ لَهُ الْمَوْلٰى فَلَهُ الْكُلُّ

ترجمہ: فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ دنیا طالبِ عقبیٰ پر حرام ہے اور عقبیٰ طالبِ دنیا پر حرام

ہے اور دنیا و عقبیٰ دونوں طالبِ مولیٰ پر حرام ہیں۔ جسے مولیٰ مل گیا اُسے سب کچھ مل گیا۔

روایت ہے کہ ایک روز ایک مرید نے اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ خلاصہ جس طرح کا بھی ہے قدرت (اثر) رکھتا ہے اس کے علاوہ کسی چیز کا اثر نہیں اور نہ ہی کسی شے کو اس تک رسائی ہے اور موجوداتِ عالم کا وجود پانی اور مٹی سے بنا ہوا ہے اور یہ وجود اپنے خلاصہ کے بغیر جنبش نہیں کر سکتا۔ پس جہان اور جہان والوں کی تخلیق کی حقیقت کو کیسے سمجھا جا سکتا ہے؟ مرشد نے جواب دیا کہ جس چیز سے اس کی ابتدا و انتہا منسوب ہے درحقیقت اس کا وجود ہی نہیں اور اس پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ اگر تو پوچھے کہ عالم میں جو جنبش و حرکت ہے وہ کیا ہے؟ تو جان لے کہ یہ عالم موہوم صورت میں موجود ہے جو درحقیقت عدم کو وجود کی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ آئینہ میں جو صورت نظر آ رہی ہوتی ہے وہ درحقیقت آئینہ میں موجود نہیں ہوتی۔ اسی طرح انسان کو اگر اس عالم کا وجود نظر آتا ہے تو یہ محض اس کی کم عقلی ہے۔ جس طرح جب سونے سے کوئی چیز بنائی جاتی ہے تو بعد میں کوئی بھی اسے سونے کا نام نہیں دیتا۔ اسی طرح خلاصہ نے میل ملاپ سے خود کو وجود میں چھپا لیا ہے اور لوگوں کی نظر اصل میں خلاصہ پر نہیں ہوتی اور وہ ظاہری وجود کے سوا کچھ نہیں دیکھتے۔ بلاشبہ تب زندگی و موت کی امید راستہ بنا لیتی ہے اور (موہوم) صورتِ عالم وجود کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ لیکن جب خلاصہ باطن میں ظاہر ہوتا ہے تو نہ وجود رہتا ہے نہ حواس، نہ جہان اور نہ ہی آدم جس طرح کہ لکڑی سے آگ پیدا ہوتی ہے لیکن وہ اسی لکڑی کو راکھ کر دیتی ہے۔ پس سمجھ جا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شمس العارفین ختم ہوئی۔

شمس العارفین

(فارسی متن)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَبِّ یَسِّرۡ وَلَا تُعَسِّرۡ وَتَمِّمۡ بِالۡخَیۡرِ O اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ نَوَّرَ قُلُوۡبَ الۡعَارِفِیۡنَ بِالۡھِدَایَۃِ وَالۡعِرۡفَانِ وَشَرَحَ صُدُوۡرِ الصّٰدِقِیۡنَ بِالصِّدۡقِ وَالۡاِیۡقَانِ O وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلٰمُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ اٰخِرِ الزَّمَانِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحٰبِہٖ کُلِّھِمۡ صَاحِبِ الۡمَغۡفِرَۃِ وَالرِّضۡوَانِ O

امابعد! شروع می کنم بعون اللہ تعالیٰ این رسالہ راکہ انتخاب کردہ شد از کتاب کلید التوحید وقرب دیدار ومجموع الفضل و عقل بیدار وجامع الاسرار ونور الھدیٰ عین نما وفضل اللقاء من تصنیفات سلطان العارفین شیخنا حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ درعلم تصوف وَالۡوَصُوۡلِ اِلَی اللّٰہِ الۡمَلِکِ الۡمَنَّانِ از طریقہ قادریہ عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃِ وَالۡمَغۡفِرَۃِ بنام شمس العارفین ومشکل کشا وحضور نما خطاب دادہ شد۔

باب اول در فضائل خواندن این کتاب وعمل کردن برآن۔ باب دوم در بیان شروع کردن ذکر وفکر وترتیب تصور مشق وجودیہ ومقامات آن وعلاج دل سیاہ کہ در وتاثیر اسم اللّٰہ پیدا نمی شود۔ باب سیوم در بیان مراقبہ ومکاشفہ و احوالات آن۔ باب چہارم در بیان فنافی الشیخ وفنافی الرسولؐ وفنافی اللہ تعالیٰ۔ باب پنجم در مشرف وملازم شدن مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفضائل آن۔ باب ششم در ترتیب خواندن دعوت بر اہل قبور کہ از ہمہ دعوتہا اولی و افضل۔ باب ہفتم در متفرقات۔

بدانکہ بر طالب مرید قادری فرض عین است کہ اولاً این رسالہ را از ابتدا تا انتہا در مطالعہ آوردہ طریق تحقیق کند و بعدہٗ در باطن باتوفیق بحق رفیق شود۔

اے عزیز! باید دانست کہ اللہ تعالیٰ بندہ را پیدا کرد از برائے عبادت ومعرفت وشناس خود۔

قولہٗ تعالیٰ: وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ۔ ''اَیۡ لِیَعۡرِفُوۡنِ''

باب اوّل

در فضائل خواندن این کتاب و عمل کردن بر آن

اگر کسی را نفس سرکش و سرِ ہوا موافق ابلیس و مخالف خدا باشد و ہیچ علاج از گناہان بازگشت نخورد و ہرگز مراجعت بخدا نکند و دل مردہ از غایت غفلت در قیدِ شیطان باشد و زندہ نشود و تاثیر ذکر اسم اللّٰہ در قلب او پیدا نیاید و غریب و مظلوم و عاجز و پریشان و محتاج و ہلاک از روزگارِ دنیا و مستحق کثیر العیال و سقیم الاحوال طاقت و قوت ندارد و در فقر فاقہ میگذارد آنرا می باید کہ ازین کتاب کہ در و گنج دین و دنیا تمام است‘ ہر یک گنج ظاہری و باطنی میکند معلومِ خلق خادم او مخدوم و ازین ہر یک مطالب کلّی در یابد و جمیع خزائن اللہ در دست آرد و علم تصوف دقیق از طریق تحقیق می کشاید۔

ہر کہ این کتاب را در مطالعہ آرد و بر آن عمل کند عارف باللہ صاحب توفیق شود‘ ہمیشہ در حضور پُر نور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مشرف باشد و ارواح جمیع انبیا و اولیا اللہ با و ملاقات کنند و ہیچ چیز پیدا و پنہان از و پوشیدہ و مخفی نماند۔

این طریق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عطا اللہ فیض فضل اللہ از طریق تحقیق است۔

این کتاب صاحب ابتدا و انتہا را در معرفت خدا تمام است۔ اگر می خواند عالم فاضل صاحب تفسیر گردد ازین کتاب چہار علم در یابد، علم کیمیا اکسیر و علم دعوت تکثیر و علم ذکر اللّٰہ روشن ضمیر و علم استغراق با تاثیر صاحب نظر بر نفس امیر۔

این کتاب محک است از برائے مریدان صدیق و طالبان تصدیق و عارفان تحقیق و واصلان بحق رفیق و علمایان با توفیق و فقیران فنا فی اللہ غریق بوحدانیت دریائے عمیق۔ ہر کہ ازین کتاب اسم اعظم و گنج بیرنج نیافت‘ سوال بر گردن او و بال بر این تصرف علم است۔ کسیکہ باین مراتب رسیدہ از تاثیر بر ہفتاد ہزار مراتب از عرش تا تحت الثریٰ روشن و واضح گردد و لوح محفوظ بچشم ظاہر دوام در مطالعہ او باشد و از نظر او خاک سیم و زر گردد‘ ماضی و حال و استقبال بکشف و کرامات مینماید۔ اگر بر دیوار خاک یا بر کوہ یا بر درخت سوار شود مثل آب بدواند۔ اگر در قبور رود اہل روحانی حاضر شوند و اگر جانب درخت خشک بیند سبز گردد و ہموندم شگوفہ بر آوردہ میوہ پختہ و لائق خوردن شود۔ اگر از زمین آب طلبد زمین بروے آب آوردہ میدہد۔ اگر جانب آسمان بنگرد ہموندم ابر شود و باران ببارند ہر قدریکہ مردم می خواہند و اگر جانب آب بیند روغن زرد شود‘ و اگر جانب ریگ نظر کند شکر سفید شیرین گردد‘ و مانند این چیزہا۔ این مراتب از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بعید و بی نصیب از معرفت اللہ تعالیٰ۔ اینچنین مرشد صاحب نظر باید چون پیر محی الدینؓ پیر من است کہ ہزاران ہزار مریدان و طالبان را بیک نظر بعضی را غرق بمعرفت اِلَّا اللّٰہ آورد و بعضی را مشرف حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آورد۔ این چنین پیر باید گنج بخش بے رنج و بے ریاضت کہ با نظر او دل بذکر اللّٰہ پاک و نفس چاک و

روح پاک موافق رحمٰن ومخالف شیطان۔

اگرکسی رامشکل پیش آید وبجناب شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ رجوع آورد وبگوید سہ بار: اُحْضُرُوْا بِمَلَکِ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ وَالْحَیُّ الْحَقِّ یا شیخ عبدالقادر جیلانی حاضر شو۔ وسہ بارکلمہ طیب بر دل ضرب زند، ہموندم پیر صاحب آمدہ امداد کند ومشکل راسرانجام رساند۔

کسی راکہ عقل ودانش وشعور تمام است کہ این کتاب بحکم اللہ تعالیٰ وبنظر رحمت اللہ تعالیٰ مرقوم ومنظور وباجازت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رقم حضور شدہ۔ سالک را باید کہ اوّل مرشدی کامل مکمل عالم عامل صاحب شریعت واقف طریقت قادری سروری باشد از و دست بیعت گیرد بعدہٗ درسلوک درآید کہ ہر طریقہ راانتہا با بتدا طریقہ قادری کامل نمیرسد اگرچہ تمام عمر بریاضت سر بسنگ زند۔ مرشد قادری جامع است مجمل۔ ہر طریقہ ظاہر وباطن باشتغال ذکر و فکر است ودر طریقہ قادری ظاہر وباطن قرب معرفت اِلَّا اللّٰہ وحضور مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) باوصال است۔

المطلب آنکہ حضرت پیر دستگیرؒ درحین حیات خود بسیار کسانرا قرب معرفتِ اِلَّا اللّٰہ وحضوری وازکفروشرک نجات عارف باللہ می گرداند وبہ تبرکاتِ قدرت سبحانی محبوب ربانی پیر دستگیر حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ پنج ہزار طالبان ومریدان خود راہمیشہ ہر روز سہ ہزار را در معرفتِ نور غرق بہ مشاہدہ می بردند ودر وحدانیتِ ''اِلَّا اللّٰہُ'' کہ این ہر سہ ہزار بہ مراتب اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ رسیدند ودو ہزار داخل ومشرف مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) می بردند۔ این چنین سلک سلوکِ حضوری بتوجہ باطنی از حاضرات اسم اللہ ذات وباکلمہ طیبات ذکر ضرب ذوق وسخاوت تصور وتصرف در طریقہ قادریہ از یک دیگر تا قیامت باز نماند مثل آفتاب روشنی طلوع تابش بکند کہ ہر دو جہان واضح شود وفیض برمیگیرد۔ ابیات:

(۱) باھُو این گنج کیمیا مفلس را نمود — ہر کرا عقل است حاصل کرد زود

(۲) اسمِ اعظم انتہا با ھُو بود — ورد باھُو روز و شب یاھُو بود

(۳) کور چشم کے بہ بیند آفتاب — کور را از آفتاب صد حجاب

بدان کہ قادری را فتح از قادر است۔ اگر قادری بطریقہ دیگر رجوع آرد اہل گناہ گمراہ بے برکت مراتب او سلب شود۔ اما سالک رامرشد گرفتن ضروراست، شغلے کہ بغیر از مرشد کند طالب راہیچ فائدہ نہ دہد ونتیجہ نہ دارد وبمقام منزل نہ رساند۔

قولہٗ تعالیٰ: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ

ودر حدیث: اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ

اگر مرشد کامل قادری پیدا نمی شود لازم کہ باین کتاب شب وروز درمطالعہ درآرد وباخلاص خواند ویقین صادق دارد تا

آنزا در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دست دہد و سیر اسرار الٰہی بروی کشف گردد و از وہیچ چیز آنچہ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مخفی و پوشیدہ نماند۔ خوانندہ این کتاب عارف الحق و راہنما خلق شود۔ ہر کہ محتاج این مرقوم را خواند از اولیائی لایحتاج گردد و اگر مفلس خواند غنی گردد و پریشان حال خواند صاحب جمعیت گردد۔ ہر کہ این کتاب را از ابتدا تا انتہا خواند آنرا احتیاج دست بیعت ظاہر مرشد نماند۔ اگر صاحب رجعت خواند از رجعت خلاص شود۔ اگر مردہ دل خواند زندہ دل گردد و اگر جاہل خواند بعلم علوم کشف احوالات حیٌ و قیوم رسد حقیقت ماضی و حال و مستقبل معلوم میکند۔

ابیات:

اصل یقین است یقین یار کن　　محرم اسرار شوی از کہنہ کن

اصل یقین است یقینِ مصطفیٰؐ　　اصل یقین است یقینِ مرتضیٰؓ

اصل یقین است یقین گر شود　　کار تو از ہفت فلک بگذرد

المطلب آنکہ مرشد کامل را باید کہ طالب اللہ را اوّل بشروع تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات بمرتبہ نور فی اللہ مشرف دیدار حضور رساند کہ طالب اللہ را احتیاج ریاضت خلوت و چلہ نماند۔ اہل حضور لایحتاج را چہ احتیاج کہ ورد وظائف و دعوت خواند۔ آدمی از قید نفس و شیطان ہرگز خلاص نشود تا از دنیا دل سرد نگردد و تا آنکہ مرشد کامل نگیرد و باسم اللّٰہ ذات متبرکات مشغول نگردد و از تصور اسم اللّٰہ ذات ذکر غرق نور ربوبیت نگردد۔ طالب اللہ را ہر مطالب از نور حضور نماید و ظاہر و باطن لوح محفوظ در لوح ضمیر در آید و از حاضرات تصور کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ذکر پاکی غیبی کشاید طالب اللہ را در ہر دو جہان بہرہ بخشد با مطلب بہرہ ور نماید۔

مرشد کامل طالب صادق را از ین ہفت کلید ہفت قفل حاضرات میکشاید و بریکدم و با یک قدم طالبان را بمطالب بامقصود ہر دو جہان بنماید آنچہ تصرف ظاہری و تصرف باطنی و تصرف ازلی و تصرف ابدی و تصرف دنیا و عقبیٰ و تصرف غرق فنافی اللہ مولیٰ و تصرف توحید معرفت از ہر مراتب قرب اعلیٰ و اولیٰ۔ این چنین راز بی ریاضت و گنج بیرنج مرشد قادری سروری کامل اکمل جامع مجموع الفضل میدہاند۔

بدآنکہ! اللہ تعالیٰ فقیران صاحب حاضرات اسم اللّٰہ ذات را چنان قوت و توفیق بخشیدہ است کہ اگر خواہند از موکلان مشروحاً علم کیمیا و یا آنکہ سنگ پارس کہ با آہن چسپاتند زرسرخ گردد و موکلان از غیب الغیب ببرکت کلام اللہ و اسم اعظم بدست آوردہ میدہند لیکن فقیران اہل اللہ را کہ دوام استغراق بمع اللہ ظاہر چنان دل غنی و در باطن مجلس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ مرتبہ موکل مراتب تمامیت دنیا و جانب کیمیا و سنگ پارس بگوشہ چشم نہ نگرند اگرچہ از فقر و فاقہ خون جگر بنوشند۔ وَاَتْبَعْنٰھُمْ فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا لَعْنَۃً۔

دانی کہ از حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اصحابان و یاران پرسیدند کہ یا حضرت کدام چیز بہتر است کہ بقرب

اللہ تعالیٰ رساند فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وکدام چیز کہتر است کہ از حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ بُعد و دوری دہد فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ کہ موجب ذلت است ۔از زبان مبارک حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمود کہ دوست دارید معرفت اللہ وفقر را کہ ازین ہر دو نعمت سر فرازی وفخر دارین است' و نہ بینید بسوئے دنیا مگر بحقارت کہ دنیا متاع شیطان است ۔

اے عزیز! آدمی را باعمال ظاہر دل طاہر نگردد و از نفاق بیرون نبر آید تا آنکہ آتش مشق تصور اسم **اللّٰہ** ذات او را نسوزد و دل از سیاہی و زنگار خلاص نشود و بذکر خاص اخلاص نہ پذیرد و بغیر از ذکر دل ہر گز زندہ نشود و نفس ہر گز نمیرد اگر چہ تمام عمر تلاوت قران مجید کند و مسئلہ فقہ خواند یا آنکہ بسیار زہد و ریاضت کند وکوز پشت شود و ہچون مثل موئے باریک گردد' ہمچنان دل سیاہ بماند' بغیر از مشق تصور اسم **اللّٰہ** ذات ہیچ فائدہ ندارد اگر چہ بریاضت سر بسنگ زند۔ ومشق تصور اسم **اللّٰہ** ذات کنندہ معشوق بی مشقت ومحبوب بی محنت' آن مراتب مرغوب است ۔

اگر کسی زمین را طی کند و بزیر قدم او نیم گام شود و مدام پنج وقت نماز بخانہ کعبہ باسنت و جماعت میخواند و یا ہمیشہ ہم صحبت با مہتر خضر علیہ السلام دارد و مقابلہ علم کند و از حضرت آدم علیہ السلام تا خاتم النبیین صلوٰت اللہ علیہم اجمعین و از خاتم النبیین تا بروز جزا بہر یک ارواح انبیا و اولیا اللہ صاحب مراتب مومن مسلمان دست مصافحہ کند وملاقات مجلس بود و ہر یک ارواح را نام بداند و بشناسد و آنچہ بروئے زمین صاحبِ ورد و وظائف اہل دعوت و حافظ تلاوت قرآن مجید کہ شب و روز بطہارت میخوانند یا شخصی تمام دنیا بدست آرد و شب و روز تصرف کند فی سبیل اللہ و سخاوت کند و نافع المسلمین باشد' ازین ہمہ چیز با بہتر است کہ در تصور اسم **اللّٰہ** ذات غرق شدن وملازم مشرف مجلس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بودن ۔

باید دانست بندہ را کہ از ذکر خدا یک دم نباشد جدا ''اَلۡاَنۡفَاسُ مَعۡدُوۡدَۃٌ وَکُلُّ نَفَسٍ یَخۡرُجُ بِغَیۡرِ ذِکۡرِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَھُوَ مَیِّتٌ''۔

فرد:

ہر کہ دیوانہ شود با ذکر حق — زیر پایش عرش و کرسی ہر طبق

ہر کہ غافل میشود ذکر از خدا — نفس او فربہ شود کفر از ریا

باب دویم
دربیان شروع کردن ذکر

بدانکہ اوّل مرشد کامل را فرض عین است کہ طالب را مقام خوف و رجا و مقام کشف القبور و مقام مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور بنماید بعد ازان طالب اللہ را علم معرفت تلقین کند چنانچہ اول بذکر و فکر و مراقبہ و بورد وظائف ہرگز مشغول نگرداند بجز تصور اسم اَللّٰہُ حضور کہ با تفکر اسم اللّٰہ باطن معمور۔

مرشد کامل را باید کہ اوّل خوشخط اسم اللّٰہ نوشتہ بدست طالب اللہ بدہد و بگوید کہ ای طالب! ایں اسم اللّٰہ بر دل بنویس و چون طالب بر دل بنویسد و بر دل اسم اللّٰہ سکونت و قرار گیرد، می گوید طالب را کہ ای طالب! از حروف اسم اللّٰہ مثل آفتاب تجلیٰ نور روشنی طلوع زند و گرد بگرد دل ملک لایزالی ولازوالی میدان وسیع از چہاردہ طبق کہ کونین دران میدان بمقدار دانہ اسپند می گنجد۔ و در آن میدان یک روضہ گنبد است کہ طالب را درنظر می آید۔ و بر دروازہ آن روضہ قفل کلمہ طیب است 'لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہ کلید آن قفل کلمہ طیب اسم " اللّٰہ '' است۔ چون طالب اسم اللّٰہ را بخواند قفل بکشاید و طالب اندرون روضہ در آید و می بیند مجلس عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با اصحاب کبار نبوی کریم برصراط المستقیم و داخل مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم صحبت شود و قرب حبیب نصیب از حکم حق تعالیٰ با توفیق مرشد کامل صادق صدیق ہمراہ رفیق خواہد شد۔

و اگر کسی را از دل وسوسہ شیطانی و خطرات و وہمات نفسانی کہ ہزاران ہزار زنار در وجود آدمی بسبب مذکور موجود و جملہ مجموعہ یک نیم لکھ و دہ ہزار زنار کہ رشتہ زنار سخت تر از رشتہ یہود و نصاریٰ ازین سبب سیاہ و مردہ و افسردہ باشد پس مرشد کامل را باید کہ تصور اسمِ اللّٰہ ذات فرماید و حروف اسمِ اللّٰہ ذات و حروف کلمہ طیب با تفکر و توجہات گرد بگرد دل طالب بنویسد کہ بنوشتن این حروف ہا از سر تا قدم چنان پیدا میشود آتش توحید انوار از قرب و دیدار معرفتِ پروردگار کہ یکبارگی سوختہ گردد زنارِ بدکردار۔ بعد ازان طالب اللہ مسلمان حقیقی با صفات القلب و تصدیق الیقین گردد و غرق فی التوحید و دیدار پروردگار از کفر و شرک بیزار۔

بشنو اے جان من! مرشدان و طالبان ہر دو را بس بود این یک سخن کہ بہ پہلوئے چپ تو مقام نفس و بہ پہلوئے راست تو مقام شیطان پس درمیان دو دشمنان جنگِ تو واقع شدہ۔ پس کسی را کہ اینچنین دشمنان در ہر دو پہلوئے بمثل زخم تیر و یا درد خار است، درون خوار پس آنرا خواب و خوش وقتی چہ درکار؟ اے دانا! ہر دم باخبر باش کہ بلا فرصت موت را چہ اعتبار۔ پس طالب را باید کہ با تصور اسمِ اللّٰہ ذات مشغول شود و از میان حروف اسمِ اللّٰہ پیدا شود شعلۂ تجلیٰ انوار و در آن

www.sultan-ul-faqr-publications.com

انوار غرق شود مشرف دیدار پروردگار کہ نہ یاد ماند بہشت بہار و نہ یاد ماند دوزخ نار۔ اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرِّجَآءِ واقع است۔

چون فقیر بمشق اسم اَللّٰہُ ذات مشغول شود، ہر موئے از تن او زبان کشاید و در جوش در آید اللّٰه، اللّٰه، اللّٰه گویاں شود و قلب او نعرہ زند سِرّ ھُوْ، سِرّ ھُوْ، سِرّ ھُو و روح فریاد کند ھُوَالْحَقُّ، ھُوَالْحَقُّ، ھُوَالْحَقُّ و نفس خواندن این ورد گیرد رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا و نقش مشق وجودیہ باسم اللّٰه ذات مراتب معشوقی و محبوبی دارد۔ نقش خوشخط باین طرز باشد۔

يَا اَللّٰهُ

در وجود آدمی دو دم است، یکی دم اندرون و دیگر بیرون میرود۔ فرشتہ کہ بادم اندرون مؤکل است بحضور حق تعالیٰ عرض کند خداوندا! دم اندرون قبض کنم یا باز بیرون آرم، و دم کہ بیرون بر آید فرشتہ مؤکل او نیز ہمچنان گوید۔ پس باہر دم عرض حضور رب العٰلمین می شود۔ و دم کہ بتصور اسم اللّٰه ذات از وجود بیرون آید، آن دم صورت می شود خاص نور و میرود بدرگاہِ اِلٰہ حضور مثل گوہر میشود، اگر چہ کونین ہر دو جہان جمع بکنند و آنچہ متاعِ دنیا و بہشت ہست تا برابر قیمت آن نشود کہ آن گوہرِ بے بہا است، چنانچہ فقیران را خزانچی گوہر خزائن اللّٰہ گویند اللّٰہ بس ماسویٰ اللّٰہ ہوس۔

لیکن طالب را باید کہ اوّل وضو کامل سازد و جامہ پاک پوشد و در جایٔ خالی در آید و مستقبل قبلہ شدہ در قعدہ مربعہ بنشیند۔ چون خواہد کہ متوجہ باستغراق اشتغال اللّٰہ شروع کند، ہر دو چشم را بپوشد و در مراقبہ در آید و تفکر اسم اللّٰه ذات بگیرد۔ اما طالب اللّٰہ را می باید کہ وقت شروع راہ شیطانی ظاہر و باطن بند سازد و خطرہ نفسانی از خود جدا اندازد و می باید کہ طالب اللّٰہ سہ مرتبہ تسمیہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بخواند و سہ مرتبہ درود بخواند و سہ مرتبہ آیت الکرسی بخواند و سہ مرتبہ سَلٰمٌ ۚ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ و سہ مرتبہ چہار قل و سہ مرتبہ سورۃ فاتحہ و سہ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ و ہزار مرتبہ استغفار و سہ مرتبہ کلمہ شہادت و سہ مرتبہ کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ برخود بدمد۔ اول طالب اللّٰہ را باید کہ بشروع تصور اسم اللّٰه ذات کند و اسم اللّٰه با تفکر بر دل نویسد۔ از تاثیر اسم اللّٰه سینہ صفائی بگیرد و خناس خرطوم بمیرد۔ بعدہٗ در چشم تصور کند و در نظر مراقبہ پرواز کند گرد بگرد دل بمیدان وسیع داخل میشود در مجلس محمدی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم و در آن وقت لاحول و سبحان اللّٰہ و درود شریف بخواند تا از

www.sultan-ul-faqr-publications.com

مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حکم شود کہ ای صاحبِ تصور این خاص مجلسِ محمدی است، شیطان راقدرت نیست کہ باین مقام برسد۔ بعدۂ طالب اللہ حق و باطل را تحقیق کند باعیان اوّل معائنہ تحقیق کردن کہ گرد بگرد دل چہار میدان است۔ چنانچہ مشاہدہ میدان ازل ومشاہدہ میدان ابد ومشاہدہ میدان طبقات از عرش تا تحت الثریٰ دنیا ومشاہدہ میدان عقبیٰ و در دل قلب وفی القلب سرّ وفی السرّ اسرار است وفی الاسرار مشاہدہ نور حضور معرفت اللہ قرب دیدار پروردگار۔ مرشد کامل طالب صادق را روز اول بمرتبہ مشاہدہ دل رساند ومرشد ناقص شب وروز چلہ وریاضت کشاند وصورت تصور دل بگرد دل چہار میدان مرشد کامل بکشاید وبنماید۔ این است لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مفتاح یَافَتَّاحُ بعد ازان اسم اللّٰہ واسم مُحَمَّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم در تصور در آرد و بر اسمین نظر دارد۔ بعدۂ در دریایٔ توحید الٰہی غوطہ خورد و از غلبات ذکر اللّٰہ غرق شود واز خود بیخود گردد وبموافق آیت کریمہ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ می شود۔ اسمین شریفین این اند۔

اَللّٰہُ

مُحَمَّدٌ

بدانکہ اساس معرفت معراجِ محبت، ملاقات روحانی وقرب حضور، مشاہدات اسرار ربانی، مراتب فقر فنافی اللہ بقاباللہ، ابتدا تاانتہا توحید سبحانی، تصور تفکر تصرف توجہ توکل مشق کنندہ اسم اللّٰہ ذات۔ بہر نوع انواع ذکر حضور وعلم کلمات ربانی الہام مذکور تصور از تاثیر اسم اللّٰہ ذات مشق است کہ با تفکر انگشت بر دل نقش اسم اللّٰہ ذات بنویسد۔ ازین اسم اللّٰہ ذات معلوم شود علوم چنانچہ علم وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا وعلم اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ؕ وعلم اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۙ و چنانچہ ''وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ'' وعلم ''اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً'' وعلم ''وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى'' ۔ ''اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْمُعَامَلَةِ وَعِلْمُ الْمُكَاشِفَةِ''۔ چون علم مکاشفہ معرفت الٰہی بکشاید چنانچہ علم معاملات وعلم معاملات در علم مکاشفات می در آید از آنکہ از مشق اسم اللّٰہ مشقت کتب الاکتاب بی حجاب از تصور اسم اللّٰہ ذات میگردد و ہر یک علم ظاہری وباطنی وکلمات الحق می ورزد۔ قولہ تعالیٰ: قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ و ازین علم مشق تصور اسم اللّٰہ تزکیہ نفس وتصفیہ قلب وتجلیہ روح وتجلیہ سرّ۔ ہر کہ باین مراتب رسد

www.sultan-ul-faqr-publications.com

قالب لباس قلب پوشد وقلب لباس روح پوشد و روح لباس سرّ پوشد۔ چون جملگی یکی گرددٗ اوصاف ذمیمہ از وجود برخیزد و حواس خمسہ ظاہر بستہ گردد و حواس باطنی بکشاید۔ بعدۂ علم وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ برسد دل۔ چون روح اعظم در وجود معظم حضرت آدم صلوٰت اللہ علیہ داخل شدٗ اوّل روح در وجود گفت یَآاَللّٰہُ وبگفتن نام اللہ فِيْمَا بَيْنَ الْعَبْدِ وَالرَّبِّ ہیچ حجاب نماند، تاقیامت برخیزدٗ ہنوز باتنہاو بکنہ اسم اللّٰہ ذات نرسیدہ باشد۔

بیت:

ہر چہ خوانی از علم اللّٰہ بخوان
اسم اللّٰہ با تو ماند جاودان

فقیریکہ بعلم ظاہری دوستی ندارد باطن ازمجلسِ انبیا جانیابد وعالمی کہ ظاہر و باطن ازفقیر کامل طلب معرفت اللّٰہ وذکر اللّٰہ نکند عاقبت ازمعرفتِ الٰہی محرومٗ از بہرآ نکہ بغیر ازطلب اللہ حبِ دنیا از دل بیرون نرود۔

بیت:

از دل بدر کن پشۂ خطرات را
تا بیابی وحدت حق ذات را

حدیث: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلٰی اَعْمَالِکُمْ بَلْ یَنْظُرُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ

مشق تصور اسمِ اللّٰہ ذات چنان دل رازندہ گرداند چنانچہ زندہ شود از باران رحمت قطرات گیاہ خشک و زمین خشک و سبزہ اززمین سربرزند وزندہ شود و از بسیاری تصور کنندہ اسم اللّٰہ رابرتن آنچہ موئیست ہمہ زبان بذکر اللّٰہ کشاید بنام "یَآاَللّٰہُ، یَآاَللّٰہُ" وتصور اسمِ اَللّٰہُ ذات کنندہ مشق راتمام عمرحصار شد ازشر شیاطین وشیاطین الانس والجن۔ وتصور اسمِ اللّٰہ ذات کنندہ مشق نجات یافت از آتشِ دوزخ وصاحبِ تصور مشق کنندہ را قبر اوخلوت خانہ خوابگاہ نوم العروس است و بدیدن اومنکرنکیر درآداب درآیندٗ چون حیران لب بستہ مانند ومیگویند! آفرین بادٗ خوش آمدی۔ ازتصور اسمِ اللّٰہ ذات مشق کنندہ خلاصہ سلک سلوک راہ را ازفقر است ومشق کنندہ ہمیشہ بمجلس ملاقات بہر ارواح انبیا واولیا اللہ استٗ بعضی میدانند وبعضی نمیدانند۔ آنکہ میدانندٗ ولی اللہ اندٗ بذکر جلالیت وجد حال شوریدہ و جوشیدہ۔ وآنکہ نمیدانندٗ زیر قبایٔ اللہ پوشیدہ۔ اِنَّ اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ واز صاحب تصور مشق کنندہ اسمِ ذات آتش دوزخ ہفتاد سالہ راہ میگریزد وبہشت ہفتاد سالہ راہ پیش استقبال او کند۔

بدانکہ اسم اللّٰہ چہار حروف است "ا ل ل ہ" پس ہر چہار ملک درین اسم اند، یکی ازلٗ دوم ابدٗ سیوم دنیا چہارم عقبیٰ۔

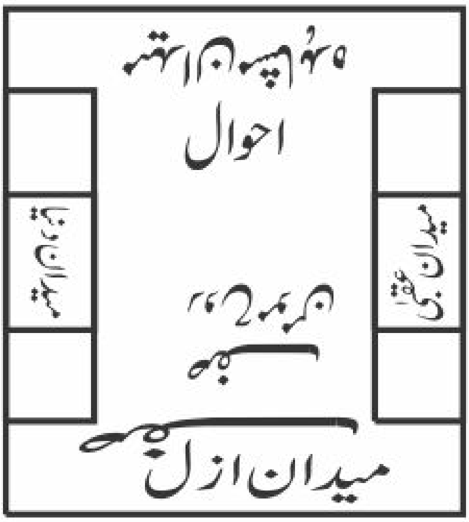

ہرکسی راAز''الف'' بدل روشنی بود دل او جام جہان نماو آئینہ سکندری وصفائی میگیر دو ہژدہ ہزار عالم راتماشا درو بیندو باحدیت رسدو از حرف ''ل'' اول مقام لاھوت و از حرف ''ل'' دویم در ملک لانہایت لامکان رسد و از حرف ''ہ'' ملک ہدایت صاحب ہدیٰ شود۔ ہرکہ این احوالات ندارد آنرا اسم اَللّٰہُ تاثیر نکردہ باشد و از اسم اللّٰہ خبر ندارد۔

چون در وجود طالب اللہ اسم اللّٰہ ذات تاثیر بکند رنگ معرفت گیرد و بکمال برسد و دُوری از وجود اُو برخیزد و بمراد رسد۔ جانب دل از سرتاقدم بچشم عیان برو نظر کند و بہ بیند کہ اسم اَللّٰہُ از ہر موی نقش نگار بر ہمہ وجود نوشتہ اند اسم اَللّٰہُ و ہر موی وگوشت و پوست و رگ و دل واستخوان و مغز زبان گیرد و در و دیوار و بازار اسم اللّٰہ بہ بیند و بر درختان اسم اللّٰہ عیان کند و ہر طرف کہ نظر کند اسم اَللّٰہُ ذات ظاہر در نظر می آرد و ہر چہ شنود و ہر چہ گوید آواز اسم اللّٰہ در آید۔

مشق تصور اسم اللّٰہ ذات شش قسم است اسم اَللّٰہُ ذات و اسم لِلّٰہ و اسم لَہٗ و اسم ھُوْ و اسم مُحَمَّدٌ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وکلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ چون در ہر یک اسم ذات و اسم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وکلمہ طیب محو گردد، ہر گناہ زیر لباس نور اسم اللّٰہ ذات می باشد نہفتہ۔

این نیز تمامیت است اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ از مرشد جامع سروری قادری مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا روز اول طالب را بمراتب اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ، مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا عارف باللہ رساند۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا آنست کہ آنچہ مراتب مماتست در حیات بہ بیند و مراتب حیات چیست و مراتب ممات چہ باشد۔ مراتب ممات آنکہ از وقت جان کندن ہر چہ حساب کند عذاب وثواب از صراط گذشتہ در بہشت در آید و از دست محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از حوض کوثر ساغر شرابًا طہورًا بنوشد و پانصد سال بسجود بحضور رب العٰلمین افتادہ ماند۔ و بعد از ان بہ متابعت صف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ دران صف بر ہر روحانی ذکر کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ و بدیدار رویت رب العٰلمین مشرف و معزز گردد نہ بظاہر چشم بلکہ از چشم دل دوام بدیدار لقائ را ازین مراتب اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ

فَهُوَ اللّٰهُ o مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا مرشد جامع از تصورات حاضرات اسم اللّٰہ ذات از کلمہ طیبات لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ می کشاید و می نماید۔ مرشد جامع سروری قادری چنین باید۔ ای عزیز! بر ذاکران ذکر ثابت نگردد تا آنکہ کلید ذکر بدست نمیگیرند۔ کلید ذکر تصور اسم اللّٰہ ذات است۔ از تصور اسم اللّٰہ ذات چندان ذکر کشاید کہ در شمار نیاید و آنچہ بر تن موئ است علیحدہ علیحدہ بذکر اللہ چنان نعرہ زنند کہ از سر تا قدم گوشت پوست رگ مغز استخوان ہمہ در خروش بذکر اللہ در آیند۔ این است مراتب صاحب تصور اسم اللّٰہ ذات کہ ہمہ اوست در مغز و پوست۔

و نیز ذکر اثبات نگردد بغیر از چہار چیز یکی مشاہدہ غرق فنا فی اللہ، دوم حضوری مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سیوم بر آمدن از ماسویٰ اللہ چہارم رسیدن بمراتب بقا باللہ۔ این چہار مراتب باین ذکر با تعلق دارد چنانچہ ذکر خفیہ عین العیانی و از ذکر حامل نفس فانی و فرحت روح از ذکر سلطانی و زندگی قلب از ذکر قربانی و ذکر مجموع العلم رحمانی حساب کے نوشتن می توانی۔ شخصے کہ از ذکر دیوانہ و از خود بیخود گردد بر تن او دست بیند از ند، اگر وجود او از آتش گرم تر است مثل اخگر غرق است در مشاہدہ معرفت اِلَّا اللّٰهُ۔ و اگر وجود او از آب سرد تر است گوئی کہ مردہ در مجلس انبیا اللہ و اولیا اللہ مشرف ملاقات۔ پس این مراتب از توحید است۔ وجودے کہ نہ سردی دارد و نہ گرمی و بگریان آہ در شور و فغان او از اہل تقلید است۔

بدانکہ چون قلب در جنبش در آید و صاحب قلب با تصور اسم اللّٰہ ذات بر سر قلب نقش منقش اسم اللّٰہ ذات را درست بہ بیند و از میان ہر یک حروف اسم اللّٰہ ذات شعلہ نور مثل آفتاب گرد بگرد قلب طلوع تابش روشنی زند و قلب از سر تا قدم در قبض تجلیات نور ذات در آید و زبان کشاید یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ ہر بار کہ قلب نام اللہ گیرد و بمع کلمہ طیب ثواب ہفتاد ہزار ختم قران یابد بلکہ ثواب بسیار بیشمار۔ چون آنچنین ذاکر صاحب قلب با تصور اسم اللّٰہ چشم پوشیدہ در مراقبہ در آید با استغراق متوجہ قلب شود و می گردد در تجلیات ذات غرق نور مشاہدہ ربوبیت حضور پس پنجاہ و سی سال گناہ از دفاتر کراماً کاتبین محو و منسوخ گردد بامر اللہ تعالیٰ و بہ برکت نور عظمت اسم اللّٰہ ذات و برکت کلمہ طیبات لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم این عمل تقبل اللہ پوشیدہ بیریا است دوام بمد نظر خدا است کہ نظر خدا تعالیٰ بر دل است۔

بدانکہ! چون صاحب تصور باسم اللّٰہ ذات با ترتیب کلمہ طیب چشم پوشیدہ بمراقبہ رود تیغ تصور اسم اللّٰہ ذات بدست گیرد و قتل کند صغیرہ و کبیرہ گناہان تمام عمر و قتل کند نفس و شیطان را و قتل کند خناس و خرطوم و جمیع خطرات را گوئی کہ جملہ دار حرب کہ بروئ زمین است قتل کردہ باشد۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم: تَفَكُّرُ السَّاعَةِ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ

آنچنین ذکر مدام و تفکر تمام و مراقبہ حضور علیہ السلام را مجموع الحسنات گویند بموجب این آیت کریمہ

قولہ تعالیٰ: اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝

بدانکہ چون ذاکرِ ذکرِ خفیہ چشم پوشیدہ متوجہ مراقبہ غرق بدل شود اول بمد دراز بلند آواز بگوید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ ہرکہ باین نعمت عظمیٰ رسد ذاکر رحمانی حافظؒ و ہرکہ ازین نعمت محروم اوسیاہ دل خراب بخطرات شیطانی۔ درمیان انسان و حیوان ہمین قلب است، قلب سلیم پر ذکر نور اللہ روشن ضمیر انسان است و اِلَّا نہ حیوان است۔ انسان آنرا گویند کہ ظاہر باعبودیت و باطن از مشاہدہ دل معرفت الٰہی نور حضور ربوبیت کہ ہر دو بال و پر است۔ بدانکہ ہریک سلک سلوک اعمال ظاہر مثل چراغ است و راہ سلک حضوری تصور حاضرات اسم اللہ ذات مثل آفتاب است۔ چون آفتاب تجلی نور توحید ذات شعلہ زند از ان طلوع تمام قلب روشن ضمیر شود۔ چون نور اسم اللہ تابش بلوح ضمیر شود نازل صاحب لوح ضمیر در علم معرفت الٰہی می شود صاحب تحصیل بعلم علوم حی قیوم، معرفت توحید مقامات ہریک میشود روشن معلوم مفہوم آنچہ علوم در لوح محفوظ است مرقوم از آنکہ لوح ضمیر صفا مثل آئینہ اسکندری می گردد رونما برکت حضوری مجلس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ ہر علم و حقیقت آنچہ برلوح محفوظ است نوشتہ ہمہ در لوح ضمیر درآید و کلام اللہ آنچہ مرقوم برلوح محفوظ است بالوح ضمیر مقابلہ کند۔ اگر کلام اللہ بمقابلہ ظاہر و باطن درست آید تحقیق است و اگر حرفی کہ از مقابلہ از روئے عظمت و کرم و شرف بمد نظر اللہ تعالیٰ کہ نظر خدا تعالیٰ برعرش و کرسی و لوح محفوظ نیست کہ نظر خدا تعالیٰ برلوح ضمیر است، آن صاحب لوح ضمیر کہ بر نفس امیر کہ دوام بطاعت و بندگی۔ بیت:

بندگی کن، بندگی کن، بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

قولہ تعالیٰ: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

دلی کہ جنبش بذکر اللہ تابع بمشاہدہ نور اللہ حضوری درآید معرفت الٰہی بکشاید۔ اینچنین دل بگرد خانہ کعبہ طواف کند یا آنکہ بگرد عرش اکبر طواف میکند یا بگرد کعبہ دل عرش اکبر طواف کند موجب این آیت کریمہ۔

قولہ تعالیٰ: وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝ۭ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۝

ہرکہ نود نہ نام باری تعالیٰ ہریک نام اللہ را در تصرف و تصور درآرد تاثیر نام باری تعالیٰ سیاہی و کدورت و زنگار از دل بردارد۔ دلی کہ بدین صفت بروشنی معرفت الٰہی موصوف و مکشوف گردد، اینچنین دلی بی زنگار پر نور بذکر اللہ پروردگار لائق نظرگاہ الٰہ روشن ضمیر۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ فقیر یعنی الہام بالہام، جواب باصواب۔ بدین مقام مشو مغرور ای خام! این مقام نیز مبتدی است۔ بدانکہ دل بمثل خانہ نور کہ دوام بمد نظر اللہ حضور و در خانہ دل نور ہفت گنج الٰہی است۔

اول گنج ایمان، دوم گنج علم، سیوم گنج تصدیق، چہارم گنج توفیق، پنجم گنج محبت، ششم گنج فقر، ہفتم گنج معرفت اللہ توحید و برگرد خانہ دل از برائی محافظت ہفت گنج ہفت قلعہ است و در ہر قلعہ ہفتاد ہزار لشکر نور الٰہی غالب الامر۔ ہفت قلعہ این است کہ بہفت روز گرد دل آراستہ کردہ شود کہ در حیات و ممات از لشکر شیطانی خطرات و ہوا نفسانی و وہمات و وسوسہ دنیا حادثات فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فِيْ اَمَانِ اللّٰهِ۔ اینست مراتب اہل مشاہدہ حضور فقر فنا فی اللہ و عارف باللہ نیز گویند۔

ہفت قلعہ ہفت تصور است محنت یک ہفتہ۔ اول قلعہ تصور اسم اَللّٰهُ دوم قلعہ تصور اسم لِلّٰهِ سیوم قلعہ تصور اسم لَهٗ چہارم قلعہ تصور اسم هُوْ پنجم قلعہ تصور اسم مُحَمَّدٌ ششم قلعہ تصور اسم فَقْرٌ ہفتم قلعہ تصور کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ ۔

چون سالک در تصور اسم اللہ ذات در آید ہفت اندام قلب قالب از توحید نور اللہ جامہ پوشد و در دریائے عمیق توحید غریق شود۔ چون در دریائے توحید در آید باز در حیات و ممات از توحید بیرون نبرآید، دوام ہمسخن مع اللہ حضور باشد ہمیشہ در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرف گردد و تماشائے ہر دو جہان در نظر آرد، از ہیچ چیز مخفی و پوشیدہ نماند۔

اینست

اَللّٰهُ

و چون سالک در تصور اسم لِلّٰهِ در آید آنرا حسن و سرود خوش نیاید، اگرچہ حسن صورت مہتر یوسف علیہ السلام و سرود خوش آواز مثل حنجرہ مہتر داؤد علیہ السلام باشد۔ آن آواز شنیدنی الست بربکم از آن است شوق مست و حسن دیدار انوار از تجلی پروردگار بحسن مخلوق آنرا چہ کار؟ یکی را خواند و یکی را داند و دوام در قید توحید بماند این است۔

لِلّٰهِ

چون سالک در تصور اسم لَهٗ در آید آن اسم حضور تمام عالم را مشکل کشا باطن صفا، خواندہ در معرفت توحید رساند دوام در قید بمدِ نظر اللہ بماند و ہر دو دست از کونین بیفشاند نفس و شیطان را قتل سازد و نفس لباس قلب پوشد و قلب لباس روح پوشد

www.sultan-ul-faqr-publications.com

وروح لباس سرّ پوشد ہر چہار محو گردد و .بمراقبہ مرتبہ فنا فی اللہ حاصل شود اینست ۔

لَهٗ

وہر کہ در تصور ھُوْ درآید علم دعوت سرّ و گنج آ زادر حضور رساند و دور مدور قرآن آیات مع اللہ خواند ۔آنست مراتب عامل دعوت حافظ ربانی قلب زندہ ونفس فانی فرحت روح باعیانی ۔ہر کہ بدین طریق دعوت خواند عامل قبور وکامل حضوراست ۔انتہائی دعوت ہمیں است ۔این مراتب جامع جمعیت بخش جوہر شناس این است

هُوْ

چون در تصور اسم محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم درآید ہر سخن او از حضور پر نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لب کشاید ولا یحتاج شود ۔ہر کرا تصور اسم محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تاثیر کند روشن ضمیر شود وقلب سلیم گردد و در صراط مستقیم درآید با عظمت عظیم ہمدم وہمقدم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم جسم وہم جان وہم زبان وہمگو یا وہم شنوا وہم بینا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۔برتن لباس شریعت پوشد ۔صاحب تصور اسم مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دم نزند ونخروشد، اَلنِّهَایَۃُ هُوَ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَۃِ حاصل شود ۔واز حرف ''م'' محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بتصور مشاہدہ معرفت الٰہی بکشاید واز حرف ''ح'' محمد مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضور نماید واز حرف دوم ''م'' محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تماشا کونین در عمل درآید واز حرف ''دال'' محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بشروع ورد مقاصد جملہ دریابد ۔ہر چہار حرف تیغ برہنہ قاتل الکفار یہود است ۔

مُحَمَّدٌ

ہر کہ در تصور اسم ''فَقْرْ'' درآید لا یحتاج گردد ،تمام تصرف گنج دنیا وعقبیٰ حاصل شود وہر چیزی را کہ بگوید بامر اللہ تعالیٰ شو

میشود۔ چوں در تصور فقر در آید آنزا السلطان الفقر رساند جمعیت جزو کل حاصل گردد و مرتبہ فنا فی اللہ بقا باللہ روی نماید بموجب آیت کریمہ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَ کِیْلًا این است۔

فَقَر

چون در تصور کلمہ طیب در آید جمیع علوم بروی مکشوف گردد و اسم اعظم از قرآن دریابد و جمیع ارواح انبیا و اولیا اللہ باو ملاقات کنند و حقیقت ماضی و حال و استقبال معلوم شود سنگ پارس از کوہ دریابد جملہ جن و انس و ملائک فرمانبردار شوند باقی احتیاج ہیچ نماند۔ اگر صاحب تصور کلمہ طیب بر زمین بگذرد جمیع درختان و گیاہ ہا باو ہمسخن شوند کہ در ما ہمین خاصیت پیدا است۔ اگر بر خاک یا بر کوہ توجہ کند اگر خواہد زر گردد در حال زر گردد۔ اگر خواہد کہ آتش یا آب پیدا آید بامر اللہ تعالیٰ پیدا شود۔ اگر بر کافر توجہ کند مسلمان شود۔ اگر بر جاہل توجہ کند عالم گردد۔ اگر بر مریض نظر کند شفا یابد ہر چہ خواہد بیابد۔ کلید ہمہ چیزہا ہمین کلمہ طیب است۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

ذاکر قلبی آنست کہ در اندرون قلب ہفت قلعہ ولایت است در آن ہفت قلعہ ذکر در آید و ہفت گنج الٰہی کہ در ولایت قلب است بی رنج و بیریاضت در تصرف در آرد۔ این را صاحب ولایت قلب نامند۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:
اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرِّجَآءِ۔

پس سہ مقام شد مقام خوف نفس ہر کہ در مقام خوف نفس در آید از گناہان استغفار خواند رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا چون در مقام رجا در آید در طاعت و بندگی رجوع آرد و روح حلاوت یابد کہ رجا مقام روح است از ان روز ازل و در میان نفس و روح است مقام قلب۔ چون متوجہ بہ مقام قلب غرق شود و قالب قلب گردد و ہفت اندام لباس نور پوشد۔ و رجا و خوف

www.sultan-ul-faqr-publications.com

ہر دو بمد نظر در آیند و بمراتب اولیا اللہ رسد۔ قولہ تعالیٰ: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اولیا اللہ آنرا گویند کہ از سر تا قدم برحمت اللہ پیچیدہ باشد بایمان وصدق وتصدیق ویقین و ذاکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم این مجموعہ چہار چیز اساس ایمان رحمت است نصیب اہل ایمان ختم آخر عاقبت خاتمہ بالخیر۔ ہر کہ بایمان رود صد گنج بردو ہر کہ بے ایمان رود مفلس بمیرد۔

بدانکہ ذکر چہار اند، از زبان وقلب وروح وسرّ۔ صاحب ذکر زبان راز بان سیف گردد وصاحب ذکر قلب را در دل از ذکر قلب داغ محبت اللہ چنان پیدا وہویدا شود کہ بجز اللہ تعالیٰ با دیگر انس والفت ومحبت نگیرد وقلب او از ذکر تصدیق زندہ گردد در حیات وممات نمیرد۔ وذاکر روح را دوام مجلس بارواح انبیا واولیا اللہ می باشد ومجلس نفسانی ذاکر روحی را خوش نیاید۔ وصاحب ذکر سرّ را مشاہدہ تجلیات ظاہر وباطن مثل باران رحمت قطرات مطرات میبارد۔ چون ہر چہار ذکر مجموعہ یکبارگی بکشاید عارف باللہ شود وفقیر خاکسار گردد۔

بدانکہ چون صاحب تصور اسم اللہ ذات در استغراق فی حروف اسم "اللہ" در آید و ہر حرف اسم "اللہ" وسیع است از ہفت طبق زمین واز ہر فلک عرش وکرسی ولوح وقلم بلکہ وسیع است از ہر دو جہان۔ پس ہر کہ در آید درین وسیع این است مقام معرفت مطلق توحید فنا فی اللہ بقا باللہ تجرید وتفرید۔ وہر کہ در یک ازین حروف اسم ذات محرم گردد اہل ذات وجود آنرا مطلق گردد پاک۔ پس ہر کہ محو در حروف اسم اللہ ذات پاک در روز قیامت او را از محاسبہ چہ باک؟

قولہ تعالیٰ: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ہر کہ محرم معرفت اسم اللہ گردد آنچہ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ہمہ کشف وعارف معروف، ظاہر نزد خلق حقیر وزشت وباطن ہوشیار۔ مقرب پروردگار ومشتاق بروی اہل ارواح انبیا واولیا واہل بہشت۔ اینچنین عارف را عارف باللہ ذات حروف گویند۔ پس معلوم شد کہ عارف باللہ را نشت وبرخاست ہر کاریکہ کند از حکم حضوری اللہ تعالیٰ وباجازت نبی اللہ۔ کار دینی ودنیوی ایشان از حکمت فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ خالی نیست۔ بہر حال وبہر قال وبہر اعمال وبہر افعال از معرفت الٰہی وصال است کہ اصل ایشان بر تصور اسم اللہ ذات است۔ ہر کار ایشان از اصل مطلق وصل است، اگرچہ کار ایشان نزدیک خلق گناہ اما نزدیک خالق صواب وراستی راہ، چنانچہ راہ وگناہ مجلس موسیٰ صلوٰت اللہ وخضر نبی اللہ علیہ السلام از یکدیگر خلاف چنانچہ در سورۃ کہف واقع شد وحضرت خضر کشتی را شکست ودیوار شکستہ را اقامت ساخت وبچہ را کشت۔ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ۔

بدانکہ ہیچ چیز مخلوقات توحیدات از قرآن آیات بیرون نیست بر وبحر خشکی وتری۔ بدانکہ بعضی بزرگ بدوازدہ سال ویا چہل سال ریاضت کردہ لوح محفوظ در مطالعہ آوردہ بعرش رسیدہ واز بالائی عرش رسیدہ واز بالائی عرش ہزاران ہزار مقام بہوا پریدہ مقام غوثی وقطبی طالب مرید ع۔ وجاہ نعمت دنیا، نام وناموس وکشف وکرامات جنونیات مؤکلات در حکم

آوردہ، ہمین مراتب رامعرفت توحیدالٰہی فہمیدہ اندوبعضی بزرگ بذکرقلب ازغایت ذکرقلب وغرق درمطالعہ لوح ضمیر والہام راتوحیدمعرفت تمام میدانندوبعضی بذکرروح دردماغ سر بجنبش دماغ ازتجلی روح نورچراغ مشاہدہ راتوحیدو معرفت الٰہی پندارند۔این ہریک مراتب مخلوق درجات است ومراتب درجات ازاہل تقلیداز فقرمحمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بعیدودورتر ازمعرفت الٰہی توحید۔

المطلب آنکہ ابتدا ''اللہ'' ہیچ کس ندیدہ وباانتہا ''اللہ'' ہیچکس نرسیدہ۔پس معرفت چہ چیزاست وتوحیدکراگویندومشاہدہ قرب حضوری کراخوانند؟

بشنو!سلک سلوک معرفت الٰہی توحیدقرب مشاہدہ حضوری این است کہ طالب اللہ تصوراسم اللہ ذات باتصورکلمہ طیبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم درتصورتصرف آورد،اسم اللہ ذات وکلمہ طیبات از ہریک حروف شدتجلی نوروآن تجلی نوراہل تصوررا بپیچیدہ درمکان مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بردہ حضورکہ لامکان بمدنظرمحمدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دریائے وحدانیت گوناگون موج بآواز وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ نعرہ میزنند۔ہرکہ بآن کنارہ دریائے توحیدنوراللہ برسدو بہ بیندعارف باللہ شودوکسانی راکہ پیغمبرصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ازدست مبارک بگردن گرفتہ درآن دریائے وحدت بیندازدودردریای غوطہ خورانند،آنہاغواص توحیدشوند،بمرتبہ فنافی اللہ رسند۔وبعضے غوطہ خورندہ سالک مجذوب وبعضی مجذوب سالک صاحب اہل توحیدذات وازمراتب ذات محجوب است اہل درجات۔

ہرکہ درلامکان رسدازدریائے نورتوحیدکہ مثل بستہ نتواندوازلامکان کہ غیرمخلوق است ومکان لامکان رامثل بستہ نتواندو آن مکان راچون نام لامکان است ازآنکہ نہ آنجابوئی دنیاگندگی ونہ آنجاہوائی نفس ناپسندگی،درینجادوام غرق بندگی است،شیطان رادرلامکان رسیدن امکان نیست۔قولہ تعالیٰ:فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ درلامکان ہرطرف کہ می بینی نورتوحیداست۔این مراتب ازرفاقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وبرکت شریعت وکلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ حاصل شود۔این راہ لامکان تحقیق است،شک آرندہ زندیق است۔

المطلب تاآنکہ وجودطالب بچہارذکروبچہارمراقبہ وبچہارفکرپختہ آوندنگردد،آنوجودلائق مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نمی شود۔اوّل آنکہ ذکرزوال۔بشروع ذکرزوال رجوعات خلق کہتر ومہتر پیداشودکہ طالب بسیارومرید بے شمار۔ چون ذکرزوال بتمامیت رسد،مریدان وطالبان ہمہ بازگشت خورندومیگویندازذکرفکرہزاربار استغفار۔پس طالب مرید صادق ہرآنکس ماندبرحال کہ باانتہارسیدہ باشدبمعرفت الٰہی وصال۔دوم ذکرکمال:بشروع این ذکررجوعات فرشتہ ہامی شودولشکرفرشتگان گردبگرد کراماً کاتبین ازنیک وبدالہام می دہندوازگناہ بازمیدارند۔چون ذکرکمال بتمامیت رسد،سیوم ذکروصال۔بشروع ذکروصال مجلس انبیاواولیااللہ درباطن حاصل شودوواصل راچون ذکروصال مجلس انبیاو اولیااللہ ختم شودبعدہٗ چہارم ذکراحوال وذکراحوال نورتجلیات۔بمراتب فنافی اللہ بقاباللہ حاصل شود۔بعدہٗ ہرچہارذکر

بگذرد و وجود لایق مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شود۔

بدانکہ ہر کرا تاثیر تلقین و تعلیم ارشاد نیست و تلقین مرشد اثر نہ کند و دل بذکر اللّٰہ مشغول نشود و اسم اللّٰہ ذات بر دل سکونت نگیرد آنرا علاج اینست ُباید کہ تصور اسم اللّٰہ ذات مشقِ وجودیہ لازم گیرد۔ بتصور و باتفکر چشم بمد نظر اسم اللّٰہ فقر بر پیشانی مشق کند و بر زبان اسم اللّٰہ ذات مشق کند و بر ہر دو گوش اسم اللّٰہ ذات مشق کند و بر ہر دو چشم اسم اللّٰہ ذات مشق کند و بر قلب اسم اللّٰہ ذات مشق کند و بر سینہ اسم محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مشق کند و بر ہر دو کفِ دست اسم اللّٰہ ذات مشق کند و بر ناف اسم اللّٰہ ذات چپ و راست و پیش و پس ناف مشق کند و گرد بگرد پہلو اسم اللّٰہ ذات مشق کند و در سر و دماغ سر بیخ اسم ''ھُوْ'' مشق کند۔ این جملہ مجموعہ مشقہا تصور در عمل دارد صاحب تصور اسم اللّٰہ ذات تمام وجود طالب ہفت اندام نور گردد و بر وجود طالب اسماء اللّٰہ ذات غالب آید و در وجود او تاثیر کلیہ اسم اللّٰہ ذات پیدا آید۔

اگر کسی خواہد کہ در ہیچ حال ایمان از من جدا نشود و روشن و تابان تر می باشد و ہرگز سلب نشود و دوام مشاہدہ معرفت اللہ حاصل گردد ُباید کہ ہمیشہ بتصور اسم اللّٰہ ذات بہ بیند و حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدام در تصور اسم اللّٰہ ذات غرق بودند۔

اگر کسی را در وجود اسم اللّٰہ ذات سکونت و قرار نگیرد ُباید کہ شب و روز باتفکر بر دل و بر سینہ و بر دماغ و بر چشم اسم اللّٰہ ذات بنویسد تا بعد چند روز اسم اللّٰہ ذات تمام ہفت اندام را در قید قبض خود در آرد ُاز سر تا قدم تجلیات نور ذات موج زند و اسم اللّٰہ ذات سکونت گیرد و باز از وجدا نشود و در مجلس محمدیؐ مشرف شود ُجملہ مطالب بکشاید و یقین صادق دارد تا مقصود کلی یابد۔ ہر کہ تصور این مشق مرقوم بسر دماغ کند از سر تا قدم قلب قالب ہفت اندام و ہمہ جسم تجلی نور گردد، در باطن معمور بمدِ نظر اللہ حضور ُہر چہ می بیند از کلمہ طیب می بیند قدرت الٰہی نور و مشاہدہ دوام آگاہی حضور۔ آگاہی آنست کہ عِلم وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا کشاید۔ ہر کہ اینچنین توجہ از قرب حضور اللہ بداند توجہ او تا روز قیامت باز نماند۔ دائرہ دماغ اینست کہ مرقوم است۔

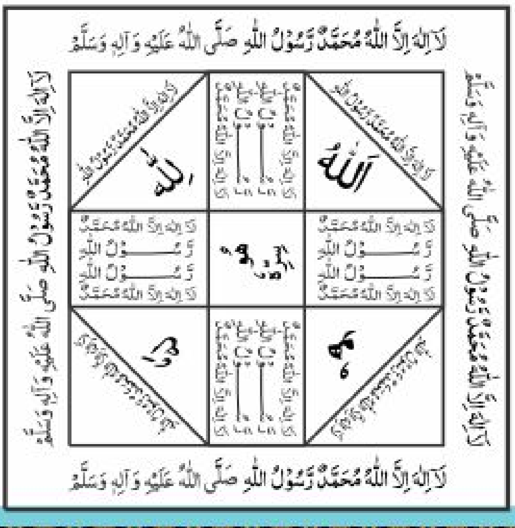

نقل است کہ درویش پنج قسم است ۔اوّل کشف القلوبؒ از ہر دلہا خبر داردؒ دویم کشف القبور کہ از ہر دو جہان خبر دارد۔ سیوم اوتاد و چہارم قطب کہ از ہفت زمین و ہفت آسمان خبر دارد۔ پنجم غوث کہ از بالائے عرش تا عرش ہفتاد ہزار حجاب استؒ آنرا خبر دارد۔ و مرتبہ شش اوتاد یک قطب دارد و مرتبہ شش قطب یک غوث دارد۔ و یک روایت است کہ در ہر شب غوث سہ صد و شصت ہزار جثہ می شود و با ہر جثہ سجدہ میکند۔ وقطب نیم پیر است و غوث تمام پیر۔ اگر دیگری دعویٰ کند فردا قیامت شرمسار باشد۔

بدانکہ چون کسی را نفس سرکش و سرہوا موافق ابلیس باشد و کسی کہ مفلس نہ ظاہر دل غنی و نہ در باطن حاضر در مجلس نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از ہلاکت فقر و فاقہ بگدائی درویش در پیش اضطراری و فقر بے اختیاری را کہ مطلق فقر مکب است، وکسی کہ پیش فقیر کامل و مرشد مکمل میرود و او را گویند کہ ترا حاصلیت نیست و بحق واصل نیستؒ آن شکستہ دل طالب را، وکسی کہ دوام بیمار است و از سختی بیماری بیقرارؒ ہرگز او را خواب نیایدؒ چشم بیدار است و ہر طبیب و حکیم کہ نبض آنرا می بیند و میگوید کہ داروئی این لادوا است و ہرگز بہ نگردد۔ وکسی کہ از خواندن دعوت رجعت خوردہ دیوانہ شود گوئی کہ مردہ افسردہ، وفقیری کہ از مراتب علیین رسیدہ بسجین در آید و سلک سلوک بند شدہ بروی نکشاید۔ وکسی کہ بکس عداوت دارد و دوستی پذیر نشود و اخلاص ندارد، وکسی طالبی کہ مرشد بروی ستیزہ گیرد و روشن ضمیر دل او بمیرد و نقد وقت حال او بحال و برگشتہ از معرفت وصال در مراتب زوال بدیوانگی خیال، وکسی را کہ دعوت روان نگردد و ذاکر از ذکر قبض بسط بیرون نبر آید و از سکر صحو خلاص نشود، و کسی را کہ در خواب یا در مراقبہ کفار بیند و در مجلس اہل بدعت نشیند، وکسی را کہ در چشم خواب غالب آید و بیداری و زندگی دل دست ندہد، وکسی را کہ از فسق و فجور ظلم و ستم و شرب شراب بیرون نیایدؒ ہمہ چیزہا را علاج مجموعہ آنست کہ از حاضرات اسم اللّٰہ ذات و از تصور کلمہ طیبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہر یکی را احوالات از طریقت تحقیقات می کشاید و علاج مینماید از برکت تصور اسم اللّٰہ ذات حضور و از دعوت اہل قبور۔ ہر کہ این طریق داند ہر یکی را بمطالب مطلب مراتب خود رساند۔ از مردم عوام خزانہ گنج پنہان است۔ وخزانہ گنج حکیم خاص دین و دنیا تصرف تمام است۔ راہ تصور حاضرات اسم اللّٰہ ذات وحدانیت است۔ این راہ عطا اللہ بریاضت نیست راز است۔ این فیض فضل اللہ بامشاہدہ و بی مجاہدہ است۔ این فضل اللہ برنج نیست خزانہ اللہ گنج است۔ این بخش الٰہی بامحنت نیست، معرفت و محبت است۔ این راہ رحمت اللہ بذکر مذکور نیست بقرب حضور است۔ این راہ لطف اللہ بفکر نیست فنائے نفس است۔ این راہ شرف اولیا اللہ بطلب دنیا مردار نیست بہ استغراق فی اللہ توحید دیدار است۔ این راہ دعوت نیست دوام مجلس دیدار مشرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم است۔ این راہ رجعت نیست جمعیت است۔ این جملگی مقامات ذات صفات می کشاید از تصور ہفتاد مشق از ناف نفس خلاف از قلب تا بسر دماغ با تفکر انگشت بنویسد و مردم کل و جزو واضح گردد از مشق مرقوم وجود روشن میشود از نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ کلیہ جمعیت و مقصود معرفت و توحید معبود چون در تصور اسم اللّٰہ ذات در آید۔

اسم اللّٰه چهار حروف است۔ در وجود چهار دریا پیدا هویدا گردد۔ یکے دریائے توکل، دوم دریائے ترک، سیوم دریائے معرفت و چهارم دریائے توحید۔ هرکه درین چهار دریا غوطه خورد فقیر عارف باللّٰه شود۔ این چنین مراتب ذاکر ضرب قدرت قوت نورالهدیٰ عارف قادری است۔

ابیات:

(۱) کسی را تصور بتاثیر شد — که غالب بکونین او میر شد

(۲) که روشن تصور به از آفتاب — حجابش نماند شود بی حجاب

از غلبات تصور نفس غلام مغلوب تابع فرمانبردار در وجود هم سخن گردد و متکلم میشود و با توجه تصور از شناسی نفس از بود نابود۔

حدیث: مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ اَیْ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَآءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَآءِ

واز غلبات تصور قلب قوت قدرت قرب اللّٰه یابد۔ واز غلبات تصور روح لذت نور اللّٰه ذات یابد و از قید نفس روح خلاص شود۔ واز غلبات تصور تمامی سراسرار انوار گوناگون مشاهده پروردگار نماید۔ واز غلبات تصور فقر لایحتاج صاحب راز بی نیاز گردد۔ بدانکه اساس تصور اسم اللّٰه ذات و اسم محمد رسول اللّٰه سرور کائنات صلی اللّٰه علیه وآله وسلم و تصور کلمه طیبات صاحب تصور را اول دو علم واضح گردد و روشن میشود۔ علم ظاهرات عبادات و معاملات و علم باطن معرفت توحیدات نور ذات مشاهدات، چنانچه اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْمُعَامَلَةِ وَعِلْمُ الْمُکَاشِفَةِ دائره مقامات اسم ذات۔

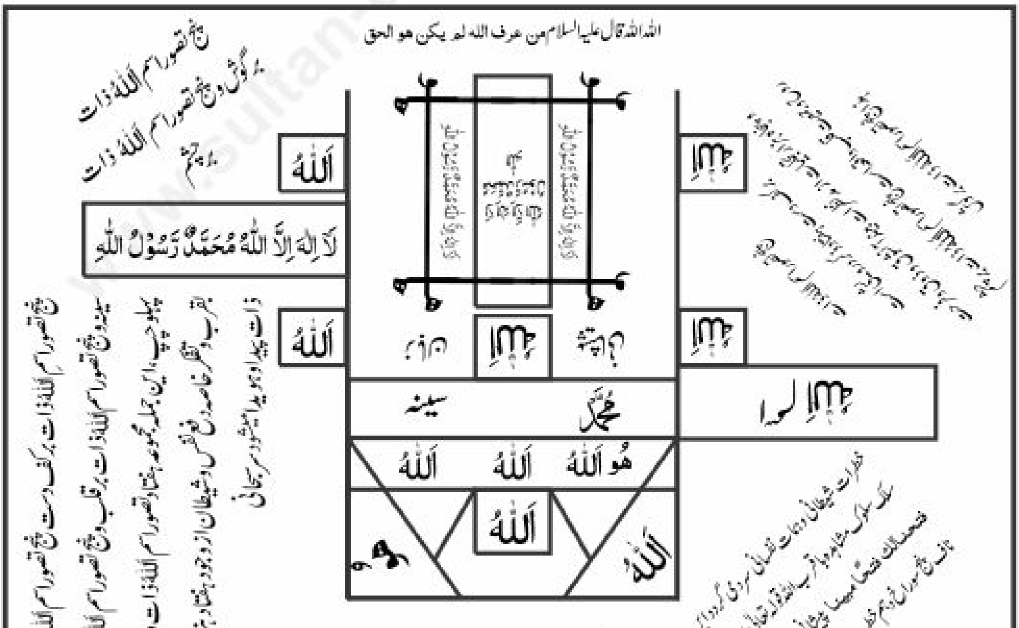

کل کشاینده از هر مشکل۔ هرکه اینچنین توجه داند عجب نباشد که از عرش تا تحت الثریٰ زیر و زبر گرداند و این راه بخواندن

نیست، مرتبہ فقیر اہلِ تصور است کہ غالب شدن بر ہر ملک و ولایت امیر صاحب بست وکشاد فقیر مالک الملکی صاحب اختیار۔ ہر کرا خواہد ملک ولایت بدہد و بنوازد و ہر کرا می خواہد از ملک بدر کشد و معزول سازد۔ این خدمات بر فقیر اہل ذات، چنانچہ باھُوؒ فنافی ھُو از فقیر بترس کہ ہر گنج دولت وتصرف در دست ایشان است، باین نقش کامل میکشایند و مینمایند۔ یقین دانید نقش این مقام تاج الانبیا فردایست۔

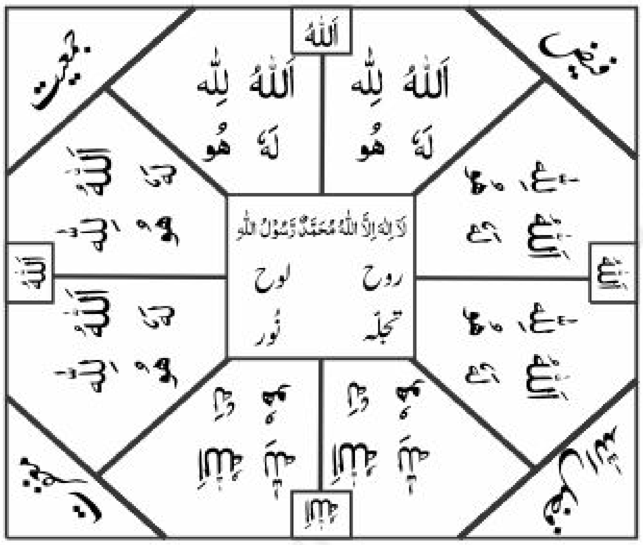

ہر کہ تمام عمر و یا آنکہ یک بار این نقش اسم اللہ ذات را در وجود با تفکر و تصور مرقوم مشق کند تا روز قیامت اسم اللہ ذات از ہفت اندام او جدا نشود و چنان عمل دہد کہ حیات و ممات او یکی گردد۔ ہر کہ این نقش را داغ منصہ بدماغ دہد از سِرّ و اسرار محبت و مشاہدہ حضوری و مراقبہ معراج ملاقات بکشاید و این عملی است در سینہ این نقش اسم اللہ ذات تزکیہ نفس و تصفیہ قلب و تجلیہ روح و تجلیہ سِرّ می شاسد عارفان بالیقین این است۔

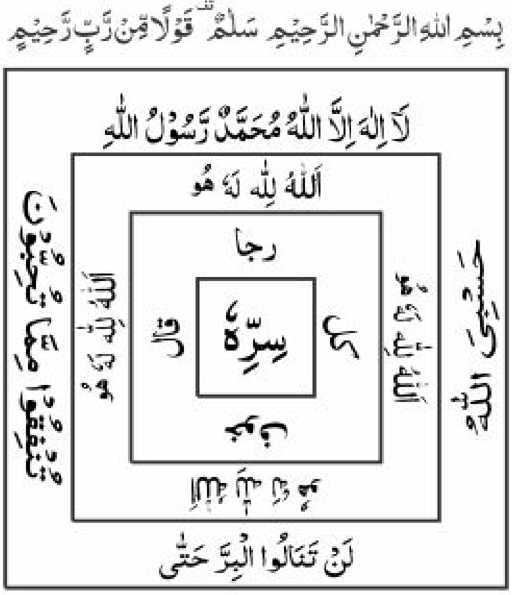

اسم اللہ ذات اسم اعظم است و اسم للہ معظم است و اسم لہٗ مکرم است و اسم ھُوْ عظمت العظیمی ، یکبارگی میکند بحضور خدا روز اول بمرتبہ حضور پرنور خاتم ختم لارجعت ولاغم درین دائرہ نقش این است ۔

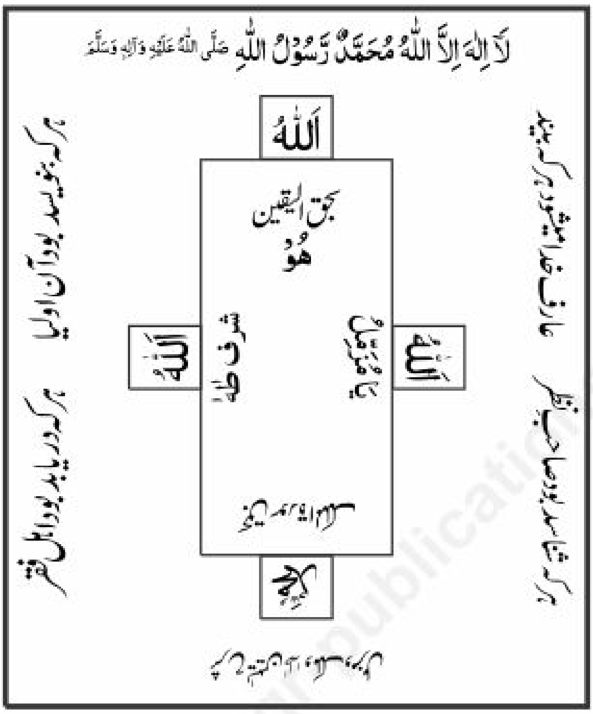

و ہرکہ خواہد کہ روز اول بمرتبہ قطب یا غوث رسد و ہر طبقات از ماہ تا ماہی بنظر قدرت الٰہی واضح گردد این نقش در ہر دو پہلو مشق کند ۔ اینست و این نقش روز اول پنج گنج بے رنج نصیب عاشقان ۔

	هُوْ	
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ لِلّٰهِ لَهٗ هُو	تصرف	یَا فَتَّاحُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ لِلّٰهِ لَهٗ هُو	تصور	یَا حَیُّ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ لِلّٰهِ لَهٗ هُو	کلید	یَا قَیُّوْمُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ لِلّٰهِ لَهٗ هُو	مشکلات	یَا رَحْمٰنُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ لِلّٰهِ لَهٗ هُو	لا مکان	یَا رَحِیْمُ
مَنْ کَانَ لِلّٰهِ	اَللّٰهُ	کَانَ اللّٰهُ لَهٗ

باب سوم
در ذکر مراقبہ

مراقبہ نگہبانی دل است کہ رقیب غیر حق در دل آوردن ندہد چنانچہ خطرات نفسانی شیطانی مرض پریشانی و آنچہ ماسویٰ اللہ است۔ مراقبہ بحق رسانندہ و مشاہدہ خاص نمایندہ را گویند و محو را گویند چنانچہ نفسی خواطرات را و مراقبہ محبت محبوب را گویند و محرمیت اسرار و دیگر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم را گویند و مطالعہ نور الہدیٰ تجلیٔ ذات را گویند۔

شرح مراقبہ

ہر کہ اوّل در مطالعہ علم مراقبہ در آید در دل او محبت زاید و از محبت ہفت مجلس کشاید آنچہ ارواح از حضرت آدم علیہ السلام تا خاتم النبیین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین است می بیند۔ این است ابتدا سبق از علم مراقبہ بالیقین۔ مراقبہ اسم اللّٰہ ذات رقیب را مشاہدات حضور نماید و در لاھوت لامکان رساند۔ قدر مراقبہ نداند کہ ہنوز در ذکر و فکر حبس دم بستن مثل حیوان حیران پریشان نادان۔ و نیز شرح مراقبہ کہ مراقبہ متعلق قریب موت است۔ ہر کہ در تصور اسم اللّٰہ ذات بتوجہ در مراقبہ در آید مشاہدہ احوالات مرتبہ موت کشاید معائنہ جان کندن حقیقت قبر و سوال منکر و نکیر و حساب گاہ روز قیامت بنماید و از پل صراط بسلامت بگذرد و در بہشت رود تماشائے حور و قصور و انوار دیدار مشرف پروردگاری شود حاصل۔ این است اہل مراقبہ حق الیقین واصل۔

فرد:

گر بگویم شرح این احوال را ہر یکی عبرت خورد عارف خدا

مراقبہ جوہر ایمان است کہ متعلق بحضوری قرب سبحان است۔

بدانکہ مراقبہ بچہار چیز تعلق دارد کہ مخص چہار میم است۔ بدانکہ اوّل میم مراقبہ از محبت است کہ از این مشاہدہ اسرار پروردگار مینماید۔ این از تصور اسم اللّٰہ است۔ دوم میم مراقبہ از معرفت و توحید نورِ الٰہی نمودار شود۔ این مراقبہ از تصور اسم لِلّٰہ است۔ سیوم میم مراقبہ معراج صلوٰۃ از دل بکشاید مشاہدہ ذکر جاری ذوق بخش فرحت انگیز و تمام وجود میریزد و ہر موئی زبان کشاید بنام یَا اَللّٰہُ و می خیزد۔ این مراقبہ از تصور اسم لَہٗ است۔ چہارم میم مراقبہ مجموع الوجود است کہ ہفت

اندام از سر تا قدم تمام در مشاہدہ نور نوادر کہ بر نفس وشیطان غالب قادر تا آنکہ بہر یک مجلس انبیا و اولیا صاحب مراقبہ ملاقات نکند از مراقبہ بیرون نبر آید۔ اگر چہ در باطن مراقبہ بگذرد ہفتاد سال و در نظر مردم چشم پوشیدہ طرفہ زد بلکہ مقدار سخن وقال۔ این مراقبہ صاحب ہفت اندام انتہا مراقبہ ختم تمام است بلکہ از ہر یک ہفت اندام وقت مراقبہ ہفتاد ہزار (۷۰۰۰۰) صورت از ہر اندام صورت نور بذکر اللہ مذکور می برآید و چون صاحب مراقبہ باخبر شود ہر یک صورت نور باز در جثہ درآید۔ بعضی این مراقبہ را صاحب مراقبہ میدانند و بعضی نمیدانند۔ این مراقبہ از تصور اسم ھُو است۔ و از اسم ھُوْ چہار ذکر منتہی کشاید کہ آنرا محض حضور غرق نور گویند۔ اول ذکر حامل حاصل شود از مرشد کامل۔ دوم ذکر سلطانی' برآید از ہوائے نفسانی و برسد در لاہوت لامکانی۔ سیوم ذکر قربانی' خلاص شود از خطرات شیطانی۔ چہارم ذکر خفی کہ دوام حاضر در مجلس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ہر کہ این ذکر ندارد مراقبہ او مردود وطلب او مردار دنیا' با خطرات است دل سیاہ' ہرگز نیابد اہل دنیا قرب اللہ اگر چہ باشد در دنیا صاحب مراتب عز و جاہ و صاحب روضہ و خانقاہ۔ کسی را کہ نظر او بر ملک آخرت کہ ملکِ عظیم است فارغ از نفس دنیا شیطان رجیم است کہ آن صاحب وصف کریم۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

بدانکہ مراتب مراقبہ صاحب مراقبہ دوام حضوریست۔ مراقبہ کرا گویند؟ مراقبہ مراتب عظیم ہدایت اللہ صراط المستقیم راہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باطن قدیم۔ مراقبہ بر صاحب مراقبہ ہرگز اثبات نگردد بجز آورد بر دمع تصور اسم اللہ ذات۔ مراقبہ خاص الخاص درجات واصل اساس۔ مراقبہ اسم اللہ ذات صحیح باذکر و فکر و تسبیح۔ صاحب مراقبہ آنچہ در باطن در خواب مشاہدہ بہ بیند معرفت اللہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و مجلس انبیا و اولیا اللہ ملاقات کند۔ ہر کہ از مراقبہ این دو مراتب دو گواہ ندارد مراقبہ آن غلط است و از مراقبہ راہ ندارد۔ مراقبہ نگہبان حافظ از نفس وشیطان و خطراتِ دنیا پریشان منزل بمنزل مقام بمقام میرساند بغرق معرفت اِلَّا اللّٰہُ و بمجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ اینچنین صاحب مراقبہ از طریق تحقیق ہر وقت کہ خواہد ملازم حضور۔ مراقبہ عارف باللہ ختم است خاتم بالخیر' مبارک باد و باطن معمور آباد۔

بدانکہ سہ چیز پوشیدہ نماند اگر کسی در پردہ ہزاران ہزار بہ پیچد' یکی آفتاب' دوم مشک عطر معطر دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ سیوم معرفت اِلَّا اللّٰہُ عارف باللہ۔

بدانکہ اگر شخصی در مراقبہ یا در خواب در بہشت درآید و طعام بہشتی خورد و آب از جوئی بہشت نوشد و تماشائے حور و قصور کند' چون از خواب و مراقبہ برآید تمام عمر احتیاج او را اکل و شرب نماند و گرسنگی و تشنگی از وجود او برخیزد و خواب در چشم ہمہ عمر نیاید اگر چہ از برائی چشم نظار خواب بماند و با یک وضو تمام عمر بگذارد و قوت و توفیق طاعت در وجود چنان پیدا گردد کہ شب و روز سر از سجدہ فارغ نباشد روز بروز فربہ گردد و آنچہ اکل و شرب ظاہر از برائی ملامت و پوشیدگی خلق مردم کند و تابستان و زمستان براو یکے گردد و گرمی و سردی آن را لذت ندہد۔ این مراتب نیز کمینہ و کمتر درویش است۔ فقیر از ا

از ین مراتب شرم وحیا آید بعید است از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ این نیز از نفس ہوا است۔ انتہا آن است کہ در مراقبہ و درخواب لقائے رب العالمین مشرف شود کہ ظاہر مثل بستہ نتواند رو جود او از توحید معرفت اللہ ذکر وتصور اسم اللّٰہ ذات محبت طلب از ہر یکی چنان آتش پیدا گردد جلالیت و جذب شب و روز در عتاب نفس قہر وغضب، بر تن لباس شریعت پوشد و در شریعت کوشد ومیخواند تَفَکَّرُوْا فِیْ اٰیٰتِہٖ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ۔

نعمت عظمیٰ معرفت وتوحید اللہ است۔ فکر نکند در جسم و جوہر صورت اللہ کہ بی مثل و بی مثال۔ وہمیشہ اعضا ہیزم بوجود مثل تور دوام آتشِ ذکر ہمیشہ چنان سوزد چنانچہ سوزد آتش ہیزم خشک را۔ واگر ذرہ از ین آتش جلالیت حضوری بر زمین و آسمان نظر کند ہمہ سوختہ گردد۔ آفرین باد ہر آنکہ میسوزد و دم نزند و ہرگز از ین آتش خلاص نگردد تا روز قیامت۔ از ین ریاضت ہیچ ریاضت سخت تر نباشد۔ بعضی درین مراتب کافر ومشرک گردند وبعضی دیوانہ وبعضی مجنون ومجذوب۔ ہر کہ بار بردارد لباس شریعت پوشد۔ باخبر وہوشیار باشد وخلق را نیاز ارد ومجذوبان ہزاران ہزار درین آتش جلالیت سوختہ اند۔ از ہزاران یک کس برحمت آب معرفت اللہ سرد شود و بمراتب محبوب برسد۔ این قال من برحال من۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

دانی کہ ہر طبقات آسمان وزمین بی ستون استادہ است از آداب وقوت اسم اللّٰہ ذات تا روز قیامت متوجہ باسم اللّٰہ باشد وآنچہ فی السمٰوٰت والارض تسبیح اسم اللّٰہ خوانند۔

قولہ تعالیٰ: سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝

بدانکہ بارِ حضوری بس گران است ہر آنکس بردارد بارکہ او انسان است۔

و دیگر آیت: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا ۝

بیت:

اسم اللّٰہ بس گرانست بس عظیم　　این حقیقت یافتہ نبی کریمؐ

پس ہرگاہ از بار گران معرفت حضرت دیان آسمانہا وزمین وکوہہا باوجود قوت ابا آوردند پس انسان ضعیف البیان چہ باشد کہ بار بردارد اما از قوت اسم اللّٰہ ذات بار را برداشت۔

بیت:

راہ او را بدان نتوان پیمود　　بار او بدان توان برداشت

حدیث: لَا مَلْجَا وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ براین خاکے است۔

پس احوالات خواب ومراقبہ یک طریق دارند بلکہ از خواب مراقبہ غالب تر است بہ آواز غوغہ بلند صاحب

خواب از خواب بیدار گردد و کسی را کہ مراقبہ غالب آید و درمقام مشاہدات بوحدانیت ذات نور حضور غرق کند پس اگر درآنحال صاحب مراقبہ را سر از تن جدا کند ہرگز خبر ندارد۔ پس معلوم شد کہ مراقبہ مثل ممات است کہ ممات مراقبہ حضور با جواب صواب شعور است۔ مراتب مراقبہ و معرفت از اللہ مراتب عارفان را بنور ازیں سرفرازی است رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ از یاری بخدا راضی است۔

قولہ تعالیٰ: اِرۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً ۚ o فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ ۙo وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ o

صاحب مراقبہ محرم اسرارِ مولیٰ است۔ صاحب مراقبہ را بیداری خواب و در خواب بیدار ہوشیار است و بجز مشاہدہ ماسوی اللہ غیر را دیدن ہزار بار استغفار کہ خدا پرورده صاحب غیرت بسیار است۔ قال علیہ السلام: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی غَیُوۡرٌ وَ یُحِبُّ الۡغَیۡرَةِ وَلِغَیۡرَتِهٖ حَرَّمَ الۡفَوَاحِشَ ظَاهِرَهَا وَ بَاطِنَهَا۔ مراتب مراقبہ محبت و معرفت ملاقات مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نصیب محبان و محققان است۔ از مراتب مراقبہ مردہ دل مردود و محروم۔ زندہ دل بالغیب گردد۔

بیت:

اُمید ہست پرستندگان مخلص را کہ نااُمید نگردد ز آستان الہ

دو بامداد گر آید کسی بخدمت شاہ سیوم بر آئینہ در وی کند بلطف نگاہ

وَمَنۡ قَرَعَ بَابًا وَ لَجَّ وَلَجَ۔ مراقبہ مومنان را دوام بحضوری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج است۔ اَلصَّلٰوةُ مِعۡرَاجُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِحُضُوۡرِ الۡقَلۡبِ۔ مراقبہ و معرفت عارف باللہ را ہر دو بال و پر است کہ دوام بر معرفت مولیٰ نظر است۔

و اقسام مراقبہ بسیار است۔ المطلب آنکہ چون صاحب اشتغال اللہ با استغراق متوجہ بتصور اسم اللہ ذات چشم پوشیدہ بمراقبہ سر بجیب درمیان ہر دو زانو نہد تصور اسم اللّٰہ ذات در باطن بآخرت چنان پرداز جثہ دار الفنا با جثہ دار البقا گوئی کہ مردہ از جان بیجان و در مراتب درآمد عین العیان سودا سویدا ازلی روحانیت ہویدا گشت و احوالات از اسم اللّٰہ ذات پیدا شد صاحب استغراق مراتب جان کندن تلخی دید گوئی مرد۔ درآنوقت غاسل پیدا شد و غسل داد و مردم جمع شدند نماز جنازہ خواندند۔ بعد از ان در سر دماغ استخوانی است کہ نام او ولایت الابن است و استخوان الابیض نیز گویند کہ وسیع از زمین و آسمان وسعت او روحانی را دران آوردہ ہفتاد ہزار جواب سوال فرشتگان پرسیدہ ادا ساخت بطرفہ زد بعد از ان جنازہ کشان جنازہ برداشت تا برسیدن مقام قبر بی کام بی زبان ہفتاد ہزار جواب سوال فرشتگان ادا نمود۔ بعد از ان در قبر درآوردند رسید بمقام لحد فراخ از زمین و آسمان وسیع بے حد۔ دران فرشتہ منکر و نکیر باز بنشاندند آنچہ سوال جواب منکر و نکیر پرسیدند از ان خلاص یافت بعدہٗ منکر نکیر گفتش "نَمۡ فِی النَّوۡمِ كَنَوۡمِ الۡعُرُوۡسِ" و از نوم عروس یک فرشتہ رومان نام پیدا شد و بیدار ساختش و انگشت را قلم کرد و تف سیاہی و دہن دوات و کفن کاغذ و اعمال نیکی

و بدی برکفن دستخط نویسانید و اعمال مرقومہ رامثل تعویذ درگلو انداختہ غائب شد۔ و در افتادگی قبر ہزاران ہزار سالہا و قرونہا بےشمار گذشتہ۔ بعد از ان صور اسرافیلؑ بگوش رسیدہ زود مثل نبات وگیاہ مردم از قبر زمین بیرون برآمدہ' ہژدہ ہزار عالم بحساب عرصہ گاہ قیامت حاضر شد و اعمالنامہ بدست دادہ' وزن اعمال بہ ترازو نہادہ' از پل صراط گذشتہ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝ داخل بہشت شد و ساغر شراباً طہورا از دست محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوشید۔ وقت نوشیدن کلمہ طیب خواند لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ وآلہ وَسَلَّمْ ومتوجہ بحق پانصد سال برکوع و پانصد سال بسجود۔ بعد از ان از سجدہ برآمدہ ہم صحبت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بصف عقب اصحاب نبی اللہ مشرف ومعزز شد بدیدار رب العالمین گشت۔ چون بایں مراتب انتہا اشرف المشرفین لقائے رب العالمین رسید واز طریق تحقیق دیداز بیہوشی باز بہوش آمد صورت لَیْسَ کَمِثْلِہٖ بی مثل وبیمثال غیر مخلوق راکہ مثل بستن نمی تواند۔ پس ہر وقت کہ غرق ومتوجہ باطن شود مشرف دیدارلذات ذات از ہیچ حال از دیدار ومشاہدہ تجلیات چشم در یک لحظہ ولمحہ باز نہ ایستد' اگرچہ ظاہر ہم سخن با مردم عوام در باطن حضور مدام۔ آنست مراتب مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا واصل عارفان باللہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ تمام۔ اینچنین است مراتب برکت آیات کلام اللہ وشریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ

قولہ تعالیٰ: وَمَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی

این مراتب اہل علما است' آن علما کہ عامل است ودست بیعت کردہ طالب فقرا است۔

فرد: خندہ بر سینہ صافان می کنی ہوشیار باش
ہر کہ بر آئینہ خندد رویش خندی خود کند

حدیث: سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَآءِ

پس دیگری چہ باشد کہ بایشان دم زند در ہر دو جہان خراب و پریشان شود۔ درمیان خدا و بندہ پردہ پیاز است' اگر بیائی در باز است وگرنیائی حق بی نیاز است۔ بندہ بخواست خود پیدا نشدہ و ہر کار وخواہش او بموافق خواست بندہ نباشد۔

حدیث: فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ

پس بہتر آنست کہ کار خود را بخدا سپارد وخود را درمیان نیارد۔

قولہ تعالیٰ: وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ

بدانکہ خداعز اسمہ بی مثل و بی مثال است۔ اَللّٰہُ حَیٌّ قَیُّوْمٌ وَاحِدٌ ہستی خود را بر صورت خود پرستی کہ صورت خدائی تعالیٰ غیر مخلوق است۔ ہر کہ در خواب و یا از خواب غالب بمراقبہ بہ بیند بدیدن او مجذوب شود' واگر بیدار شود ہوشیار گردد از نور

www.sultan-ul-faqr-publications.com

توحید ربوبیت رویت در وجود چنان آتش گرمی پیدا شود کہ سوختہ بمیر د یا آنکہ برزبان مہر سکوت شود و کَلَّ لِسَانُہٗ یا آنکہ شب و روز سر از سجدہ نبر دارد و برتن لباس شریعت بپوشد و در شریعت بکوشد۔ وصورت بیمثل را کہ مثل بستہ نتواند و در آنوقت مشرف رویت مشاہدہ حضوری چندان نعمت اللہ جل شانہٗ حاصل شود عارف باللہ واصل را کہ در شرح و وہم وفہم نگنجد۔ این مراتب نیز از حاضرات اسم اَللّٰہُ ذات وکلید کلمہ طیبات میکشاید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم طریقہ کلمہ طیب تحقیق است۔

پس معلوم شد کہ آواز نفس ومقام نفس وسوال نفس واحوال نفس دیگر وآواز قلب وسوال قلب وراز قلب واحوال قلب دیگر است۔ آواز روح ومقام روح وسوال روح واحوال روح دیگر است۔ نفس را آواز از علم دنیا است ومقام او ہوا وقلب را آواز ذکر است وعلم او محبت الٰہی وشوق مقام او باطن صفا است۔ وآواز روح کلام اللہ ونص وحدیث۔ مقام روح جمعیت علم علوم۔ ہر یک طائفہ را از ہر یک مقام باید کرد معلوم کہ این اہل نفس است واین اہل قلب است واین اہل روح اللہ است۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

باب چہارم

در بیان فنافی الشیخ، فنافی اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفنافی اللہ

مریدان را سہ مرتبہ است۔ اول مرتبہ فنافی الشیخ۔ چون صورت شیخ در تصور در آید ہر طرف کہ نظر کنند مراتب تصرف شیخ مینماید۔ دوم مرتبہ فنافی اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ چون صورت اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در تصور در آید آنچہ ماسوی اللہ است از ان جملگی بر آید ہر طرف کہ بنگرد مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونماید۔ سیوم مرتبہ فنافی اللہ۔ چون تصور اسم اللّٰہ بگیرد نفس مطلق بمیرد۔ ہر طرف کہ بیند نظر او انوار تجلی بیشمار اسم اللّٰہ مشرف شود۔ آنرا لامکان گویند۔ اللہ تعالیٰ را بمکان ومقام تشبیہ دادن موجب شرک وکفر است۔

بدانکہ مراتب قرب سہ قسم است کہ بسہ تصور حاصل شود تصور فنافی الشیخ وتصور فنافی اسم مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتصور فنا فی اسم اللّٰہ ذات۔ بدانکہ کل مخلوقات از نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است ونور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از نور اللہ است۔ مرشد یکہ روز اوّل صورت نور طالب بصورت نور حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نرساند وصورت نور حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صورت نور طالب را بغرق نور وحدانیت دریائی ربوبیت نسازد آنرا مرشد نتوان گفت کہ روز اول طالب را از تصور اسم اللّٰہ نفس تزکیہ نور وقلب تصفیہ نور وروح تجلیہ مقدسہ نور وسرّ تجلیہ نور۔ ہر چہار نور مجموعہ نور یکی گردد ورجوع باصل خود کند کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ وابتدا راہ حضوری فنافی الشیخ است ومتوسط راہ حضوری فنافی اللہ است وانتہا راہِ حضوری فنافی مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است۔ ہر کہ از حضوری محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقدم از شریعت نبویؐ وقدم از امر معروف و نص حدیث بیرون برکشد آن مردود خبیث است۔ بدان وآگاہ باش! چون طالب مبتدی اسم اللّٰہ ذات در تصور تصرف آورد ونقش اسم اللّٰہ بردل ساکن منقش گشت وطالب متوجہ بدل شد پس گرد دل یک شعلہ نار پیدا شود مثلِ نور وطالب میداند آنرا تجلی حضور۔ ازان نار شیطانی شیطان آواز میدہد کہ من با تو وتو با من یا از ظاہر و باطن بندگی بکن استغفار درین تجلی بہ بین مرادیدار بعد ازان تجلی شیطان مثل صورت طفل شود بعدہٗ صورت جوان، بعدہٗ صورت پیر، بعدہٗ شیطان میگوید کہ این است سرّ اسرار مراتب فقیر۔ بعدہٗ آن صورت شیطانی بہر چیزی را از اندرون جواب باصواب حقیقتِ ماضی، حال و مستقبل مشروحاً میدہد ومردم میدانند کہ فلان فقیر صاحب کشف است۔ واین مراتب استدراج اندرون شیطانی باخبر باش! چون پیر صورت شیطانی با تو ہمسخن شود کلمہ طیب با توجہ باطنی بگو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٥ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ صورت شیطانی دفع

گردد۔ بعدۂ تجلی صورت نورکہ ازمیان حروف اسم اَللّٰہُ می برآیدوآنچہ تراآن صورت نورتجلی مینماید ہدایت بموافق نص وحدیث برحق است۔ اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا باطن کہ بموافق ظاہرشریعت وقرآن اسم اللہ ذات نباشدآن بر باطل است۔
حدیث: كُلُّ بَاطِنٍ مُّخَالِفٌ لِظَّاهِرٍ فَهُوَ بَاطِلٌ
کل مراتب فنافی الشیخ تعلق دارد باسم اَللّٰہُ ذات وبحضورنورمشاہدات تجلیات ومجلس سرورکائنات صلوات اللہ علیہ و مراتب مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔ ومراتب فنافی الشیطان بجملگی وسوسہ ووہمات خطرات امافنافی الشیطان طالبان شیخ ناقص نفس پرستیہ انامغرورمست بسیاربےشماراست وطالبان فنافی الشیخ روشن ضمیرلائق معرفت اِلَّا اللہ ومجلس حضوری محمدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ درشریعت ہوشیاراست وشرح تصورفنافی الشیخ کامل عارف۔
بدانکہ ازغایت تصورشیخ دروجودغیب الغیب یک صورتی نورظہورگردد گاہی آنصورت بتلاوت قرآن شب وروزآیات بحفظ حافظ وگاہی آنصورت مشغول بذکر اللہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وگاہی آنصورت علم فضیلت بیان کند ازہرعلوم نص وحدیث وتفسیرومسائل فقہ فرض وواجب وسنت ومستحب بجاآوردن وفرض آداب رب وسنت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وگاہی آنصورت بذکراللہ غرق ازوجودصورت آوازبلندباستماع گوش رسد ”سِرِّ هُوْ ،سِرِّ هُوْ ،هُوَ الْحَقُّ، لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ اِلَّا هُوْ“ وگاہی آنصورت حقائق ماضی وحال ومستقبل رایک بیک معلوم می نماید۔ اکثرآنصورت شب وروزازنمازوطاعت بندگی خودرافارغ ندارد وہردوام آنصورت درقیدشریعت نگہدارد واگرسہواًیاخطاءً چیزنامشروع واقع شودوکلمہ کفریاشرک یابدعت موافق گناہ تقریرکند۔ وگاہی آنصورت مشغول درمعاملات محاسبہ بانفس کردہ بستہ می زندو میگوید نفس رابگولَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ٥ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ اَیْ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَآءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَآءِ ونفس خدائی تعالیٰ رامی شناسدازمراتب فنافی الشیخ۔
آنصورت دروجودغائب ووجودازگناہ تائب۔ اینچنین صورت صرف ازصفائی تصوراست ابتداازآوازاَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی این صورت ازبرائی سرزنش نفس زیانکاراست کہ ازکجی وسرکشی برآیدوسرراست گردد۔ این مراتب طفلان شناسی نفس است وآوردن اعتباربرشیخ کامل ازالہام پیغامۂ درین پیغام معرفت وفقرتمامٔ برین مشومغروزراہ پیشتراست قرب مع اللہ نورحضورمنظورباطن معموربشوق مسرور۔ مرشدکامل بایدمرشدناقص زن سیرت کہ مخنث صورت بی شرع اہل بدعت ہیچ کارنیایدنفس پرست تابع ہوامرشدی رانشاید۔ واگرصاحب صورت فنافی الشیخ رجوع بگناہ کندصورت شیخ کامل مانع شودواز گناہ بازداردبقوت غلبات ہواشہوات را۔
واگرصاحب صورت فنافی الشیخ درخواب رودآن صورت باتوفیق بحق رفیق دست گرفتہ درتوحیدومعرفت اِلَّا اللّٰہُ غرق کند۔ واگرآن صاحب صورت فنافی الشیخ درمراقبہ درآیدآن صورت دست گرفتہ بمجلس سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم برساندومنصب ومراتب بدہاند۔ این است مراتب فنافی الشیخ باطن صفا۔ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔ آن

صورت ہمیشہ باتسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ o سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ o سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظْمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَ الْکِبْرِیَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَایَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ۔

آن صورت در سخاوت بہ از حاتم۔ این است مراتب فنافی الشیخ و باطن صفا۔ و مقام فنافی الشیخ آنست چون طالب اللہ صورت شیخ در تصور آرد، صورت شیخ ہماندم حاضر شود و دست طالب گرفتہ بمعرفت الٰہی یا بمجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میبرد۔ این چنین شیخ رایُحْیِیْ وَیُمِیْتُ گویند۔

و مقام فنافی اسم محمدؐ اینست ہر کہ اسم محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم در تصور آرد، بیشک ارواح مبارک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بمعہ اصحاب کبار از روئے کرم ولطف حاضر شوند و صاحب تصور را آن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میفرماید ''خُذْ بِیَدِیْ''۔ بگرفتن دست مبارک دیدۂ دل بمعرفت الٰہی راز روشن واضح واز گردد ولائق ارشاد شود از برائی آنکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صاحب تصور را از زبان مبارک میفرماید کہ باخلق خدا تعالیٰ امداد کن۔ پس بحکم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تلقین وتعلیم کند و طالبان را دست بیعت دہد۔

قولہ تعالیٰ: یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

عجب دارم از ان قوم کہ لذت باطن از نور معرفت الٰہی نچشیدہ اند فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ، اِفْفِرُّوْا مِنَ اللّٰہِ فہمیدہ اند۔ مقام فنا فی اللہ ہمین است ہر کہ اسم اللّٰہ در تصور آرد، تاثیر اسم اللّٰہ 'معرفت اِلَّا اللّٰہُ' بخشد واز غیر ماسویٰ اللہ از دل او کلیہ برود۔ ہر کہ بدین مقام رسد، ساغر از دریائے توحید و معرفت الٰہی بنوشد و لباس شریعت از سر تا قدم بپوشد و دوام در امر معروف شرعیہ بکوشد۔ آنچہ سرّ از معرفت الٰہی بہ بیند پیش جاہلان نگوید و نخروشد و خود را در رہ ویرانہ فروشد۔

فرد

تا توانی خویش را از خلق پوش عارفان کی بوند ایں خود فروش

باب پنجم

در بیان مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سالک سلک سلوک را مدخل شدن مجلس مشرف حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اینست چون طالب اللہ بر دل تصور اسم اللّٰہ ذات نقش منقش گردد قرار وسکونت درست دست گیرد و در باطن اسم اللّٰہ ذات درست بہ بیند کہ چون اسم اللّٰہ مثالِ آفتاب روشنی صبح صادق تابش طلوع شعلہ تجلیات نور اللہ معرفت الٰہی زند' تاریکی وسیاہی ظلمات شب کاذب نفسانی شیطانی از دل برخیزد' بعد ازان مرشد را می باید کہ طالب اللہ را بگوید کہ باتفکر وتصور باطنی بگرد دل وبگرد اسم اللّٰہ بہ بین کہ ترا در نظرش چہ می آید؟ بدیدن طالب گرد دل اسم اللّٰہ اگر غرق شد و در باطن شعور حضور مذکور نداشت' معلوم شد کہ در نور معرفت الٰہی محو گشت۔ و اگر در باطن باشعور ماند وگفت کہ گرد دل وگرد اسم اللّٰہ میدان وسیع عظیم است لاحد ولاعدو طالب اللہ باز متوجہ بہ دل ومتوجہ باسم اللّٰہ شود۔ و از مراقبہ بیرون برآید ومیگوید کہ در آن میدان یکی گنبد است مثل روضہ و بر دروازہ او نوشتہ است کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ قفل دروازہ خلاص شد' چون طالب اللہ اندرون روضہ درآید' مجلس خاص الخاص رخ نماید و در آن مجلس ذکر مذکور قرآن نص وحدیث، معلوم شد کہ این مجلس محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ومجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہفت مقام میسر گردد۔ اوّل مقام ازل' دوم مقام ابد' سیوم مقام دنیا و در دنیا نیز بچہار مقام میسر گردد۔ چنانچہ یک مقام در حرم مدینہ مجلس روضہ مبارک' دوم مقام مجلس در حرم کعبۃ اللہ۔ و باز دوم مقام بالائے فلک شود و مجلس حضوری بر عرش اکبر، دیگر مجلس بدریائی ژرف کہ آن دریائے مطلق توحید است۔ ہر موج از نور معرفت الٰہی بیمثل زند و دیگر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم در لامکان کہ مثل او بستہ نشود مثل در بیان۔ در ہر مقام مذکور ذکریست لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم این طالب صاحب تصور سیر در بہر مجلس کہ حاضر شود آنرا مراقبہ وذکر اللّٰہ در باطن حضوری چنین بردہ ظاہر از جان بی جان گردد گوئی کہ مردہ بدین طریق مرتبہ مدخل مجلس مبتدی طالب عام است۔ چون ظاہر وباطن یک شود منتہی عارف باللہ تمام است۔ بدانکہ کاملان را ہمہ جا مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مثل آفتاب است وطالب مجلس دوام حضوری او مثل ذرہ کہ ذرہ از آفتاب جدائی ندارد بلکہ ذرہ را روشنی از آفتاب است۔

چنان غرق گشتم بدریائے صفا ز خود خود نیابم بجز مصطفیٰ ؐ
نہ آنجا ذکر و فکر و نی مقام است فنا فی الذات این وحدت تمام است

رفت قلبش رفت روحش نفس چو ہوا
نور بودم نور باشم غرق فی اللہ با خدا

حدیث: مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ لَذَّةٌ فِي الْخَلْقِ

وفنافی اللہ آنرا گویند کہ مراتب بقاباللہ رسد، حدیث: مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ۔

المطلب آنکہ طالب اللہ ظاہر بورد وظائف و باعمال ظاہر ہرگز در باطن ظاہر نمی گردد و بہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمیرسد اگرچہ تمام عمر ریاضت میکشد کہ راہ باطن از مرشد کامل صاحب باطن میشود حاصل، دریک لحظہ بحضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میگردد واصل ۔

بدانکہ امت پیروی راگویند و پیروی آنست کہ پیاپی قدم برقدم محمدیؐ خود را بحضور مجلس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رساند ۔ عجب دارم از آن قوم کہ راہ حضوری نمیدانند واز حیا کبر ہوا خودنما نفس پرست از عارفان باللہ طلب نمی کنند ۔ ہرکہ بنظر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور منظور نمی گردد ذہے آنکس مومن مسلمان فقیر درویش علما فقہا پیروی امت او چگونہ باشد؟

بدانکہ حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرہدایت است واین ہدایت در ہدایت است ۔

حدیث: اَلنِّهَايَةُ هُوَ الرُّجُوْعُ اِلَى الْبِدَايَةِ

حدیث: مَنْ رَاٰنِيْ فَقَدْ رَاَى الْحَقِّ فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ

بدانکہ در باطن شخصی بملازمت حضوری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از برائے کار دینی و دنیوی التماس میکند واز حضور حکم اعلیٰ شود و در وقت حکم اعلیٰ بمعہ اصحاب کبار فاتحہ خیری خوانند وآن کاری کہ ظاہر بصلاح نہ پذیرد، این چہ حکمت است؟ آن طالب اللہ را باید دانست کہ آن طالب اللہ بتمامیت نرسیدہ، مرتبہ ہنوز در ترقی است وآن طالب اللہ در طلب مشکل است بموافق عرض حال باطن نعم البدل خوشوقت گردد شاد ۔ این چنین مرتبہ وترقی قرب بروی مبارک باد ۔ اگر طالب جاہل است یا آنکہ طالب دنیا جیفہ کہ از طلب دنیا از مجلس خاص محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آن نالائق راکشیدہ بدر کنند و یا آنکہ از مرتبۂ اعلیٰ میگردد سلب ۔ کسی راکہ ظاہر باطن یکی شود قدم او مقام ہمون است، مرتبہ در ترقی نشود ۔ ہرکہ در توحید درآید، اہل توحید را توحید الٰہی بکشاید مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمچنان است ۔

بدانکہ دیگر مجلس خاص بنہ (۹) مقام است کہ مراتب ۔ بمراتب مقام بمقام مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راختم تمام است ۔ اوّل مجلسِ محمدی در مقام ازل، دوم مجلس محمدی بمقام ابد، سیوم در مقام حرم روضہ مبارک مدینہ، چہارم در داخل خانہ کعبہ یا در حرم خانہ کعبہ یا در صف جبل عرفات کہ قبولیت لبیک دعائے حج است، پنجم بالائے عرش، ششم در مقام قابَ قوسین، ہفتم در مقام بہشت، آنچہ در آن مقام بخورد و بنوشد تمام عمر گرسنگی وتشنگی نشود و در چشم خواب نیاید، ہشتم در مقام حوضِ کوثر، از دست محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شراباً طہورا بنوشد وجود پاک شود و بمقام ترک وتوکل وتوحید وتجرید وتفرید و

توفیق بحق رفیق شوؑ نہم مقام مشرف دیدار غرق فی الانوار روئیت ربوبیت ۔ ہر کہ از خود فنا شود بمعرفت فقر وانتہا بقا رسد ۔ و ہر کہ درین نہ (۹) مقام و نہ (۹) مجلس خاص از پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صاحب طلب دنیا و یا عرض اہل دنیا کنؑ از مرتبہ مجلسِ محمود برگشتہ و بمرتبہ مردود رسد ۔ چون عارف باللہ باین مراتب رسد ارواح فرحت گیرد و نفس آن از ہستی نیست و نابود شود ۔ و کسی کہ داخل مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شود اول در وجود طالب اللہ چہار نظر چہار تاثیر کنؑ از نظر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ در وجود طالب اللہ تاثیر صدق پیدا شود و کذب ونفاق از وجود طالب اللہ برخیزد و از نظر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ در طالب اللہ تاثیر عدل ومحاسبہ نفس پیدا شود و از وجود طالب اللہ خطرات وہوائے نفسانی کلیہ برخیزد و از نظر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ در وجود طالب اللہ ادب وحیا پیدا شود و از وجود او بے ادبی و بے حیائی برخیزد و از نظر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ در وجود طالب اللہ علم ہدایت وفقر پیدا شود و از وجود او جہل و حُبِ دنیا برود ۔ بعدہٗ طالب اللہ لائق تلقین شود ۔ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دست بیعت کند و مراتب مرشدی لازوال لاتخف ولاتحزن حاصل شود ۔ المطلب آنکہ مجلس محمدیؑ مثل محک است ۔ بعضی طالبان مشرف دیدار محمدی صادق دل صفا شوند و بجمیع مطالب کل وجز باترک وتوکّل غرق فی التوحید نور دوام مجلس محمدی حضور باادب بالیقین ۔ بعضی کاذبان از مجلس مشرف محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ در آن مجلس ذکر و ورد وظائف نص وحدیث از نفاق دل باور نیاورند، از مقام محمود برگشتہ مردود و مرتد در انکار درآیند ۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا ۔ این احوالات نیک خصالات در وجود تاثیر کند کہ مس وجود اکسیر گردد بہ برکت مجلسِ محمدیؑ است چنانچہ ذوق شوق محمدیؑ ومعرفت وصال محمدیؑ است وجمعیت وصال محمدیؑ تمام وجود را در قبض وتصرف خود آرد و در رضائے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم درآیدؑ کار از ہر نوعی ناشائستہ می برآیدؑ ہر مراتب پنہان و پیدا کشف آگاہ می شود و می کشاید ۔ چون عارف باللہ باین مقام رسدؑ از برائے دعا و بددعا لب نکشاید و شرم آید از آنکہ اہل حضور را بالتماس چہ کار؟ از دعا و بددعا لب از برائے اظہار کردن کشف وکرامات ہزار بار استغفار کہ اہل حضور را کشاف وآگاہ است کہ بر اسم اللّٰہ ذات نظر ونگاہ است از آنکہ اہل حضور را وہم از مقام وحدانیت استؑ چنانچہ در وہم درآید ہموندم کار بستہ مشکل از وہم کشاید مشروحاً بروی نماید ہر چہ پیدا و پنہان باشدؑ اہل حضور را چنان خیال ختم است از معرفت الٰہی قرب وصالؑ ہر کاریکہ درآید بخیال بمطالب رسد بلا فرصت فی الحال ۔ و اہل حضور را دلیل از دل غرق ذکر نور است دل دلیل از حضوری ربّ جلیل ۔ ہر کاریکہ در دل دلیل درآید ہموندم بکشاید ۔ وصاحب باطن عارف باللہ در حضوری ہر لحظہ ساعت بساعت باستغراق ہم سخن در ذکر مع اللہ مذکور دوام بشوق مسرور ۔ در ابتدا مراتب او مومن است ۔ اَلْمُؤْمِنُ مِرْآۃُ الْمُؤْمِنِ واقع است ۔ باید دانست کہ علما عامل و یا شاگرد علما عامل ہر شب یا شب جمعہ یا در ماہ یا در سال دیدار پر انوار محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایشانرا میشودؑ بعضی میدانند و بعضی نمیدانند ۔ ادب علما و حافظ قرآن نگہدار ۔ نیز طریق اہلِ ایمان ہمین است ۔ اہل معرفت صاحب قرب استغراق بہ مشاہدہ نور حضور اولیا اللہ فقیر کہ کاتب

مشق اسم اللہ ذات است مدام در صحبت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مشرف است و شرح مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاص الخاص آن ہفت نشان است۔ اول آنکہ خوشبوئ معطر بہ از مشک وجود مبارک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بسرّ اسرار خدائ تعالیٰ کہ پیغمبر صاحب در وجود نفس امارہ نداشت و در وجود مبارک نبود طمع و حرص و ہوا، دوام غرق فنافی اللہ با خدا و پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از آب منی پدر پیدا نشدہ کہ بی بی آمنہ را حضرت جبرائیلؑ میوۂ نور از بہشت آوردہ دادہ بود کہ نام آن میوہ شجرۃ النور است۔ وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم را خوشبوئ از شجرۃ النور است از سر تا قدم خوشبو ظہور است در عالم مشہور است۔ دوم در ظاہر و باطن دل غنی گردد۔ سیوم ہر سخن کہ گوید موافق نص و حدیث گوید، چہارم لباس شریعت پوشد۔ پنجم سنت جماعت برخود لازم گیرد۔ ششم ہمیشہ نافع المسلمین باشد۔ ہفتم در سخاوت بی نظیر باشد ظاہر ہم سخن با مردم و در باطن غرق فنافی اللہ۔

فرد:

باھوؒ ہر کرا از دِل کشاید چشم نور
شد حضوری مصطفیٰؐ رست از غرور
شد مطالب دیدن رو مصطفیٰؐ
شد حضوری غرق فی اللہ با خدا
عرش و کرسی در دلت لوح و قلم
ہر کہ دل را یافت آنرا نیست غم
فکر را تو اندرون دل گمار
ہر مطالب دین و دنیا دست آر
فکر دل را نیک و با تمکین کند
انتشاری قلب را تسکین دہد
شو مراقب با تفکر جان من
تا شوی حاضر بدرگاہِ ذوالمنن

آنچہ فوائد در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاصل شود بیان آن نتوان گفت کہ رکن اعظم و اصل اقوام در مراتب ارشاد و تلقین است۔ واللہ اعلم۔

باب ششم

در بیان دعوت خواندن بر قبور

ہر کہ علم دعوت بتوجہ تصور تصرف بزبان روح بخواند جملہ مجموعہ روحانی انبیاو اولیاو اہل ایمان گرد بگرد او حلقہ بستہ از برائی امداد و رفاقت او علم دعوت میخوانند۔ این چنین دعوت در یکدم و بر یک قدم ملک سلیمانؑ از مشرق تا مغرب در قبض عمل خود آوردہ باشد۔ آنرا مستجاب الدعوت گویند۔ ہر کہ علم دعوت بزبان نور تصور اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میخواند بیشک ارواح مقدس معظم مکرم با جمیع اصحاب کبار و صغار گرد بگرد خواندہ حلقہ بستہ علم دعوت از آیات قرآن از برائی امداد و رفاقت میخوانند۔ اینچنین دعوت اکسیر اگر یکبار در عمر خواند کافی۔

شرح دعوت آنست کہ آن دعوت کدام است کہ در عمل آوردن مطالب ہر دو جہان است۔ و آن دعوت کدام است کہ لشکر ہزاران ہزار دشمن دار حرب و کافر قطاع الطریق بخواندن آن دعوت قرآن حیرت و عبرت در آیند دست بستہ حاضر شوند و دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبول کنند۔ و آن دعوت کدام است کہ بخواندن قرآن و اسم اللہ جملہ اعدائ دشمن کور چشم نابینا گردند و صلح کنند و حضور بیایند بینا و روشن چشم شوند؟ و آن دعوت کدام کہ بخواندن قرآن جملہ اعدائ و دشمن دین دیوانہ مجنون تمام لشکر از خود بیخود گردند نہ سلاح یاد ماند و نہ خانہ و نہ زبان کشایند، حیران و پریشان خراب حال تا آنگہ روئ این بزرگ نہ بینند جمعیت و ہوشیاری حاصل نکنند؟ و آن دعوت کدام است کہ بخواندن قرآن جملہ جن و انس و فرشتہ مؤکل در قید قبض در آیند و آن دعوت کدام است کہ بخواندن گنج خزائن اللہ غیب الغیب از زمین بیرون برآوردہ تصرف کنند از شرق تا غرب تمام عالم و ہفت اقالیم بادشاہان در قید قبض حلقہ بگوش غلام طالب مرید تابع گردند؟ و آن دعوت کدام است کہ ورد اسم اعظم بخواند بر کلوخ و سنگریزہ دم کند، نقرہ و سیم زر گردد؟

اگر کسی خواہد کہ علم دعوت در عمل در آید و ورد وظائف ہمہ روان گردد و فرشتہ مؤکل در حکم و فرمان در آید و کلام اللہ در وجود تاثیر کند و نفع دہد و جمعیت بخشد و مخلوق کل و جز رجوعات مسخرات در قید برد و مجلس محمدی صلوٰت اللہ علیہ دست دہد و ہر مشکل و ہر مہمات بکشاید و جملہ گنج ہا بے رنج در تصرف در آید باید کہ اول وضو سازد بعدہ غسل کند و در بیابان یا در صحرا دشت بر جائیکہ ریگ یا خاک پاک باشد، بہ نیت عمارت بنا روضہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمودار بالیقین باعتبار آراستہ کند، گرد بگرد نمونہ روضہ مبارک حرم و در آن حرم روضہ قبر مبارک بنا سازد و بر قبر نام

محمد بن عبد اللہ بانگشت خویش خوشخط نویسد۔ وقت شروع اوّل این آیات بخواند بعدہٗ دیگر روضہ نویسد اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا و سہ مرتبہ تکرار بگوید اُحْضُرُوْا لِلْمُسَخَّرَاتِ بِحَقِّ مَلَکِ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ وَالْحَیِّ الْحَقِّ و سہ مرتبہ بگوید ”از برای عند اللہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاضر شو یا رسول اللہ“۔ ارواح مقدسہ بیشک حاضر شوند۔ بعدہٗ سورۃ ملک بخواند یا سورۃ مزمل یا سورۃ یٰسین یا سورۃ فتح و نہ (۹) بار کلمہ طیب بر دل ضرب زند لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، بعدہٗ درود و لاحول بخواند و چشم پوشیدہ در مراقبہ در آید۔ خواب و ہوشیاری یکی گردد۔ بعدہٗ مشروحاً با جمیع لشکر اصحاب عظیم محمدیؐ نبی کریم خوانندہ را دست گرفتہ استادہ کنند و ہمہ مہمات سرانجام رسانند۔ این دعوت را تیغ برہنہ گویند۔ نقش دعوت روضہ مبارک این است:

چون صاحب دعوت کامل بر قبر ولی اللہ میرود، اوّل وضو نیکو کند و دو رکعت بگذارد و نزدیک قبر بنشیند و بخواند از قرآن سورۃ ملک و یا سورۃ یٰسین و یا سورۃ مزمل و یا از قرآن آنچہ داند بخواند و از دل متوجہ، روحانی میشود حاضر۔ اگر خوانندہ اہل دعوت غالب است، وقت خواندن روحانی دست بستہ پیش او با ادب استادہ قرآن بشنود۔ اگر خوانندہ ناقص است، روحانی رو بروئ مقدار یک دست و یا یک بالشت نشستہ قرآن با ادب شنود و در آنوقت خوانندہ صاحب دعوت روحانی با ترتیب علم قید کند تمام عمر روحانی از قید او ہرگز خلاص نمیشود، ہر جا کہ خواہد روحانی حاضر شود۔ صاحب باطن عارف باللہ ناظر را بیک روحانی اولیا اللہ چنان قوت و توفیق دارد اگر خواہد تمام عالم انس و جن و فرشتہ و آنچہ بروئ زمین است ہمہ جمع شوند۔ بر تمام عالم انس و جن و فرشتہ زندہ روحانی غالب آید۔ و اگر صاحب عیان با ترتیب دعوت خواند جملہ ارواح انبیا و اولیا اللہ و اصحاب و غوث و قطب و شہدا و ابدال و اوتاد و فقیر درویش عارف واصل ولی مومن از حضرت

آدمؑ صفی اللہ و از حضرت محمد رسول اللہ صلوات اللہ علیہم تا روز قیامت کل و جز روحانیات گرد بگرد خوانندہ دعوت صف بصف بستہ کہ در دنیا روحانیت باشد حاضر شوند و باجملہ ارواح دست مصافحہ و ملاقات و مجلس کنند۔ تمام عمر حیات و ممات اینچنین دعوت صاحب عیان را خواندن بس است۔ از آنست کہ عین العیان را دعوت خواندن بر قبور و جملگی ارواح را در قید کردن برکت قرآن از حکم اللہ حضور۔ ہر کہ اہل دعوت کامل اینچنین راہ نداند از خواندن دعوت ہیچ آگاہ ندارد۔ ہر کہ فقیر اہل دعوت اہل حضور غالب روح قبور را آزار دہد از سبب متابعت نفس و ہوا اینچنین کس در ہر دو جہان خراب شود۔

شرح دعوت منتہی کامل شہسوار تیغ برہنہ بدست گیرد مثل ذوالفقار غازی قاتل الکفار بحکم پروردگار۔ بدانکہ دعوت خواندن پنج قسم است اول دعوت وسیلہ ازل کہ بمقام ازل رساند۔ دوم دعوت وسیلہ ابد کہ بمقام ابد رساند۔ سیوم دعوت کہ تمامیت بادشاہی از مشرق تا مغرب تمام زمین در قید آرد بہ تمامیت دنیا رساند۔ چہارم دعوت وسیلہ عقبیٰ کہ بعقبیٰ رساند۔ پنجم دعوت وسیلہ معرفتِ مولیٰ بجہت نفس کردن فنا کہ بحضور مجلس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در مقام معرفتِ الٰہی مشاہدہ نور تمام نامتناہی رساند۔

بدانکہ لائق خواندن دعوت عامل عالم کامل مکمل عارف باللہ صاحب قرب وصال کہ لارجعت باشد لازوال۔ دانی کہ دعوت خواندن و از رجعت سلامت ماندن کار غالب الاولیا اہل حضور نہ بر نفس مغرور۔ اہل ہوا را بماند از حق جدا۔ ہر کہ با ترتیب نیکو وضو سازد و در یک شب بدوگانہ ختم قرآن بخواند اگر بدین طریق سہ شبان روز متواتر بخواند تا روز قیامت عمل او باز نماند۔ اینچنین غالب الاولیا باشد بر ہر دو جہان، اما دعوت روان نگردد بجز اجازت عامل کامل۔ ہر کہ دوگانہ نمی خواند و قرآن یاد نمی دارد، سورۃ مزمل بخواند در یک ہفتہ میشود کامل مکمل۔ ترتیب ابتدا و منتہی دعوت این است کہ دعوت قرآن مجید کلام اللہ است کہ پیشوا ہادی رہنما معتبر وسیلہ ہر دو جہان است۔ آنچہ خزائن اللہ ظاہری و باطنی، خشکی و تری، بر و بحر و حقیقت کل مخلوقات توحیدات ذات صفات شش جہات ہمہ در قرآن است لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ اگر کسی را مشکل پیش آید باید کہ ہر شب با چہل روز و یکبار سورۃ یٰسین درمیان قبور اولیا بخواند فی الحال مقصود حاصل شود اما آیات ہر یک را تحقیقات می باید کرد کہ از برای کار دینی و دنیوی علیحدہ علیحدہ عدد شمارد و خاصیت با ترتیب بیشمار است، چنانچہ آیات امر معروف و نہی منکر و قصص انبیا و عد و وعید و ناسخ منسوخ۔

بعضی در دعوت خواندن عامل کامل و بعضی در حکم اجازت عامل کامل و در خواندن ناقص۔ بہتر آنست کہ ہم در اجازت و ہم در خواندن عامل کامل باشد۔ دعوت خواندن کاملان کمال لارجعت و لازوال مشکل کار دینی و دنیوی۔ بشروع در ورد دعوت حکم شود از حضوری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اینچنین دعوت دو طریق محقق است، یکی آنکہ از اسم اللہ ذات حضور، دوم آنکہ از قبر اولیا اللہ روحانی اہل قبور۔ ہر کہ از دعوت حضور اسم اللہ و قبر اولیا اللہ خبر ندارد، ہر آنکس لایق دعوت خواندن نباشد کہ علم تکسیر و عالم تکسیر امیر است۔ بدانکہ علم تکسیر دعوت است و دعوت چہار حرف است۔ بہر

حرفی بزرگی وعزت وشرف است باطاعت وشرائط۔ چہار حرف دعوت ایں است د،ع،و،ت۔ از حرف ''دال'' دائرہ دل راپاک کند بذکر دوام وذکر دوام حاصل شود از حضوری سرور علیہ السلام۔ واز حرف ''عین'' علم غیبی لاریبی مشروحاً الہام رحمانی وروحانی مؤکل ازغیب عالم ہریک رامعلوم شود۔ واز حرف ''واؤ'' ورد وظائف کلام اللہ راباترتیب وباادب وباعزت وبااعتقاد بخواند۔ واز حرف ''ت'' ترک کند آن چیزی راکہ ترک کردہ باشد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام واصحابان آن۔ این چنین دعوت کارمبتدی است۔

آری یقین است کہ سیماب کشتہ نشود بجز کامل ودعوت درعمل نیاید بجز حکم صاحب قبوراہل حضور کامل عامل۔ ناقصانراز خواندن دعوت دوام رجعت ورنج وکاملانراازخواندن دعوت حضوری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جمعیت وگنج۔ صاحب دعوت کامل راچہ حاجت زکوٰۃ ونصاب وقفل ودورمدوروبذل وختم وشاختن اوقات خواندن وجائی مقیم ورجعت وعدد حساب نیک وبدوترک خوردن حیوانات جمالی وجلالی این ہمہ بیشمار وسوسہ خطرات ناقصان راپیدامی شود ازآنکہ ابتداوانتہاترتیب دعوت نمیدانند ونام باری تعالیٰ حسبۃً اللہ درمیان نیارند۔

بدانکہ دعوت کل وجز ودعوت ذکر ودعوت فکر ودعوت تجلیات نوراللہ ودعوت منتہی تعلق دارد باین دوآیت کریمہ باسم اعظم متصل خواند۔

قولہ تعالیٰ: فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ۔

ہرکہ جانب خدابیاید، ہرکاری راخداتعالیٰ جاری وروان گرداند کہ توجہ ووہم وخیال اوازوصال است برکت این دو آیات۔

قولہ تعالیٰ: اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔

پس مقام ازل ومقام ابد ومقام دنیاومقام عقبیٰ ایں ہرچہار مقام ظلمات است' اگرچہ درظلمات آب حیات است عاقبت ممات است بجز معرفت اِلَّا اللّٰهُ ذات۔ عارف آنست کہ ازلذات این ظلمات بیرون آید، بعدہٗ لذات معرفت اِلَّا اللّٰهُ حاصل شود وغرق وحدانیت ذات۔ این است مراتب خاصان رسید بروشن ضمیر نورمعرفت مولیٰ حضور۔ بندہ را ازین ہیچ بہتر نباشد کہ روی خود راسوی اللہ آرد کاردینی ودنیوی خود راباللہ سپارد۔

قولہ تعالیٰ: وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ

وعارف باللہ رادرمعرفت الٰہی مراتب ہفت است اوّل مراتب نفی لَآ اِلٰهَ دوم مراتب اثبات اِلَّا اللّٰهُ سیوم مراتب خواندن باتصدیق مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ چہارم خواندن آیات قرآن۔ پنجم خواندن وظائف دعائے سیفی۔ ششم خواندن اسم معظم ومکرم باری تعالیٰ اسماءِ الحسنیٰ۔ ہفتم غرق شدن بوحدانیت اسم اللّٰه ذات۔ این ہفت گنج است واز ہریک گنج ہفتاد گنج کشاید۔ اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا یقین برغیر آوردن جزلاسوی اللہ کافر

گرداند۔ ہر کہ باین انتہا دعوت رسد عارف باللہ عامل و کامل شود، چنانچہ نظر او کامل، حرف زبان او سیف اللہ کامل۔ ہنوز از برائی ہر کاری دولب خود را بجنباند کہ از اللہ تعالیٰ ہر مطالب را آنچہ خواہد دریابد۔ لِسَانُ الْفُقَرَآءِ سَيْفُ الرَّحْمٰنِ زبان عارفان ہرگز سیف نگردد تا آنکہ صاحب دعوت دعائے سیفی ہمنشین قبر اولیا اللہ نخواند و ترتیب خواندن دعوت نداند۔

ابیات:

شہسوار قبر کامل شد فقیر — شہسوار قبر عالم ملک گیر
ہر کرا قوت بود اہل القبور — صاحب دعوت چنین باشد حضور
ہر کہ واقف میشود دعوت قبر — ہر حقیقت یافتہ زیر و زبر
دعوت تیغ برہنہ دست گیر — قتل موذی را کند فی اللہ فقیر

شخصیکہ بر قبر سوار شود و قرآن بخواند، برکت قرآن کلام اللہ صاحب قبر روحانی مرتبہ زیادہ گردد۔ شخصیکہ بر قبر اولیا اللہ قرآن مجید بخواند عمل او روان گردد مثل دریا، تا روز قیامت باز نماند۔ اما برائی سہ کار بخواند، یکی کار بجہت مہم بادشاہ اسلام کہ جنگ با دارحرب داشتہ باشد، دوم برائی نفع دادن مسلمانان خاص و عام، سیوم برائی دفع اہل بدعت و ملحدان بیدین۔ از برائی این سہ کارِ اسلام دعوت خواندن کند، باید کہ شب تنہا نزدیک قبر رود و قبر نیز با عظمت تمام و پر دہشت باشد چنانچہ قبر مثل غوث و قطب و شہدا و اولیا اللہ۔ اما خوانندہ بر خود حصار بکند، اول بگرد قبر بانگ بخواند ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ط حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ط حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ط حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ. لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ○'' بمجرد خواندن بر گرد قبر بانگ روحانی در قید درآیند و حاضر شوند و آواز میدہند از راہ وہم و خیال دل۔ و اگر خوانندہ بسیار غالب است بر قبر پائی زند یا بدست اشارت کند و بگوید ''قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى'' و در ذکر در آید و از خود بیخود شود و بیہوش گردد، و روحانی جواب با صواب دہد، ہر کار او ہمون دم جاری و روان گردد۔ اگر بر گرد قبر بانگ بخواند بگفتن قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ روحانی حاضر نشوند و جواب با صواب ندہند و در قید نیایند، معلوم شد کہ روحانی صاحب قبر غالب است۔ و یا از برائی آن روحانی حاضر نشود کہ آنرا دولت و نعمت بخواندن کلام اللہ نصیب شود۔ ازین سبب بخواندن از کار روحانی اہمال کند۔ پس صاحب دعوت اہل خوانندہ را می باید کہ روحانی را در قید درآرد و عاجز کند، چنانچہ جانب پائی قبر بخواند و گاہی بر قبر سوار شود و قرآن مجید بخواند۔ ازین ہر دو عمل سخت روحانی ہمون دم پیش پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فریادی رود۔ پس روحانی را از خدا و رسول امر شود، برو یاور رفیق با توفیق شدہ کار بستہ او با نصرام رسانید، ہمون زمان آنچہ مطالب بودہ باشد بمقصود رسد۔ اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ

واقع است، ہر مشکل آسان شود و در مہمات دعوت عاجز نماند۔ یک شب بہ ہمنشین قبر اولیاء اللہ قرآن خواندن بہتر از چہل چلہ ریاضت۔

اگر کسی دولت و نعمت و عظمت خواہد و بزرگی و خزائن اللہ دینی و دنیوی بی محنت و بیرنج گنج بدست آید و نفس امارہ در قید شود و شیطان ملعون دفع گردد و تمام عالم در حکم او باشد و کل و جز مخلوقات مسخر شوند و اسم اعظم از قرآن دریابد و علم تاثیر و علم تکسیر و علم روشن ضمیر و علم کیمیا نظر و مؤکلان مشروحاً آواز دہند و بالہام تعلیم باترتیب کنند و علم نقش اللہ از برائی کارہا ہر طریق تحقیق نوشتہ بدست بدہند و بمجلس مشرف حضوری محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیشک شود و اصحاب کبار سرفراز فرمایند، طالب را باید کہ اوّل وجود خود را پاک کند از غیر ماسوی اللہ و حوصلہ وسیع و پختہ دارد کہ سرّ اسرار ربانی راز نہفتہ بہیچ کس نگفتہ باشد از حضور مرشدی نماید و آنچہ گنج خزائن اللہ سیم و زر زیر زمین پنہان است ہر یک واضح و روشن گردد و خزانہ بحکم اللہ تعالیٰ در تصرف او باشد۔ ہر کہ باین مراتب رسد فقیر لایحتاج شود، اگرچہ ظاہر عاجز باسوال و در باطن صاحب معرفت وصال۔ دعوت خواندن لائق ہمنشین قبر اولیاء اللہ آنست کہ اول وجود را پاک کند۔

دیگر عمل دعوت آنکہ از عرش تا تحت الثریٰ ہژدہ ہزار عالم بوقت خواندن اینچنین دعوت ہمہ در قید او باشد۔ دعوت معظم و مکرم این است کہ بر قرآن مجید باور کند و قرآن را پیشوا و شفیع دارد۔ اینچنین خوانندہ قرآن در بحر قرآن غوطہ خورد و بعد غوطہ خوردن ہر چہار فرشتہ و حاملان عرش مقرب چنانچہ جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام میخواہند کہ زمین را بر پشت اندازند و ہر یک روحانی مقدس ہمہ در تحیر در آیند و دست بدعا کشایند و میگویند، خداوندا! این چنین حاجت خوانندہ را قبول گردان و کار خوانندہ راز و د روان کن کہ من از قید خوانندہ خلاص شوم۔ از ین دعوت ہیچ دعوت سخت تر نباشد۔

دیگر دعوت از بحر قرآن خواندن بر کنارہ دریا یا بر قبر اولیا۔ بشروع دعوت اوّل زمین در جنبش در آید چنانچہ از مشرق تا مغرب حضرت مدینہ لرزہ خورد، بعدہٗ صد مؤکل فرشتہ ہر یک مہر سرخ در پیش نہادہ و آواز دادہ غائب شوند۔ و روز دوم بدین طریق لک فرشتہ ہر یک مہر سرخ نہادہ آواز دادہ غائب شوند۔ روز سیوم کروڑ فرشتہ ہر یک مہر سرخ آوردہ در پیش نہادہ آواز دادہ غائب شوند، بعد از ان فرشتہ بیشمار از حد زیادہ کاری بر اختیار اوست، این است آزمائش علم دعوت لایحتاج و علم دعوت بہ از علم کیمیا اکسیر۔ درین دعوت سورۃ مزمل باید خواند تا کامل مکمل شود و علم کیمیا اکسیر در قید در آید و علم تکسیر حاصل شود۔ و شروع دعوت اگر شخصی خواہد کہ کفار را مسلمان گرداند و یا رافضی یا خارجی را از بیخ بر آوردہ از وطن بدر کشد یا عدو دینی را جان بیک دم قبض کند یا بیمار شود کہ باز نہ ایستد، اگر خواہد کہ از شرق تا غرب بہدایت تلقین نصیب کند و بحضوری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہرہ بخشد، اگر خواہد طالب میشود صاحب نظر در حکم او در آید کونین زیر زبر، اہل معرفت مردہ را زندہ کند بیک دم بدم عیسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ صفت، این راہ تصور توفیق بدم بتصرف باطن تحقیق

روان از اسما است۔ این است اسما شریف:

وآندم باسم گیرد بہ تصور ارواح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باصحاب کبار مجلس محمدیؐ حاضر شود و باسم گیرد تصور فقر سلطان الفقر حاضر شود۔ باسم گیرد تصور شیخ حاضر شود صورت شیخ الہام بالہام دہد۔ باسم گیرد تصور میکائیلؑ حاضر شود و باران رحمت بارد۔ باسم گیرد اسرافیلؑ حاضر شود و بیک دم بر آن ملک کہ جذب وغضب کند از دم اسرافیلؑ فنا گردد تا قیامت ویران شود باز آباد نشود۔ باسم گیرد عزرائیلؑ حاضر شود و الہام دہد کہ عدو را در تصور بیک دم جان قبض کند و در یکدم بمیرد یا بیمار شود باز نایستد۔

لیکن چہار موذی را کشتن عین ثواب، اوّل موذی نفس دوم موذی ظالم آزار دہندہ مومن مسلمان را، سوم موذی کافر، چہارم موذی کافر کہ از دین محمدی برگشتہ باشد و دشمن علما عامل وعدو کامل فقیر باشد۔ پس ہر کہ اینچنین دعوت از قرآن و از قبور نداند از تصور و تصرف حضور دم نداند ہر آنکس نادان است۔

نوع دیگر طالب اللہ وقت شب برود و بنزدیک زندہ ضمیر و خاک او فریاد از ذکر اللہ تیغ برہنہ صاحب عظمت با قبر ہمنشین فوق القبر نشیند چنانچہ بر اسپ سوار و آنچہ داند از قرآن بخواند، انشاء اللہ تعالیٰ مطلب ظاہری و باطنی برآید و اہلِ قبر خوانندہ را بمجلس محمدیؐ رساند یا بتوحید باری تعالیٰ غرق کند و یا آنکہ ذکر قلب جاری کند یا صاحب لفظ شود یا از ہر دو گوش ذکر اللہ برآید۔ اگر از گوش راست آید آواز ازلی است و اگر از گوش چپ آید آواز ابدی است۔ از حکمت ہیچ خالی نماند۔ اگر درین عمل فرصت شود باید کہ قرآن مجید بحر کند و در بحر کشتی شود و شب و روز بتلاوت قرآن مشغول شود، در اندک روزکار بستہ او برآید و ہر مشکلی کہ پیش آید آسان شود۔ بدانکہ اساس پاکی وجود در حیات و ممات آنست باید کہ اسم اللہ ذات را باتصور باطنی دوام بر دل نویسد۔ چون بسیار نوشتن مرقوم اسم اللہ دل را حاصل شود مقام حیؔ قیوم مشروحاً از دل آواز بلند می برآید یا حیؔ یا قیوم بعدہٗ اسم محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طالب اللہ بر دل نویسد۔ بعد از آن لایق خواندن قبور شود۔ چون بدین طریق دعوت انتہا و ہم شود توجہ، و ہم فقیر تمام عالم گیرد از آنکہ چون صاحب دعوت را ختم دعوت شود برگرد او چہار

www.sultan-ul-faqr-publications.com

لشکر باطنی نگهبان گرد د بجهت محافظت او باشد، اگرچه بچشم ظاهر او را نمی بیند این هم لشکر باطنی است۔ اول لشکر آنکه بمد نظر اللہ منظور۔ دوم لشکر آنکه بمدِ نظرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضور۔ سیوم لشکر آنکه مؤکل فرشتگان و آنچه تابع جنونیت است۔ چهارم لشکر ارواح شهدا۔ اینچنین صاحب دعوت ولی اللہ اگر بر کسی غضب کند زخم از غیب خورد باز به نگردد تا که از ان زخم بمیرد۔ واولی تر آنکه بار خلق اللہ بردارد و خلق را نیازارد نافع المسلمین باشد۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

باب ہفتم

در متفرقات

بدانکہ جمعیت پنج حرف است ۔ ہر حرف جمعیت ہر یک مقام بتصور تصرف نعمت تمام بخشد و این ہر یک پنج مقام را صاحب جمعیت در قبض تصرف خود آ رد، احتیاج باقی در دل طالب و افسوس نماند، آنچہ داند بستاند ۔ ومقام جمعیت جامع العلوم از علم تحقیقات حی و قیوم ۔ پنج گنج و پنج مقام کہ در و تصرف و نعمت تمام این است ۔ اوّل مقام ازل و تصرف ازل و گنج ازل و نعمت ازل دوم مقام ابد و نعمت ابد و تصرف ابد و گنج ابد سوئم مقام دنیا و تصرف دنیا و نعمت دنیا و گنج دنیا، چون نعمت دنیا و تصرف تمام آنچہ بروئے زمین است بدست آور دن دنیا چہارم مقام عقبیٰ و تصرف عقبیٰ و نعمت عقبیٰ و گنج عقبیٰ ۔ پنجم مراتب و نعمت و تصرف و گنج اعلیٰ قرب وحدانیت فنا فی اللہ بقا باللہ بحق تعالیٰ ۔ این است جمعیت ختم تمام ۔ مرشد یکہ روز اول از حاضرات اسم اللّٰہ ذات و اسم محمد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وکلمہ طیبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ طالب اللہ را با ہر یک مقام جمعیت رساند مرشد کامل از طریق تحقیق و نمرشد خام ناقص از اہل زندیق خلاف سخن لاف زن ۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس ۔

دانیکہ درمیان کار رحمانی و شیطانی و نفسانی تاخیر و اہمال بتاثیر چہ فرق است؟ عجب دارم از ان قوم کہ بر زبان عام و خاص ورد است نام اللہ و یا حفظ قرآن تلاوت و یا علم مسائل فقہ، از زبان ایشان دروغ و از دل ایشان نفاق و از وجود ایشان حرص حسد و کبر چرا نمی رود؟ حکمت این است کہ ایشان از اخلاص نام اللہ نمی گیرند و از برائے حَسْبَۃً لِلّٰہِ علم کلام اللہ نمی خوانند، بمثل باد صرصر اَللّٰہ ھُوْ اَللّٰہ ھُوْ میرود چنانچہ رسم رسوم ۔ ہر کہ بنام اللہ و علم کلام اللہ بکنہ رسد و میشود آشنا و نفس او فنا و قلب او صفا دوام حضوری مجلس محمد مصطفیٰ صلوٰت اللہ علیہ، روح او بقا تماشائے کونین را بمد نظر بر پشت ناخن می نماید ۔ ہر کہ بنام اللہ آشنا شد و با خلاص تمام خواند گوئے معرفت بچوگان صدق از میدان ہر دو جہان می برد ۔ نام اللہ با عظمت عظیم آن نام است کہ ابتدا و انتہا در نام اللہ مشاہدہ نور حضور معرفت تمام است ۔ اما خواندن با خلاص نام اللہ با استغراق در مطالعۂ دل غرق چنانچہ علما ہمیشہ در مطالعہ کتاب ورق ورق غرق و عارفان را ہر دو بال و پر است ۔

ابیات:

بر در درویش رو ہر صبح و شام   تا ترا حاصل شود مطلب تمام

گر ترا بر سرزند سر پیش نہ   آنچہ داری در ملک درویش دہ

شاہ جہان شد درویش از نظر | جاودان یابی درویش دادہ
عرش تر بالا ز او مراتب شد | از نظر درویش است مقبول ہر کہ

جوہر جمعیت راد ونشان است ظاہر در شریعت ہوشیار و باطن در مراقبہ غرق مشرف مشاہدہ ربوبیت رویئت تجلّے انوار۔ بدانکہ مخلوقات آسمان و زمین تا بر سیدن قیامت پنجاہ ہزار سال است۔ این پنجاہ ہزار سال رایک شب دنیا گویند و حساب عرصہ گاہ قیامت پنجاہ ہزار سال روز است۔ پس ظاہر و باطن لکھ سال شد۔ پس در شب دنیا لباس است و در روز قیامت معیشت است و لباس تعلق با عبودیت دارد و معیشت کسب را گویند و کسب ذکر فکر معرفت اشتغال اللہ و ربوبیت تعلق دارد اہل علما صاحب عبودیت است و فقرا صاحب ربوبیت است۔

قولہ تعالیٰ: وَجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۙ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا۝

پس اہل شب را نظر با دنیا است کہ اعمال ظاہری بدنیا است و اہل روز را نظر بروز قیامت است، بجز حق دیگر نخرند و نہ برند۔ درمیان علما و فقرا چہ فرق است؟ علما وقت غضب وغصہ از جلالیت علم در انا منی تکبر در آیند و فقیران وقت خشم از جمالیت معرفت اِلَّا اللّٰہُ از منی می برآیند۔ ہر کہ ابتدا علما عامل است انتہا و نتیجہ پیشہ درویش و فقیر کامل است۔

بدانکہ علم و عمل از "عین" است و دو "عین" در یکجا جمع شدن مشکل۔ ہر کہ عالم عامل بود ہر آنکس فقیر عارف کامل شود۔ کسی را کہ علم در قید خود کند در وجود او چہار علم الہام پیدا شود، آن را غیب الغیب گویند۔ عالم برآید از حجاب عالم پیشہ خلق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گیرد و حکم الہام از دل پیدا شود از قربِ قدرت سبحانی۔ دوم الہام از تصور اسم محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگاہ راستی میدہد۔ سیوم الہام جمیع اصحاب را راہ عبادت ثواب بخشد۔ چہارم الہام کراماً کاتبین و جمیع فرشتگان از برایَ کار نیک و بد حقیقت ماضی و حال و مستقبل مشروحاً معلوم کند بآواز بلند جواب میدہند۔ حَسَنٰتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ۔

بدانکہ مراتب عالم فاضل صاحب فقہ نص و حدیث دیگر است با تفسیر و مراتب صاحب ورد و وظائف اہل ذکر دیگر است۔ با فکر تاثیر۔ فکریست در نعمہائے حضرت حق تعالیٰ کہ از و در دل محبت زاید، تفکریست در احسان حضرت حق تعالیٰ کہ از و در دل حیا زاید، تفکریست در وعدہ وعید حضرت حق تعالیٰ کہ از و در دل خوف زاید، و تفکریست در معرفت حضرت حق تعالیٰ کہ از و در دل نور توحید الٰہی زاید، تفکریست از علم تلاوت قرآن مجید حق تعالیٰ کہ از و در دل اعمال صالح زایدؑ تفکریست از دنیا کہ از و در دل سیاہی جمع شود و منصوبہ بازی شیطان زاید۔

در جہان از اہل دنیا و دنیا ہیچ کس بدتر نباشد۔ عجب ندانند ہر آنکس کہ این بدتر را از نام اللہ و از دین محمد و از فقر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر فہمیدہ اند و آن از ان است کہ او شان از معرفت اللہ و لذت نام اللہ محروم ماندہ اند۔ مسلمان مومن آنکس باشد کہ فرض عظیم دوام خدا تعالیٰ را بقدرت غالب حاضر دانند۔ این فرض عظیم کہ بر سر ہر فرض اکبر تر فرض عین

است وسنت بزرگ بر ہر سنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بزرگ تر آنکہ خانہ فی سبیل اللہ تصرف کند تا سنت بزرگ ادا شود۔ این فرض وسنت را از اہل اللہ بعمل آرند۔

ہر کہ از مردہ دلان اہلِ دنیا جدائی گیرد دل او صفا گردد و نفس او مطلق بمیرد۔ مردن نفس وقتل نفس ہمین قرار دادہ اند کہ از شرک کفر کبر ہوا از خوئ بدخصالت بیرون برآید، گوئ کہ نفس مرد، بہ نیک اعمال تزکیہ گشت از لذات دنیا و مجلس اہل دنیا تائب گشت وانس بہ صفا قلب و بہ ارواح مقدس و با عبادت معرفت مولیٰ مشغول شد و نفس مرتبہ مطمئنہ یافت۔

حدیث: اَلدُّنْیَا قَوْسٌ وَحَوَادِثُهَا سِهَامٌ

حدیث: كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ كَعَابِرِ سَبِيْلٍ وَعِدْ نَفْسَكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ

مجموعہ علم ظاہر و مجموعہ فقر معرفت الٰہی باطن در یک نقطہ آوردیم و آن نقطہ در یک حرف است یعنی ن' نیک نیت و برآمدن از طمع و حرص و حسد۔ ہر کہ این ہر سہ را بگذارد علم کل و معرفت مشکل ہر دو بدست آید کہ آن دوام است۔ از ین ہر سہ قطع کردن فقیران را معرفت انتہا تمام است۔

مصنف میگوید کہ صاحب قلب را از قلب ہفت فتح است کہ از ہر یک فتح ہفتاد ہزار (۷۰۰۰۰) فیض روشنی زند، ہر آنکس داند کہ درین فیض روشنی فیض گیرد۔ درین مقام طالب مرید صاحب یقین از اقرار ہرگز فرار نخورد و خوار سلب نشود کہ تجلی ذاتی دیگر است و تجلی اسماد یگر و تجلی حروفی دیگر و تجلی ربانی دیگر است۔ و تجلی بر چہار نوع است، تجلی ذات کہ آنرا محض فیض عطا ذات گویند کہ آنچہ از حاضرات اسم اللہ ذات بیند مطلق توحید وحدانیت خدا است، آنرا نور قرب و معرفت الٰہی گویند۔ و آنچہ تجلی از اسما بہ بیند کہ این چنین تجلی را نہ تجلی ذات گویند و نہ صفات، متفق ذات وصفات۔ و آنچہ تجلی از آیات قرآن نص حدیث بہ بیند، اینچنین تجلی را جہاد اکبر نفس گویند۔ و آنچہ تجلی از حروف سی حرفی درمیان بیند، این تجلی حروف را قلب المکشوف گویند۔ ہر یک تجلی از مشق کردن بتصور و تفکر یقین بکشاید، عینہ بعین می نماید۔ پوشیدن چشم را تجلی دیگر و بکشادن چشم تجلی دیگر۔ از ریاضت تمام عمر بہتر است کہ چشم در تجلی بردارد و متوجہ غرق فنا فی اللہ گردد و بغیر از غرق نور دریافتن تجلی مطلب تمام بہر مراتب خام ناتمام است۔ مطلب کلی کدام است؟ از خود بگذرد و حق بحق برسد کہ آن سر انجام است۔ یعنی نوشیدن جام نور اللہ جمعیت۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

مرشد یکہ طالب اللہ را ہر یک مقام و آنچہ سوئ مقام معرفت الٰہی را از حاضرات سبق نمی دہد و ازیں مراتب معرفت نکشاید و معلوم ننماید، مرشد ناقص لاف زن است بیرون از کمال اہل زوال است۔

ابیات:

در تجلی ذات سوزم سر بسر سِرّ اللہ   این تجلی ذات رہبر باخدا

از ازل تا ابد باشم غرق اندر بنور   از ازل تا ابد باشم دائم در حضور

از ازل تا ابد باشم مست حال — از ازل تا ابد بودم دائم باوصال
از ازل تا ابد از خود شد جدا — از ازل تا ابد بودم باخدا

بدانکہ در شب و روز بیست و چہار (۲۴) ساعت است و آدمی را شب و روز بیست و چہار ہزار (۲۴۰۰۰) دم است، باہر دم باخبر باش کہ چہاردہ (۱۴) تجلّی و چہاردہ (۱۴) الہام و چہاردہ (۱۴) علم، بعضی رحمانی و بعضی شیطانی و بعضی نفسانی و بعضی از حوادث دنیا پریشانی و بعضی از جنونیت و بعضی از مؤکلات فرشتہ و بعضی از وجود قلبی و روحی و سرّی۔ اگر توفیق الٰہی رفیق باشد و مرشد آگاہی بخشد ہر یک مقام را تحقیق کند، بسلامت ماند و الاّ نہ سلب شود۔ درین مقام ہزاران ہزار راہ گم کردہ اند و رجعت خوردہ خلاف شریعت مردہ اند۔

حدیث: خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدَرَ
آنچہ نیک باشد بردارید و آنچہ بد باشد بگذارید۔

اے عزیز! بدانکہ چون اللہ تعالیٰ خواست کہ کن فیکون را بیان کنم، گفت: كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ از دست چپ از قہر جلالیت نظر کرد، از ان نار شیطانی پیدا شد و از دست راست از کرم و لطف و جمعیت و مرحمت و شفقت و التفات نظر کرد، نور محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیدا شد روشن بہ از آفتاب تر۔ بعد از ان اللہ تعالیٰ کن فرمود، ارواح کل مخلوقات موجودات مراتب بمراتب، جماعت بجماعت، صف بصف، جائی بجائی خود باادب استادہ شدند متوجہ بحق امر اللہ تعالیٰ۔ بعدہٗ اللہ تعالیٰ فرمود: ''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ''، جملگی ارواح گفتند: ''قَالُوْا بَلٰى'' آنچہ کہتر و مہتر۔ بعضی ہماندم از ارواح از گفتن ''بلیٰ'' پشیمان شدند، چنانچہ ارواح کافران و مشرکان و منافقان و کاذبان۔ و بعضی بگفتن ''بلیٰ'' خوشوقت و مسرور گشتند از آواز ''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ'' بعد از ان اللہ تعالیٰ فرمود ''ای ارواحہا! بخواہید آنچہ میخواہید تا بر شما عطا کنم''۔ جملگی ارواحہا گفتند ''خداوندا! از تو ترا میخواہیم''۔ بعد از ان اللہ تعالیٰ از دست چپ ارواح دنیا و زینت دنیا پیش ارواح کشید۔ خنزیر شیطان ازنمود نفس امارہ داخل دنیا پیش رسید۔ چون در دنیا رسید شیطان باآواز بلند بیست و چہار (۲۴) بانگ خواند، نہ (۹) حصہ ارواحہا بشنیدن بانگ بلند خوش آواز شیطان در سلک شیطان درآمدند۔ بیست و چہار (۲۴) بانگ شیطانی اینست: اوّل بانگ خوش آواز شیطانی سرود، دوم بانگ حسن پرستی، سیوم از انا ہوا مستی، چہارم شرب شراب، پنجم بدعت، ششم ترک صلوٰۃ، ہفتم آنچہ متعلق بسرود اسباب مطربانہ چون طنبور رباب و قانون و سرنا و دف و دہل، ہشتم آنچہ مانند این ناشائستہ، نہم بانگ ترک الجماعت، دہم غفلت، یازدہم عجب، دوازدہم ریا، سیزدہم حرص، چہاردہم حسد، پانزدہم کبر، شانزدہم نفاق، ہفدہم غیبت، ہژدہم شرک، نوزدہم کفر، بیستم جہل، بیست یکم کذب، بیست دوم ظن بد، بیست سیوم نظر بد، بیست چہارم طمع۔ ہر کہ بدین صفت موصوف باشد ارواح از ان اہل قوم کہ سامع بانگ شیطانی، اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ۔

قولہ تعالیٰ: اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُ كُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُ كُمْ بِالْفَحْشَآءِ

آنچہ متعلق شیطان است و متابعت شیطان. بمراتب دنیا رسید، پسندیدۂ دنیا گردید و در دنیا غرق شد۔ و از آن جملہ نہ (۹) حصہ یک حصہ ارواح پیش حق سبحانہ و تعالیٰ استادہ ماند۔ اللہ تعالیٰ از لطف و کرم می فرمود ''ای ارواح! بخواہید آنچہ از من می خواہید تا بر شما عطا کنم'' یک حصہ باقی ارواحہا گفتند'' خدایا از تو ترا می خواہیم''۔ از دست راست بہشت و حور و قصور لذات نعیم بہشت با تمام زینت و زیبائش پیش ارواحہا کشیدند۔ نہ (۹) حصہ ارواحہا جانب بہشت در آمدند۔ اوّل ارواح کہ در بہشت در آمد، اہل متقی بودند، و بانگ خوش آواز تقویٰ زد، جملگی متقی باستماع بانگ تقویٰ داخل بہشت شدند و بر شریعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غالب آمدند، چنانچہ عالم و فاضل و عامل حقیقی بر ہر کار متقی پرہیزگار۔ و باقی یک حصہ ارواح کہ رو بروئے اللہ تعالیٰ بر از رسیدہ بر گوش ایشان نہ بانگ دنیا نہ بانگ عقبیٰ رسیدہ، مشتاق غرق فنا فی نور اللہ بقا باللہ حضور متابعت بمجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضور فقیر عارف باللہ بودند کہ در باب ایشان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمود کہ: اَلْفَقْرُ فَخْرِيْ وَالْفَقْرُ مِنِّيْ o اَلدُّنْيَا حَرَامٌ عَلٰى اَهْلِ الْعُقْبٰى وَالْعُقْبٰى حَرَامٌ عَلٰى اَهْلِ الدُّنْيَا وَالدُّنْيَا وَالْعُقْبٰى حَرَامٌ عَلٰى طَالِبِ الْمَوْلٰى o مَنْ لَهُ الْمَوْلٰى فَلَهُ الْكُلُّ۔

نقل است روزی مریدی از خدمت مرشد سوال کرد کہ خلاصہ بقدرت خویش چنانکہ ہست باقی اثر است و الا شے را بد و راہ نیست و موجودات عالم منشا از آب و گل است کہ سوای خلاصہ جنبش ندارد۔ پس پیدا جہان و جہانیان از کدام چیز توان دانست۔ مرشد جواب داد چیزی کہ بہ ابتدا و انتہا منسوب است فی الحقیقۃ وجود ندارد و بر و اعتبار نتوان نمود۔ اگر گوئی کہ جنبش و حرکت عالم کہ نمود ار است آن چیست۔ بدانکہ عالم صورت موہوم است کہ در عین عدم بوجود می نماید مثل آنکہ در آئینہ صورتی را توان دید و در حقیقت ہیچ نیست۔ دریں معنی باعث وجود عالم از بے دانشی آدم است۔ چنانچہ صنعتی از طلا می سازند و ہیچکس نام طلا بر زبان نمی آرد ہمچنان خلاصہ باختلاط و امتزاج وجود گم گردیدہ کہ مردم را اصلاً نظر بر خلاصہ نماند و سوای وجود ظاہری نمی بیند، لاجرم در اینجا اُمید حیات و ممات راہ می یابد و صورت عالم وجود می گردد و لیکن در باطن کہ ظہور خلاصہ طالع می شود نہ وجود ماند و نہ حواس و نہ عالم ماند و نہ آدم مثل آنکہ آتش از چوب برخیزد و ہمان چوب را خاکستر سازد، فافہم، واللہ اعلم بالصواب۔

تمام شد شمس العارفین

اگر کسی کا نفس سرکش ہو اور شیطان کی طرح ہوا میں غرق ہو کر اللہ کا مخالف ہو، کسی بھی طرح کا علاج کرنے سے گناہوں سے باز نہ آتا ہو اور اللہ کی طرف رجوع نہ کرتا ہو، بہت زیادہ غفلت کی وجہ سے اس کا دل مردہ ہو چکا ہو اور شیطان کی قید میں پھنس کر زندہ نہ رہا ہو اور اس کے قلب میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر بھی تاثیر نہ کرتا ہو، وہ غریب، مظلوم، عاجز محتاج اور پریشان ہو، دنیاوی روزگار کے غم میں نڈھال ہو کر ہلاک ہو چکا ہو، زیادہ اولاد کی وجہ سے مستحق ہو، اس کے حالات بہت ہی کمزور ہوں، اس کے پاس کوئی طاقت اور قوت باقی نہ رہی ہو، وہ فقر و فاقہ سے گزر اوقات کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ اس کتاب، جس میں دین اور دنیا کے تمام خزانے موجود ہیں، سے ظاہری اور باطنی خزانوں کو معلوم کرے تاکہ مخلوق اس کی خادم اور وہ ان پر مخدوم بن جائے۔ وہ اس کتاب سے اپنے تمام مطالب حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کے تمام خزانے اپنی دسترس میں لے آئے اور علمِ تصوف کے مشکل نکات کو طریقِ تحقیق سے کھول لے۔

جو شخص اس کتاب کو مطالعہ میں رکھے گا اور اس پر عمل بھی کرے گا وہ عارف باللہ اور صاحبِ توفیق ہو جائے گا، ہمیشہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے مشرف رہے گا، تمام انبیا اور اولیا کی ارواح اس سے ملاقات کریں گی، اور ظاہر و باطن کی کوئی چیز اس سے چھپی نہیں رہے گی۔

یہ کتاب طریقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (کے مطابق لکھی گئی) ہے جو اللہ تعالیٰ کی عطا، فضل اور فیض اور طریقِ تحقیق ہے۔

سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

= سلطان الفقر ہاؤس =

A/5-4- ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790
Ph: +92-42-35436600 Cell: +92 322 4722766

ISBN: 978-969-2220-43-9

9789692220439

Rs. 550

www.sultan-ul-ashiqeen.com
www.sultan-ul-ashiqeen.pk
www.sultan-bahoo.com
www.sultan-bahoo.pk
www.sultan-ul-faqr-publications.com
E-mail: sultanulfaqrpublications@tehreekdawatefaqr.com

تصنیفِ لطیف سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ

شمس العارفین (اردو ترجمہ مع فارسی متن)